لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة

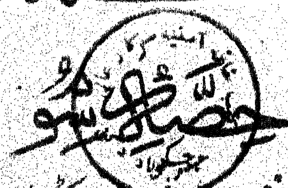
بفضل خدائے ذی الجلال والاکرام تذکرہ جامع اولیاء عظام صوفیہ

کرام زہد و اسلام تا قرن دہم

المسماۃ بہ

نعمت عظمیٰ

سنہ ۱۳۳۳ھ



جناب مولانا سید عبدالغنی صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل سرکار عالی نظام و مترجم کتاب بوذاسف و بلوہر و کلام الروحانیہ و مصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی غوث الصمدانی امام عبدالوہاب شعرانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات الکبریٰ سے جو عربی زبان میں ہے صاف سلیس بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا

محمد الیاس [illegible] بمطبع [illegible] شمس [illegible] طبع ہوا

فہرست اسمای بزرگان طریقت کہ تذکرۂ آنہا

درحصہ سوم درج است بہ ترتیب حروف تہجی

باب الالف

نام	صفحہ
ابراہیم متبولی	۳۴۵-۲۳۲
ابوالحسن شاذلی	۳۴۳-۱۰
ابوالعباس بصیر	۸ - ۷
احمد ابوالعباس مرسی رضی	۷۱ - ۴۳
احمد بن سلیمان	۳۳۱-۳۲۳

باب تاء مثناۃ فوقانیہ

نام	صفحہ
تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری	۷۳

باب حاء مہملہ

نام	صفحہ
حسن ششتری	۲۷۰-۲۶۴
حسن شیخ مسلمیہ	۹
حسین آدمی	۳۲۳
حسین ابوعلی	۳۴۶-۳۴۵
حسین جاکی	۲

باب خاء المعجمہ

نام	صفحہ
خضر کردی	۲

باب شین معجمہ

نام	صفحہ
شرف الدین کردمی	۴ - ۳

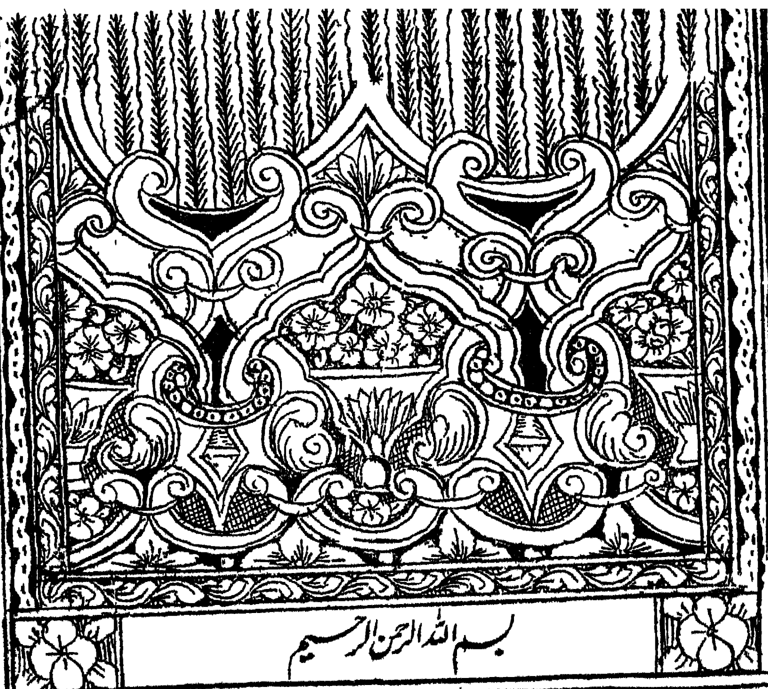
باب عین مہملہ

نام	صفحہ
عبداللہ منوفی مالکی	۱

نام	صفحه
علی بن محمد وفا	۲۶۳-۷۸
علی سردار	۹
عمر کردی	۳۳۲-۳۳۱
باب المیم	
محمد ابو المواہب شاذلی	۳۲۳-۲۷۰
محمد بن ہارون	۶-۴
محمد غمری	۳۴۷
محمد وفا	۷۸-۷۵

نام	صفحه
موسی الملکتی بہ ابو عمران (جد پنجم مولف کتاب)	۷۵-۷۴
باب الیاء المثناة التحتانیه	
یاقوت عرشی	۷۳-۷۱
یحیی ضافیری	۶
یوسف عجمی کورانی	۲۶۸-۲۶۴





بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

(۳۰۱) شیخ عبداللہ منوفی مالکی رضی اللہ تعالی عنہ

نیکو کار عابد زاہد و یکتائے روزگار تھے۔ اِن کی کرامتین بہت تھین اور بہت سے امام انکے شاگردون مین تھے۔ ساتوین رمضان کو ۷۴۸ھ سات سو اڑتالیس ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے۔ اور سلطان قایتبائی کی قبر کے سامنے جو اسوقت میدان مین ہے دفن ہوئے اِن کی وفات کے دن دفع وبار کی دعا کیلئے لوگ اوس میدان مین جمع ہوئے تھے اِس لئے تیس ہزار آدمی کے قریب انکے جنازہ مین شریک ہوئے۔ اِن کے شاگرد شیخ خلیل رضی اللہ عنہ نے اِن کے حالات مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔



(۳۰۲) شیخ حسین جاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جامع جاکی کے امام وخطیب۔ یہ نیکو کار واعظ تھے لوگون کو نصیحتین کرتے اور ان کے کلام سے لوگ فائدہ اوٹھاتے تھے۔ سلطان کے پاس انکو وعظ کہنے سے روکنے کیلئے ایک مجلس منعقد ہوئی اور بیان کیا گیا کہ یہ غلطیان کرتے ہین۔ چنانچہ بادشاہ نے ممانعت کا فرمان جاری کیا۔ انہون نے اسکی شکایت اپنے شیخ ایوب کناس (جاروب کش) سے کی ایکدن بادشاہ بیت الخلاء مین تھا کہ شیخ ایوب اپنے کاندہے پر جھاڑو لئے ہوئے بڑے سے شیر کی صورت مین دیوار سے اسکے سامنے نکلے اور منہ کہولکر سلطان کو نگل جانے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھکر سلطان کا بدن کپکپانے لگا اور وہ غش کہاکر گر پڑا۔ اور جب اوسے ہوش آیا تو شیخ ایوب نے اوس سے کہا کہ شیخ حسین کو وعظ کہنے کا حکم دے ورنہ مین تجھے ہلاک کرڈالونگا۔ یہ کہکر وہ پھر دیوار مین چلے گئے اور بادشاہ شیخ حسین کے پاس آیا۔ اور اوس نے شیخ ایوب سے ملنا چاہا مگر انہون نے اجازت نہ دی شیخ حسین نے ۷۳۷ھ سات سو سینتیس ہجری مین وفات پائی اور باب النصر کے باہر شیخ ایوب کے تکیہ مین دفن ہوئے ان کی قبر ظاہر ہے اور ہر چہارشنبہ کی رات اور اسکے صبح ہوکر لوگ اوسکی زیارت کیا کرتے ہین۔

(۳۰۳) شیخ خضر کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الملک الظاہر بیبرس کے پیر جن کی کنیت ابو الفتوحات تھی۔ کثرت سے لوگ انکے پاس آتے تھے۔ اور صوفی صاحب کشف وصاحب ہمت ومدد تھے۔ بادشاہ کثرت سے

ان کی زیارت کو آیا کرتا اور اپنے راز ان سے کہا کرتا اور اپنے سفر مین انکو ساتھ رکھا کرتا تھا آخر حلال زادون نے ان کے اور بادشاہ کے درمیان لگائی بجھائی کی۔ آخر بادشاہ نے برہم ہوکر انکو قید کر دیا۔ اسکے بعد ہی سلطان کی پیٹھ مین پھوڑا نکلا جس سے اوسکی پیٹھ گلنا شروع ہوئی۔ تب اُس نے شیخ کو رہا کر دیا اور معذرت کہلا بھیجی۔ شیخ نے کہا کر میری موت سلطان کی موت کے قریب ہی واقع ہوگی چنانچہ تھوڑے ہی دن کے فصل سے دونون نے وفات پائی۔ اور شیخ خضر نے ۶۷۵ھ چھ سو پچھتر ہجری مین بادشاہ سے کئی دن پیشتر سفر آخرت اختیار کیا۔ اور یہ چار سال قید مین رہے۔ اور باایں ہمہ بادشاہ انکے لئے قید خانہ مین نفیس کھانے بھیجا کرتا تھا۔ اِن کا قول ہے کہ جب تم مین سے کوئی شخص کسی سے مخاصمہ کرنا چاہے تو پہلے سے باتین سوچکر نہ رکھے کیونکہ جو کلام بنایا ہوا ہوتا ہے وہ درست نہین رہتا۔ یہ اپنے ہی تکیہ مین ملک الظاہر کی جامع کے روبرو جو مصر مین غلیج حاکی پر واقع ہے دفن ہوئے۔ اور اِن کی قبر ظاہر و زیارتگاہ ہے۔

(۴۳) شیخ شرف الدین کُردی رضی اللہ تعالی عنہ

قاہرہ کے باہر حسینیہ مین مدفون ہین۔ انکا مقام بہت بڑا اور انکی کرامتین بہت ہین۔ اور ہر چار شنبہ کی شب کو ان کا ایک خاص وقت ہے۔ یہ طریقت مین شیخ خضر کے بھائی اور شیخ ابو السعود بن ابی العشائر (جن کا ترجمہ[۵] سابق مین گذرا) کے اصحاب مین

---

[۵] دیکھو ترجمہ (۲۸۹) مندرجہ حصہ دوم۔ ۱۲ مترجم

سے تھے۔ دونون کی مناقب مشہور ہین۔ اور دونون[۵] سے ۶۶۶ھ چھہ سو ستر چھہ ہجری مین قضا کی۔

(۳۰۵) شیخ محمد بن ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ شہر سنہور کے تھے جو غربی دریا پر واقع ہے۔ یہی بزرگ حضرت ابراہیم دسوقی کے والد کو دیکھکر جب وہ ان کے پاس سے گذرتے تھے کھڑے ہوجایا کرتے اور کہتے تھے کہ انکی پشت مین ایسا ولی ہے جس کی شہرت پورب اور پچھم تک پہونچے گی۔ اور انکے وطن شہر سنہور کے ویران ہوجانے کا سبب یہ ہوا کہ ان کو کشف ہوا کہ اس شہر پر آسمان سے بجلی گرے گی جو اسکو مع باشندون کے جلادے گی۔ اسلئے انکے حکم سے تیس گائیں ذبح ہوئین اور اونکا گوشت پکاکر انکے تکیہ مین رکھا گیا۔ اور انہون نے تکیہ کے متعلقون سے کہدیا کہ جسکا جتنا جی چاہے اس مین سے کہائے یا لیجائے چنانچہ لوگون نے کہایا اور جہانتک ان سے ہوسکا اوٹھا لیا۔ اتنے مین میلا کچیلا بکھرے ہوئے بالون والا۔ ستر کھولے ہوئے ایک فقیر آیا اور اوس نے کہا کہ مجھے کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ لوگ اوسکو کھلاتے کھلاتے تھک گئے مگر اوسکو سیر نہ کرسکے آخر لوگون نے اسکو ہٹادیا اور وہان سے نکالدیا۔ کہ اتنے مین شہر پر بجلی گری۔ یہ بزرگ اپنی بیوی بچون اور اپنے پیروؤن کو ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلے اور وہان کے سارے باشندے

---

[۵] اصل مین بصیغۂ تثنیہ ہی ہے۔ لیکن بصیغۂ واحد ہونا چاہیئے اسلئے کہ خود اونہون نے شیخ ابوالمسعود کی وفات ۶۴۴ھ مین اور شیخ خضر کی ۶۵۵ھ مین لکھی ہے۔ (دیکھو ترجمہ ۲۸۶ - و ۳۰۳) مترجم

بازارون اوراپنے گھرون مین مرکررہ گئے۔ تب شیخ نے منتظم سے کہاکہ میان تم نے
یہ کیا کیا ایک شخص سیر ہوکر ہمارے شہر سے بلا کو دور کرنا چاہتا تھا مگر تم نے اوس کو
سیر نہونے دیا۔ چنانچہ وہ شہر اسوقت تک ویران پڑا ہے اور لوگون نے اوس کے
مقابل جانب کو آباد کیا ہے۔ وہ شہر بہت بڑا تھا لوگون نے دیکھا تھاکہ وہان سیسہ
کی چھتین تھین اور اندر بوریون کی جگہہ ریشمی چھتگیریان تھین۔ اور ہمارے شیخ سیدی
علی الخواص رضؓ نے مجھہ سے نقل بیان کی کہ ایک مرتبہ مداری کے ایک لڑکے نے
شیخ محمد بن ہارون کی حالت سلب کرلی۔ اور اسکا واقعہ یہ تھاکہ جب یہ جمعہ کی نماز
پڑھکر باہر نکلتے تھے تو شہر والے انکے پیچھے پیچھے انکے گھر تک جاتے تھے۔
بس ایک جمعہ کو اسی طرحسے یہ جارہے تھے کہ مداری کے ایک لڑکے کے پاس
سے گذرے۔ وہ لڑکا ایک دیوار کے نیچے اپنی گدڑی مین سے جوئین نکال رہا اور پانون
پھیلائے تھا۔ اسپر شیخ کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ لڑکا بے ادب ہے مجھسا شخص جارہا
ہے اور یہ ٹانگین پھیلائے بیٹھا ہے۔ اس خیال کا دلمین آنا تھاکہ فوراً ان کی حالت
جاتی رہی اور جتنے لوگ ساتھہ تھے سب انکے پاس سے بھاگ گئے۔ اب انہون نے
لوٹکر اوس لڑکے کو جو دیکھا تو وہ نہ ملا۔ تب شہر بشہر اوسکو ڈہونڈہنا شروع کیا اور
آخر ملک مصر کے کسی میلہ مین اوس کو اسطرح سے پایا کہ بڑے مداری نے جو
تماشہ سے فارغ ہوکر کھڑا تھا ان کو آواز دیکر اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کہ تمہارے
جیسے شیخ کے دلمین یہ خیال گذرے کہ وہ صاحب مقام ہے اور اوس کی قدر ہی
اسی لڑکے نے تمہارا حال سلب کرلیا تھا۔ اسلیئے اسکا یہ منصب ہے کہ تمہارے
سامنے پاؤن پھیلاوے۔ کیونکہ اللہ تعالی سے یہ باعتبار تمہارے زیادہ تر قریب ہے

شیخ نے کہا کہ مین نے توبہ کی۔ تب اوس نے اِن سے کہا کہ سنو۔ شہر پہونچکر اوسی دیوار کے پاس جاؤ جہان یہ جوئین نکال رہا تھا اور اوس عورت کو پکارو جو وہین ایک ڈرار مین رہتی ہے اور اوس سے کہو کہ قرمان مجھ سے خوش ہو گیا تو میرا حال مجھے پھیر دے۔ چنانچہ جب یہ وہان پہونچے اور آواز دی تو اوس عورت نے نکلکر انکے چہرہ پر پھونکدیا اور اللہ تعالیٰ نے اِن کی پہلی سی حالت کر دی۔

(۳۰۶) شیخ یحیٰی صنافیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑے صاحب مکاشفہ۔ عالم نیکو کار تھے۔ تمام اطراف سے لوگ اِن کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ ۷۷۰ھ سات سو ستر ہجری مین راہی دار آخرت اور شیخ ابو العباس بصیر کے مقبرہ واقع قرافہ مین دفن ہوئے۔ اور اِن کے جنازہ کی شہرت ہوئی اور جب یوسف عجمی رضی اللہ عنہ بلاد عجم سے مصر پہونچے تو اونہون نے شیخ یحیٰی سے شہر مین آنے کی اجازت چاہی اور اونہون نے اجازت دی اور کوئی ولی مصر مین داخل نہ ہوتا تھا مگر اون کی اجازت سے۔ یحیٰی رضی اللہ عنہ نے اِس مضمون کے شعر پڑھے تھے ؎

مین صراف ہون کیا نہین جانتے	محک ہے میرا دل ہین زر اولیا
کوئی قلب ہے اور کسی مین ہی کھوٹ	مین کھوٹے کو کرتا ہون تا کر کھرا
تپا کر کیا ہے تجھے مینے صاف	تو کندن ہے اب اور سبے غش طلا

(۲۰۷) شیخ ابو العباس بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کو کشف تام اور قبولیت عام حاصل تھی۔ اور یہ شیخ ابو السعود بن ابی العشائر کے
معاصر تھے۔ شیخ آخر الذکر اپنے تکیہ سے جو پل کے دروازہ پر واقع تھا۔ پتیون کے
ذریعہ شیخ ابو العباس سے اس طور پر مراسلت کیا کرتے تھے کہ جس زمانہ مین دریای
نیل کو جوش ہوتا اور اوسکا پانی باب الخرق تک پہونچ جاتا جہان ان کا تکیہ تھا اس
زمانہ مین وہ پتی پر لکھکر اوس کو پانی مین ڈال دیتے تھے اور جب وہ یہان پہونچ جاتی
تھی تو شیخ ابو السعود کی پتی نکال لیجاتی اور شیخ ابو العباس کی پانی مین ڈال دیجاتی
تھی وہ سیدہی دریا مین چلی جاتی اور بھیگتی نہ تھی۔ حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین
نے بیس سال تک شیخ ابو السعود کی خدمت کی اور مین اون سے سوال کرتا رہا
کہ میری بیعت لیجئے مگر وہ مجھ سے یہی کہتے رہے کہ تو میری اولاد مین نہین ہے
تو میرے بھائی ابو العباس کی اولاد مین ہے جو عنقریب ملک مغرب سے آنے
والے ہین۔ چنانچہ جب یہ مصر آئے تو حضرت ابو السعود نے حاتم رضی اللہ عنہ کو
بلوا بھیجا اور اون سے کہا کہ آج رات کو تمہارا پیر آگیا جاؤ بولاق مین اوس سے ملو۔
اس لئے اہل مصر مین سے جو شخص سب سے پہلے ان سے آکر ملا وہ حاتم رضی اللہ عنہ
تھے۔ اور جب انہون نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ مین دیا تو انہون نے کہا کہ آؤ میرے
بچے حاتم اللہ میرے بھائی ابو السعود کو جزائے خیر دیگا میرے آنے تک تیری
حفاظت کی۔ نقل ہے کہ ابو السعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ایک بڑے امیر

کے یہان سے شادی کی تقریب مین بلاوا آیا۔ اور اِس بیچاری کے پاس پہننے کو
گدڑی کے سوا کچھہ نہ تھا بیوی نے اپنے میان سے مشورہ کیا کہ جاؤن یا نہ جاؤن
میان نے اجازت دی تو بیوی نے کہا کہ کیا یہی گدڑی لگا کے جاؤن۔ انہون نے کہا
کہ ہان۔ چنانچہ وہ وہی گدڑی پہنے گئین۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اوس کو ایسا کامدار ریشمی لباس
بنادیا کہ اوس مین اِس قدر انمول جواہرات جڑے ہوئے تھے کہ بادشاہون کے
خزانون مین بھی نہ نکلتے۔ بیبیان اونکے لباس کو دیکھکر حیرت مین رہ گئین اور کہنے لگین
کہ فقیر کی بی بی کے پاس ایسا لباس کہان سے آیا۔ اور ایک بی بی نے کہا کہ ہزار
دینار دیتی ہون اِس مین کا ایک نگ مجھے دیدو۔ مگر شیخ کی بی بی راضی نہ ہوئین اور
کہنے لگین کہ مجھے اِس کی اجازت نہین ہے اور اونہون نے گھر واپس آکر شیخ
سے یہ ماجرا بیان کیا تو شیخ نے مسکرا کر کہا کہ بیشک اللہ اپنے بندون مین سے
جس کی چاہتا ہے ستر پوشی فرماتا ہے۔ اور شیخ ابو العباس کی وفات کے
بعد اونکا ایک مرید عبد الرحیم قناوی کے پاس آیا او سوقت یہ بہت سے لوگون کی جو
وہان حاضر تھے بیعت لے رہے تھے آخر انہون نے شیخ ابو العباس کے اُس
مرید کیطرف بھی ہاتھ بڑھایا۔ بس اوسیوقت دیوار سے شیخ ابو العباس کا ہاتھہ نکلا
اور شیخ عبد الرحیم کے ہاتھ کو اوس نے روکدیا۔ اسپر شیخ عبد الرحیم نے کہا کہ میرے
بھائی ابو العباس پر خدا رحمت بھیجے اون کو اپنی اولاد کی غیرت حالت زندگی و
حالت موت دونون مین ہے۔



(۳۰۸) شیخ حسن شیخ مسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑے سردار تھے۔ ۷۶۴ھ سات سو چونسٹھ ہجری مین جامع قبلہ واقع رصد سے عالم بالا سدہارے اور قرافہ کبریٰ واقع مصر مین شیخ ابو الخیر اقطع کی قبر کے قریب جو دیلمیہ کے نزدیک ہے دفن ہوئے۔

(۳۰۹) شیخ علی سدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اپنے تکیہ مین جو حارۃ الروم مین دروازہ زویلہ کے قرب مین ہے مدفون ہین پہلے بیر کی پتیان بیچا کرتے تھے بعدہٗ خانہ نشین ہوئے اور لوگ ان کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ اور ۷۷۸ھ سات سو اٹھہتر ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاویدانی کو سدہارے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے مہندی مانگی تو اونھون نے بیر کی پتیان دین۔ اوس شخص نے واپس کر دین اور کہا کہ یہ بیر کی پتیان ہین مجھے تو دولھے کے لئے مہندی چاہیے اونھون نے کہا کہ پہلے بیر تمکو بیر ہی کی پتیان درکار ہونگی تم کو مہندی کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ آخر شب کو دولہے نے قضا کی اور وہی پتیان اوس کے غسل مین کام آئین۔

(۱۰) شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نام علی بن عبد اللہ بن عبد الجبار شاذلی (شین و ذال سے جو دونون نقطہ دار ہین) ہے۔ اور شاذلہ افریقیہ کے ایک گاؤن کا نام ہے۔ یہ بصیر زاہد مقیم اسکندریہ اور سلسلہ شاذلیہ کے شیخ الطائفہ۔ عالی مقدار مشہور دیار و امصار تہے۔ اِن کی عبارتین رموز سے مامور ہین۔ ابن تیمیہ نے اپنا تیر اِن پر چلایا تھا لیکن انہون نے اوسکو اوسی پر لوٹا دیا۔ شیخ نجم الدین اصفہانی اور ابن مشیش وغیرہما کی صحبتون مین رہے۔ اور کئی حج کئے اور حج ہی کے ارادے سے جا رہے تھے کہ عیذاب کے صحرا مین عازم ملک عدم۔ اور ۶۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری کے شہر ذیقعدہ مین اوسی جگہہ دفن ہوئے۔ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ اور اِنکے شاگرد ابو العباس نے ان کے حالات مین مستقل کتاب لکھی ہے۔ اور مین جو کچھہ لکھون گا وہ اوسیکا خلاصہ ہوگا۔

اب مین اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہون کہ اُنہون نے کتاب لطائف المنن مین شیخ ابو الحسن رضی اللہ عنہ کے حالات اسطور پہ لکھے ہین کہ اپنے زمانہ کے قطب اپنے وقت مین اہل عیان کے عَلَم بردار گروہ صوفیہ کی حجت سیدہی راہ پر چلنے والون کے لئے سہارا۔ عارفون کی زینت۔ بڑے بڑے لوگون کے پیر زمزم اسرار۔ معدن انوار۔ قطب غوث جامع ابو الحسن علی شاذلی رضی اللہ عنہ جبتک کہ علوم ظاہرہ کے مناظرہ کے لئے مستعد نہ ہولئے اس گروہ کی راہ مین داخل نہ ہوئے۔ اور شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان نے اِن کی قطبانیت کی گواہی دی تہی۔

اور اس طریقہ مین یہ عجیب و غریب باتین لائے۔ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مین نے کسی کو شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ سے بڑھکر اللہ کا عارف نہ پایا۔ ذیل مین اونکے کچھ کلام درج کیے جاتے ہین۔

استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لو گو کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے نصیحت حاصل کرو کہ اپنے پہلے اور پچھلے گناہون کی بخشایش کی نسبت یقین ہو جانے اور بشارت آجانے کے بعد بھی آپ آمرزش چاہا کرتے تھے۔ اور جب معصوم کا جو کبھی گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکے یہ حال تھا تو جو لوگ کسی وقت عیب و گناہ سے خالی نہین ہین اونکا کیا پوچھنا ہے۔

جب تمہارا کشف کتاب و سنت کا معارض ہو تو کتاب و سنت پر جمے رہو اور کشف کو ترک کرو اور اپنے نفس سے کہو کہ اللہ تعالی نے کتاب و سنت مین میرے لئے بچنے کی ضمانت فرمائی ہے اور کشف و الہام اور نیز مشاہدہ کی جانب مین اسکی ضمانت نہین فرمائی ہے۔ علاوہ برین اسپر اجماع ہے کہ کشف یا الہام یا مشاہدہ پر عمل کرنا مناسب نہین ہے مگر کتاب و سنت سے ملالینے کے بعد۔

صحراے عیذاب مین خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو انھون نے مجھسے کہا کہ اے ابوالحسن اللہ تعالی کا لطفِ جمیل تیرے ساتھ ہے اور وہ سفر و حضر مین تیرے ہمراہ ہے۔

جب حق کے ہاتف تجھے کھینچین تو دیکھو خبردار غیبی حقایق کے لئے محسوسات سے دلیل نہ طلب کرنا اور اون کو رد نہ کرنا ورنہ جاہل رہو گے اور اس سے بچتے رہنا کہ ان مین سے کسی مین عقل کے ذریعے سے داخل ہو۔

جب تجھے کوئی ایسی حالت پیش آئے جو تجھکو اللہ سے روکے تو ثابت قدم رہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "مسلمانون جب کسی فوج سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ"

جس علم سے تمہارے دلمین خطرات پیدا ہون اور نفس کا میلان اوسکی طرف ہو اور طبیعت کو اوس مین مزا آتا ہو اوسکو پھینکو وہ حق ہو اور اللہ کے اوس علم کو لو جس کو اوس نے اپنے رسول پر اوتارا تھا اور رسول و خلفاء و اصحابہ و تابعین کا جو اونکے بعد ہوئے اور اون امامان ہادی کا اقتدا کرو جو نفسانی خواہش اور اوسکی پیروی سے مُبرا تھے تو گمان و شک و وہم اور اون جھوٹے دعوون سے بچو گے جو سیدھی راہ اور اوس کے حقایق سے گمراہ کرنیوالے ہین۔ اور اگر تم خدا کے بندہ ہو اور تمہارے پاس نہ علم ہے نہ عمل تو تمہین کچھ پرواہ نہین ہے۔ علم مین سے وحدانیت کا علم اور عمل مین سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور صحابہ کی محبت اور جماعت کی نسبت حق ہونے کا اعتقاد بس کرتا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم نے اوس کے لئے کون سا سامان مہیا کیا ہے اوس نے کہا کہ کچھ بھی نہین مگر اتنی بات ہے کہ مین اللہ اور اوس کے رسول سے محبت رکھتا ہون اسپر آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ "آدمی اوسی کے ساتھ رہیگا جس سے اوس کو محبت ہے"

ع ۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ پارہ دہم رکوع دوم (سورہ انفال کی پینتالیسوین آیت)۔

جب تجھے کثرت سے خطرات و وسوسے گذرین تو یہ پڑھا کر سُبحَانَ المَلِكِ الخَلَّاقِ اِن یَّشَاءُ یُذهِبکُم وَیَاتِ بِخَلقٍ جَدِیدٍ وَمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیزٍ (پاک ہے بادشاہ سب کا پیدا کرنے والا اگر چاہے تو تم کو مٹا کر نئی خلقت کو لے آئے اور یہ خدا پر کچھ دشوار نہین ہے)

جبتک کہ یہ نہو کہ تمہارے قلب مین تمہارے علم اور تمہارے جد و جہد کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے نا امید نہ ہوجاؤ اوس وقت تک تمکو نہ روحانی راحت پہونچے گی نہ مددا اور نہ مردون کا مقام نصیب ہوگا۔

گناہون کی بلا مین پڑنے سے بچنے کے لئے سب سے مضبوط قلعہ استغفار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے[۵] "اور خدا ایسا نہین ہے کہ تم اِن لوگون مین موجود رہو اور وہ اون کو عذاب دے اور اللہ ایسا نہین ہے کہ لوگ معافی مانگتے رہین اور وہ اونکو عذاب دے"

جب تیری زبان پر ذکر گران گذرے اور تیری گفتگو مین لغو کی کثرت ہو اور تیری نفسانی خواہشون مین تیرے اعضا کو انبساط حاصل ہو اور تیرے مصالح مین غور فکر کا دروازہ بند ہوجائے تو سمجھ لے کہ یہ تیرے بھاری گناہون یا تیرے دل مین نفاق موجود رہنے کے سبب سے ہے اور تیرے لئے کوئی تدبیر نہین ہے مگر طریقت

ف۵ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُم وَاَنتَ فِیهِم وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُم وَهُم یَستَغفِرُونَ ٥ پارہ نہم رکوع ہیجدہم (سورہ انفال کی تینتیسوین آیت) ۱۲

واصلاح اور اللہ کا سہارا پکڑتا اور اللہ تعالیٰ کے دین مین خلوص برتنا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہین سنا ہے عـ۵ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۵ اور ”من المؤمنین“ نہ فرمایا اگر صاحب علم ہو تو اسپر غور کرو۔ اپنے پروردگار کے ساتھ جھگڑا کرنے سے باز آؤ موحد ہوجاوگے۔ ارکان شرع پر عمل کرو سنی ہوجاؤگے۔ اور دونون کو جمع کرو محقق ہوجاؤگے۔

مجھسے کہا گیا کہ اے علی روے زمین پر فقہ کی کوئی مجلس عز الدین بن عبد السلام کی مجلس سے اور علم حدیث کی کوئی مجلس شیخ عبد العظیم منذری کی مجلس سے اور علم حقایق کی کوئی مجلس تیری مجلس سے زیادہ پر رونق نہین ہی۔

جو شخص اس امر کو دوست رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت مین اوسکا گناہ نہ کرے وہ یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت ظاہر نہو اور نہ اوس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ظہور ہو۔

جب تک کہ تم دنیا و اہل دنیا سے پرہیز و زہد نہ کروگے ولایت کی خوشبو نہ سونگھوگے۔

قبض عـ۶ کے اسباب تین ہین گناہ جسکا ارتکاب تم نے کیا ہو یا دنیا جو تم سے

عـ۵ مگر جن لوگون نے توبہ کی اور اپنی حالت درست کرلی اور اللہ کا سہارا پکڑا اور اپنے دین کو خدا کیواسطے خالص کرلیا تو یہ لوگ مسلمانون کے ساتھ ہونگے۔ (پانچوان پارہ اٹھارہوان رکوع) سورۂ نساء کی ایک سو چھیالیسوین (۱۴۶) آیت - ۱۲ - مترجم

عـ۶ - حالت امید وبیم سے ترقی کرنیکے بعد کی ”قبض وبسط“ دو حالتین ہین پس عارف کیلئے قبض ویسا ہی ہی جیسا مستامن کے لئے خوف۔ اور دونون مین فرق یہ ہے کہ خوف ورجا (امید وبیم) آئندہ کے مکروہ یا محبوب امر سے متعلق ہوتا ہی۔ اور قبض وبسط امر موجود فی الوقت کے متعلق ہوتا ہی جو عارف کے قلب پر غالب ہو یعنی وارد غیبی - مترجم۔

عـ۵ - یعنی وہ گروہ اون مین سے ہوگا کہ [illegible] مسلمانون کے ساتھ ہو نگے [illegible] مومنون [illegible] مسلمانون مین [illegible] - مترجم

چلی گئی ہو یا کوئی شخص جو تمکو تمہاری جان یا آبرو کی نسبت اذیت دیتا ہو۔ پس اگر تم سے گناہ کیا ہے تو استغفار کرو۔ اگر تم سے دُنیا چلی گئی ہے تو اپنے رب کیطرف رجوع کرو۔ اور اگر تم نے ظلم کیا ہے تو صبر و تحمل کرو وہ تمہاری دوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ تمکو قبض کے سبب پر مطلع نہ فرمائے تو اجراے احکامِ الٰہی کے نیچے ٹھیرے رہو وہ چلتا ہوا بادل ہے

مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ متابعت کی حقیقت کیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ہر شئے کے نزدیک ہر شئے کے ساتھ اور ہر شئے مین متبوع کا دیکھنا۔

پیر وہ ہے جو تمکو راحت کی راہ دکھاے نہ وہ جو مصیبت کی۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بجز اس صورت کے جس صورت سے رسول اللہ علیہ وسلم بلاتے تھے بلایا وہ بدعتی ہے۔

بڑے لوگون کے ساتھ بیٹھنے والے کے آداب مین سے یہ ہے کہ اونکے مخالفون سے کنارہ کش رہے اور اونہین کی طرف مائل رہے اور اونہین سے محبت و خصوصیت رکھے اور اونکے عقائد کی تفتیش سے باز آئے۔

جب تم علمار کے ساتھ بیٹھو تو اون سے باتین نکرو مگر علوم منقولہ و روایات صحیحہ کی اس طرح سے یا تم اونکو فائدہ پہونچاؤ گے یا وہ تمکو اور اون سے غایت درجہ کا نفع یہی ہے اور جب تم عابدون و زاہدون کے ساتھ بیٹھو تو اون کے ساتھ تم بھی زہد و عبادت کے مُصلے پر بیٹھو اور جس چیز کے وہ عادی ہون اوسکو اونہین کرنے دو اور جس چیز کو وہ دشوار سمجھتے ہون اوس کو اون پر آسان کردو اور معرفت

مین سے جس چیز کا مزا او نہوں نے نہ چکہا ہو وہ اونکو چکھا دو۔ اور جب تم صدیقون کے ساتھ بیٹھو تو جو کچھہ تم جانتے ہو اوسکو چھوڑ دو تو علم مکنون تک پہونچ جاؤ گے۔

جب فقیر نے اپنے نفس کی بیچ کی اور اوس کی طرف سے جواب دیا تو وہ اور مٹی دونون یکسان ہین۔

جو فقیر پنج وقتی نمازون مین حضور جماعت کا برابر پابند نہو اوس کا اعتبار نکرو۔

جس شخص پر اپنے ارادہ کا شہود غالب ہوگا اوسکی عزیمتین مراد کی سرعت و کثرت اور اوس کے انواع کے اختلاف کی وجہ سے فسخ ہوا کرین گی۔ اور کونسا وسیع وقفہ اوس کو ملے گا کہ وہ ارادہ باندہے گا یا توڑے گا یا اپنے امور مین سے کسی کا عزم کرے گا یا نیت کرے گا کیونکہ اوسکے ارادے متعدد اور اوسکے صفات مضمحل ہونگے۔ تمکو اوس شخص کے نور سے کیا نسبت جنہون نے اپنے رب کے نور سے نظر کی اور وسعت حاصل کی اور منظور الیہ نے اونکو اس سے باز نہ رکھا جس کے ذریعہ سے نظر کی تھی چنانچہ اونہون نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شے نہ ہوئی اور کوئی شے نہوگی مگر مین نے اوس کو دیکھا ہے الحدیث۔

جب تم کو اپنے احوال باطنہ یا ظاہرہ مین سے کوئی اچھے معلوم ہون اور تم کو اوس کے زائل ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پڑہا کرو۔

محققین کا ورد ہوا کا دور کرنا اور مولی کی محبت ہے اور محبت نہین چاہتی کہ عاشق کو معشوق کے سوا کسی کے کام مین لگائے۔ اور اک دوسری روایت مین ہے کہ محققین کا ورد تمام وقتون مین حق کے ذریعہ سے نفس کا باطل سے پھیرنا ہے۔

عالم کے لئے اس گروہ کی راہ مین چلنا کمال کو نہ پہونچیگا مگر پیر اور صالح یا پیر ناصح

کی صحبت مین۔

ایک وقت کی عبادت کو دوسرے وقت پر نہ ٹالا کرو ورنہ اوسکے یا اوس کے مثل کے فوت ہو جانے کی سزا مین گرفتار ہو گے کیونکہ تم نے اوسوقت کو ضائع کیا حالانکہ ہر وقت کے لئے ایک خاص حصہ ہے پس حق بندگی ربوبیت کے حکم سے اپنے حق کو چاہتا ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ جو وتر مین آخر شب تک دیر کرتے تھے تو یہ اون کی عادت جاریہ اور سنت ثابتہ تہی جس کو اللہ تعالی نے اونکے لئے اسی وقت لازم کر دیا تھا مگر اِس شرط کے ساتھ کہ اوس کی نگہداشت کرین اور تمکو یہ بات کہان نصیب ہو سکتی ہے تمہارا میلان تو آرام و راحت کیطرف اور رُجحان شہوت کی طرف ہے اور مشاہدات سے غفلت ہے ہیہات ہیہات ہیہات۔

یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص دونون جہان کی عزت چاہے اوس کو چاہئے کہ دو دن ہی ہمارے مذہب مین آجائے۔ اس پر ایک شخص نے انسے کہا کہ میرے لئے اسکی کیا صورت ہے اونہون نے کہا کہ تم جتون کو اپنے دل سے نکال دو اور دُنیا سے اپنے بدن کو آسایش دو اس کے بعد جس طرح چاہو رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اوس بندہ پر عذاب نہین کرتا جو فروتنی کے ساتھ تکان سے آرام لینے کے لئے پاؤن پہیلائے وہ تو اوسی کو عذاب دیتا ہے جس کے پاؤن پہیلانے مین تکبر ملا ہوا ہو۔

یہ راہ نہ رہبانیت کی ہے اور نہ جَو اور بھوسا کہانے کی یہ تو امر پر صبر اور ہدایت کی نسبت یقین سے طے ہوتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَجَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ أَئِمَّةً [۵]

---

[۵] اکیسوین پارہ کا سولہوان رکوع (سورۂ سجدہ کی چوبیسوین آیت) اور ہم نے اُن مین سے پیشوا بنائے تھے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جبکہ وہ ایذاؤن پر صبر کئے رہے اور ہماری آیتون کا یقین ہی رکھتے تھے ۱۲

يَهْدُونَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

جس کے علم سے عمل (یعنی اپنے پروردگار کی طرف احتیاج اور خلق کے ساتھ فروتنی)

نہ بڑہا وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

پاک ہے وہ جس نے بہت سے اہل صلاح کو اونکی مصلحت سے اوسیطرح جدا کیا

جسطرح مفسدون کو اونکے فساد سے۔

مومنون کی جماعت کو نہ چھوڑو گو وہ گنہگار بدکار ہی کیون نہون اور ان پر حد ودقایم

کرو اور اگر اون کو چھوڑو تو اون پر رحم کرکے نہ کہ اون سے اپنے آپ کو بڑا سمجھکر اور اونکی

سرزنش کے خیال سے۔

بدکار مسلمانون کے یہان کا کہانا کہاو اور مشرکون کے رہبان کے یہان کا نہ کہاو اور

حجر اسود کو دیکھو کہ وہ سیاہ نہین ہوا ہے مگر مشرکون ہی کا ہاتھ لگنے سے نہ مسلمانون کا۔

یہ کہتے ہین کہ مین نے ایک ہاتف کو سنا کہ وہ کہتا ہے کہ کتنا تم اکڑنے والون کے

ساتھ اکڑو گے حالانکہ مین سننے والا قریب ہون اور میرا پہچان لیناہی تجہے اولین وآخرین

کے علم سے بے پروا کردیگا سواے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے علم کے۔

ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے پیر کون ہین تو انہون نے کہا کہ پہلے مین

اپنے آپ کو شیخ عبد السلام بن مشیش کی طرف منسوب کیا کرتا تھا مگر اب کسی کی طرف

منسوب نہین کرتا بلکہ دس دریاؤن مین تیرا کرتا ہون محمد ابوبکر عمر عثمان علی جبریل

میکائیل عزرائیل اسرافیل اور روح اکبر

شیخ ابو العباس مرسی کا قول ہے کہ شیخ عبد السلام بن مشیش رضی اللہ عنہ بلاد

مغرب مین قتل ہوئے انکو ابن ابی الطواجن نے قتل کیا۔

اور شیخ ابو الحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت علم الیقین اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری وقعت کی ایک نشانی یہ ہے کہ جس کام سے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک ذلیل نہو اور کجراہ لوگ اوسکو برا سمجھتے ہون اوسکے کرنے مین تجھے خلق سے عار نہ آئے مثلاً بازار سے اپنا سودا سلف اور کھانا پکانے کو لکڑیان خریدکر اور اپنے سر پر رکھہ کے لے آنا اور کسی ضرورت کے لئے اپنی بیوی کے ساتھ پیادہ پا بازار جانا اور اوس کے پیچھے گدہے پر تمہارا سوار ہونا وغیرہ اور جو کام ایسے ہین کہ اون سے خلق کی آنکھون مین تمہاری ذلت ہو اور شرع کو اوسپر اعتراض ہو وہ علم الیقین مین سے نہین ہے اوسکا ارتکاب نہین چاہیئے۔

اگر تو مومن صاحب یقین ہے تو سب کو دشمن قرار دے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا کہ "یہ سب میرے دشمن ہین مگر رب العالمین"۵

سچے صاحب یقین کو اگر روے زمین والے جھٹلائین تو اس سے اوسکی تمکین مین زیادتی ہی ہو۔

جو شخص کرامات کا طالب ہوتا اور اپنے دلمین اونکا خیال لاتا ہے اوسکو نہین ملتی اور نہ اوس کو جو اون کی طلب مین اپنے نفس سے کام لے یہ تو اوسی کو عطا ہوتی ہین جو نہ اپنے نفس پر نگاہ رکہتا ہے اور نہ اپنے عمل پر اللہ تعالیٰ کی محبت مین مشغول اوسکے فضل پر نگاہ رکھنے والا اپنی ذات اور اپنے عمل سے نا امید ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسے شخص سے بھی کرامت ظاہر ہوتی ہے جو اپنے ظاہر پر مستقل رہتا ہے گو اوس

۵۔ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کے باطن مین نفس کی چوریان ہون جیساکہ اوس عابد کو واقع ہوا تھا جسنے پانچ سو برس تک جزیرہ مین اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو اوس سے کہا گیا میری رحمت سے میری جنت مین داخل ہو۔ اسپر اوس نے کہا کہ نہین بلکہ اپنے عمل سے۔

ایمان اور سنت کی متابعت سے بڑہکر یہان کوئی کرامت ہی نہین ہے اور جس کو یہ دو باتین عطا ہون اور وہ اِن کے سوا اور باتون کا مشتاق ہو وہ جھوٹا مفتری بندہ یا صواب کے علم مین بر سر خطا ہے اور اوسکی مثال ویسی ہی ہے کہ جس شخص کو بادشاہ کے حضور مین جانے کی عزت ملی وہ چارپائیون کے درست کرنیکا مشتاق ہوا۔

جس کرامت کے ساتھ اللہ سے اور اللہ کی جانب سے رضامندی اور اللہ کے لئے اور اللہ سے محبت نہ ہو ایسی کرامت والا صاحب استدراج مغرور یا ناقص ہلاک ہونے والا ہے۔

قطب کے لئے پندرہ کرامتین ہین پس جو شخص انکا یا اِن مین سے کسیکا دعویٰ کرے اوسکو چاہیئے کہ یہ دکھلائے کہ اوسکو رحمت بعصمت۔ خلافت و نیابت کی مدد کرنے والون اور حاملان عرش عظیم کی مدد کرنے والون سے مدد پہونچتی ہے۔ اور حقیقت ذات اور احاطہ صفات کا اُسکو کشف ہوتا ہے اور وہ اِس کرامت سے سرفراز ہے کہ دونون وجود اور اول سے انفصال اول اور جو اوس سے انتہا تک متصل ہے اور جو اوس مین قایم ہے اوس کے درمیان حکم جاری کرتا اور فیصلہ دیتا ہے۔ اور وہ حکم ماقبل و حکم مابعد اور اوس شخص کے حکم سے واقف ہے۔ جسکا نہ قبل ہے اور نہ بعد۔ اور اُسکو علم البدء حاصل ہے اور یہ وہ علم ہے جو ہر علم اور ہر معلوم پر محیط ہے اور ستر اول سے شروع ہوکر منتہا سے سر تک پہونچا اور اوسی کیطرف لوٹتا ہے۔

مین نے غیب کی آواز سے سُنا کہ اگر تو میری بخشش وعنایت چاہتا ہے تو میری طاعت کی پابندی اور میری نافرمانی سے روگردانی اپنے اوپر لازم کرے۔

ایسا معلوم ہوا کہ گویا مین اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہون اور اوس نے کہا کہ کسی چیز مین میرے مکر سے بےغم نہو گو مین تجھے امن بھی دون کیونکہ احاطہ کرنے والا میرے علم کا احاطہ نہین کرسکتا اور اسی طرح لوگون نے مراتب مین ترقی کی ہے۔

کسی علم یا کسی مدد کیطرف مائل نہو اور اللہ کے ساتھ رہ اور اس سے بچتا رہ کہ تو اپنے علم کو اس غرض سے پھیلائے کہ لوگ تیری تصدیق کرین بلکہ اپنے علم کو اس لئے پھیلا کہ اللہ تعالیٰ تجھے سچا سمجھے۔

دلون مین علوم اوسی طرح ہین جس طرح روپئے پیسے ہاتھون مین اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اوس سے تمکو نفع پہونچائے اور اگر چاہے تو ضرر پہونچائے۔

یہ کہتے ہین کہ ایک شب کو مین یہ آیت پڑھکر سو گیا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ (اور اون لوگون کی خواہشون پر نہ چلو جن کو علم نہین اللہ کے مقابلے مین یہ لوگ تمہارے کچھ بھی کام نہین آسکتے) تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ مین اُن لوگون مین سے ہون جو جانتے ہین کہ اللہ کے مقابلے مین تمہارے کچھ بھی کام نہین آسکتے۔

جو شخص کمال کے درجون پر پہونچنے کے قبل پورے طور سے خلق کی طرف جھکا وہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے گرا اس لئے اس بھاری بیماری سے پرہیز کرو کیونکہ بہت سے لوگ اس مین پھنسے اور مشہور ہو جانے اور ہاتھ کو چومے جانے پر قانع ہو گئے اسلئے

۵ع - پچیسوین پارہ کا اٹھارہوان رکوع (سورہ جاثیہ کی آیت ۱۸ و ۱۹)

اللہ کے سہارے پر رہو اللہ تم کو سیدہی راہ کی طرف لیجائے گا۔

ولی کی چہپی ہوئی خواہشون مین سے اوسکا یہ ارادہ ہے کہ جس نے اوس پر ظلم کیا ہے اوس پر اوسے فتح حاصل ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے معصوم اکبر سے ارشاد فرمایا ہے کہ جس طرح ہمت والے پیغمبرون نے صبر کیا تم بہی صبر کرو ؏ یعنی اللہ تعالیٰ بعض مرتبہ اون کو ہلاک کرنا نہین چاہتا۔

جب تم اوس راہ پر پہونچنا چاہو جس مین ملامت نہین ہے تو لازم ہے کہ "فرق" تمہاری زبان مین موجود اور "جمع" تمہارے باطن مین مشہود ہو۔

جس اسم کے ذریعے سے تم کوئی نعمت حاصل کرنی چاہو یا کسی زحمت سے بچنا چاہو وہ ذات اور توحید بالصفات سے حجاب ہے مگر یہ مراتب و مقامات والون کیلئے ہے اور عام مومنین جو ہین وہ اس سے علیحدہ کردئے گئے اور اپنی اپنی حدون کی طرف رجوع کرنے والے ہین اور اللہ اون کے اجرون مین سے کچہہ کم کرنیوالا نہین ہے۔

اگر نوح علیہ السلام کو معلوم ہوتا کہ اون کی قوم سے آئندہ ایسے لوگ پیدا ہون گے جو اللہ عز و جل کی توحید کرین گے تو وہ اون کے لئے بد دعا نہ کرتے اور یہی کہتے کہ یا اللہ میری قوم کو بخشدے یہ نہین جانتی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا مگر ان مین سے دونون نے خدائی علم و دلیل کی تعمیل کی تہی۔

جس نے نماز و روزہ پر اجرت و رشوت لی اور سر جہکانے اور ذکر مین مشغول ہونے کے وقت لوگون کی نگاہین پڑنے سے لطف اوٹھایا اوس کے لئے کچہہ اجر نہین ہے اور ایسے لوگون کا جرم غیرون کی اضافات اور رویت طاعات کی وجہ سے

؏ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ سورہ احقاف کی آخر آیت (پارہ ۲۶۔ رکوع ۴)

اون جرمون سے زیادہ ہوتا ہے جوگناہوں اور کثرت مخالفات کے سبب سے ہوتے ہین اور اونکے لیئے وہی کفایت کرتا ہے جو اِن سے طاعات و دعاؤن کی اجابت ونیکیون کی طرف سبقت کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو صبح کے وقت طاعات کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی چاپلوسی اِس لئے کرتا ہے کہ اِس سے اپنی مسرت چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "خالص خدا ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھکر اُسی کی عبادت کیئے جاؤ۔ سن لو کہ خالص فرمانبرداری خدا ہی کیلئے ہے"۔ع٥

اللہ تعالیٰ کے عارف کو حظوظ نفس منغص نہین کرتے کیونکہ وہ جو کچھہ لیتا اور جو کچھہ ترک کرتا ہے اوس مین وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے مگر اوس صورت مین کہ یہ حظوظ گناہ ہون۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ذلیل کرتا ہے تو اوس کے حظوظ نفس کو ظاہر کر دیتا اور اوس کے دین کے عیبون کو ڈھانک دیتا ہے بس وہ اپنی خواہشون مین پلٹے کھاتا رہتا ہے یہان تک کہ ہلاک ہوجاتا اور سمجھتا نہین ہے۔

جب عارف بوجہ غفلت کے ایک سانس یا دو سانس بھی ذکر کو ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے اور وہی اوسکا مصاحب ہوجاتا ہے لیکن جو عارف نہین ہے اوس کی اِس قسم کی باتون سے چشم پوشی کیجاتی اور مواخذہ نہین کیا جاتا مگر جب ایک دقیقہ یا دو دقیقے یا ایک زمانہ یا دو زمانے یا ایک گھڑی یا دو گھڑیان علی اختلاف المراتب گذر جائین۔

ع٥ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط سورہ زمر کی دوسری و تیسری آئتین (پارہ ۲۳- رکوع ۱۵) مترجم

بعض اولیا ایسے ہین جنکو جام کے دیکھنے ہی سے نشہ ہوجاتا ہے اور وہ پھر اوسے چکھتے بھی نہین ہین پھر شراب کو چکھنے اور اوس سے چھک جانے کے بعد کیا حال ہوتا ہوگا۔ اور جاننا چاہیے کہ بہت تھوڑے آدمی چھک جانے کے مطلب کو سمجھتے ہین۔ یہ اوصاف سے اوصاف کے۔ اخلاق سے اخلاق کے۔ انوار سے انوار کے۔ اسمار سے اسمار کے نعتون سے نعتون کے۔ اور افعال سے افعال کے مِل جانے کا نام ہے۔ اور جو پیتا ہے وہ قلب پٹھون اور رگون کا اِس شراب سے اس قدر سیراب ہوجاتا ہے کہ نشہ ہوجاے۔ اور جام یا پیالہ حق تعالیٰ کی وہ معرفت ہے جس مین خالص چھنی ہوئی شرابِ طہور اپنے خاص بندون مین سے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے پس پینے والا کبھی اوس پیالہ کو صورۃً مشاہدہ کرتا ہے اور کبھی معنوی طور پر اور کبھی علمی طرز پر پس صورت تو جسمون اور نفسون کا حصہ ہے اور معنویہ دلون اور عقلون کا اور علمیہ ارواح اور اسرار کا۔ ہاے وہ کیسی عمدہ شراب ہے کیا اوس کی شیرینی ہے زہے نصیب اوسکے جس نے اُسکو نوش کیا۔

دیکھو اپنے آپ کو بار بار گناہ مین پڑنے سے بچاؤ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حدون سے تجاوز کرتا ہے وہی ظالم ہے اور ظالم امام نہین ہوتا اور جس نے گناہ ترک کیے اور جس مین اللہ تعالیٰ نے اوس کو مبتلا کیا ہے اُسپر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ و وعید کا یقین کیا وہی امام ہے گو اوسکے پیرو تھوڑے ہین۔

ایک ہی مرید جس مین اِس کی صلاحیت ہو کہ تمہارے اسرار کے رکھے جانے کا محل ہو ایسے ہزار مریدون سے بہتر ہے جن مین اسکی صلاحیت نہو۔

ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف ایمان وایقان کی بصیرتون سے دیکھتے ہین اِس لیے

ہم دلیل و برہان سے بے نیاز ہین اور ہم اللہ تعالیٰ ہی کو مخلوقات کی دلیل بنانے
لگے ہین کیا بادشاہ معبود حق کے سوا کوئی اور چیز بہی وجود مین ہے اِس لئے اون
کو نہ دیکہو اور اگر اونکا دیکہنا لابدی ہو تو اون کو اوسی طرح دیکہو جس طرح ہوا مین ذرّون
کو اڑتے دیکہتے ہو کہ اگر اونکو چہوؤ تو کچہہ بہی نہ ملے۔

اللہ تعالیٰ کے انوار سے جسکا قلب معمور ہو جاتا ہے اوس کی بصیرت اُن
نقصانون اور بُرائیون سے اندہی ہو جاتی ہے جو اوسکے مومن بندون مین مقید ہین۔
کوری دور ہوئی اور معنی کی بینائی آئی پس اللہ تعالیٰ کیطرف نگاہ کرو وہی تمہارا
ملجا و ماویٰ ہے اسلئے نگاہ کرو تو اوس کی طرف اور سنو تو اوس سے سنو اور باتین کرو
تو اوسکی باتین کرو اور اگر موجود ہو تو اوس کے پاس موجود ہوا اور اگر نہ ہو تو اوس کے
سوا کوئی چیز نہین ہے۔

بصیرت کا بہی وہی حال ہے جو بصارت کا یعنی جس طرح آنکہہ مین ادنیٰ سی
چیز کے پڑ جانے سے نظر مین فتور واقع ہوتا ہے گو وہ اندہاپن کے درجہ تک نہ پہونچے
اوسی طرح برائی کی صفات کا خطرہ بصیرت کی نگاہ مین خلل انداز ہوتا اور فکر و ارادہ
کو دہندلا کر دیتا اور نیکی کو سرے سے غائب کر دیتا ہے اور اوس پر عمل کر لینا صاحب
بصیرت کے اسلام کا ایک حصہ زائل کر دیتا ہے اور اگر اوس بُرائی پر جما رہا تو اسلام
حصہ حصہ کر کے زائل ہوتا رہتا ہے اور حب علما و صالحین کی بدگوئی اور حب جاہ اور
ظالمون کے نزدیک منزلت حاصل کرنے کے لئے اون کی دوستی تک اوس کی
انتہا پہونچی تو سارا اسلام اوس سے رخصت ہوا اور ہرگز اوس کے ظاہری صلاح
وتقویٰ سے دہوکا نہ کہانا کیونکہ اوسمین جان نہین ہے اسلام کی جان تو اللہ اور

اوس کے رسول کا عشق اور آخرت اور اللہ کے نیک بندون کی محبت ہے۔

اللہ عزوجل کی نظر ایسی ہے کہ کوئی چیز اوس سے ممتد نہین ہوتی ہے گر اسی نے اوس کو پیدا کیا ہے اور نہ کوئی چیز اُس مین ٹھیرتی ہے اور نہ منظور سے مُڑتی ہے اوسکا رتبہ اِس سے کہین اعلیٰ ہے کہ اوس مین قصور و نفو ذ و تجاوز و حدود کو دخل ہو۔

چیزون کو صفات مین اوسی طرح مرکوز تصور کرو جس طرح وہ اپنے وجود سے پہلے تھین بعد اوس کے نگاہ دوڑاؤ تو کیا تمکو ذات کے لئے کوئی مقام یا ہستی کی کوئی ہستی یا اوس چیز کی کوئی شان دکھائی دیگی؟ بس یہی حال وجود کے بعد بھی ہے۔

جو شخص اپنے دل کی آنکھہ کے کھل جانے کا مدعی ہو اور اللہ تعالیٰ کی طاعت مین بناوٹ کرے اور خلق اللہ کے مال کی طمع رکھے وہ جھوٹا ہے۔

تصوف نفس کو بندگی کا خوگر کرنا اور احکام ربوبیت کی طرف پھیر لاتا ہے۔

صوفی اپنے وجود کو اوسیطرح دیکھتا ہے جس طرح ہوا مین اڑنے والے ذرون کو نہ موجود ہے اور نہ معدوم اور اوس حالت کے مطابق رکھتا ہے جس پر وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین ہوتا ہے۔

اِن سے حقایق کی نسبت سوال کیا گیا تو اونہون نے کہا کہ یہ معانی ہین جو قلوب مین قایم ہین اور جو قلوب کے نزدیک واضح و منکشف ہوتے ہین وہ غیوب ہین اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش و انعام ہین اور انہین کے ذریعے سے لوگ نیکی و طاعات تک پہونچتے ہین اور اسکی دلیل آنحضرت کا حارثہ سے پوچھنا

ہے کہ تم نے کیونکر صبح کی انہون نے کہا کہ حقا مومن ہونے کی حالت مین مینے صبح کی الحدیث۔

جس نے وجود کو پالیا وہ ہر موجود سے فنا ہوگیا اور جو وجود کے ساتھ ہوا اوسکے لئے ہر موجود ثابت ہوا۔

بندون کے افعال کو اللہ تعالی کے اثبات سے ثابت کرو اور تم کو یہ ضرر نکریگا ضرر تو وہ اثبات کرے گا جو اونہین کے ذریعے سے اور اونہین کی طرف سے ہو۔

محققین غیر اللہ تعالی کے شہود سے ابا کرتے ہین کیونکہ قیومیت کے شہود اور دیومیت کے احاطہ کی تحقیق اون کو اوسی سے ہوتی ہے۔

قلب سے ہوا و ہوس کے زائل ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ ہر سانس مین بغیر اختیار کرنے اوس حالت کے جس مین وہ شخص ہو اللہ تعالی کے لقار کی محبت ہو قرب کی حقیقت قرب کے سبب سے قربت کی عظمت کے باعث قرب سے غائب ہوجاتا ہے۔

جبتک کہ بندہ کے ساتھ خواہشون مین سے کوئی خواہش اور اپنی مشیتون مین سے کوئی مشیت رہیگی وہ ہرگز اللہ تعالی تک نہ پہونچیگا۔

اللہ تعالی کے سبب سے اولیا تمام چیزون سے بے نیاز ہو جاتے ہین اور اللہ کے ساتھ اون کی نہ کوئی تدبیر رہتی ہے اور نہ کوئی اختیار اور علما تدبیرین کرتے اختیار رکھتے نگاہین دوڑاتے اور نور حاصل کرتے ہین اور یہ ہمیشہ اپنی عقل وحواس کے ساتھ رہتے اور نیک کام کرتے ہین اور گو ان کے جسم مین اطمینان رہتا ہے مگر ان کے باطن مین کشاکش ومنازعت ہوتی ہے اور ان کے احوال کے بیان

کرنے کی صلاحیت نہین رکھتا مگر ولی اپنی انتہا مین اہن واسطے تمہارے لئے اونکی
ظاہری نیکوکاری بس کرتی ہے اور ان کے باطنی احوال کی شرح سے اسی پر
کفایت کرلینی چاہیئے۔

کسی امر مین کچھ اختیار نہ کرو اور یہ اختیار کرو کہ کچھ اختیار نہ کرو اور اوس مختار سے
اوسی طرح بھاگو جسطرح ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگتے ہو۔ اور تمہارا رب
پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اختیار کرتا ہے لوگون کو کچھ اختیار نہین ہے۔ اور
شرع کی کل چھپی ہوئی باتین اور اوس کی ترتیبات تو اللہ ہی کی اختیار کی ہوئی
ہین تم کو اون مین کچھ دخل نہین ہے اور تمکو اُن سے چارہ نہین ہے۔ سنو اور
اطاعت کرو۔ اور یہ فقہ ربانی اور علم الٰہی کی جگہہ ہے۔ اور جو حقیقت کہ اللہ تعالیٰ
سے ماخوذ ہے اوس کے علم کی اوس شخص کے لئے کہ سیدھا ہو یہی زمین ہے
فافہم۔

جو پرہیزگاری کہ تمہارے حق مین علم و نور کی مثمر نہو اوس کا کوئی اجر شمار مین نہ
لو اور جس برائی کے بعد خوف اور اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگنا و تورع مین آئے اوسکا
کوئی وبال حساب مین نہ لو۔

جب تک کہ تجھے اوپر نہ چڑہایا جائے اوپر نہ جا ورنہ تیرا قدم پھسل جائیگا۔

بدبخت ترین آدمی وہ ہے جو اپنے مولیٰ پر اعتراض کرے اور اپنی دُنیا کی
تدبیر مین پھنسا رہے اور مبداء و منتہیٰ اور اپنی آخرت کے لئے عمل کرنے کو بھول
گیا ہو۔

نفس کے چار مرکز ہین۔ ایک مرکز خواہش نفسانی کے لئے مخالفتون مین

ہے۔ دوسرا امر کہ خواہش نفسانی کے لئے طاعتون مین ہے۔ تیسرا امر کہ آرام کی طرف میلان مین ہے۔ اور چوتھا امر کہ مفروضات کے ادا کرنے سے عاجزی مین ہے" اسلئے مشرکون کو تم جہان پاؤ قتل کرو۔ اور اون کو گرفتار کرو اور روک رکھو اور ہر گھات کی جگہہ اون کی تاک مین بیٹھو" ع۵

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی قربت یہ ہے کہ نفس کے ارادہ کو قطع کرنے کے ذریعہ سے اوس سے مفارقت اختیار کرے اور جس چیز کی اوس کو خواہش ہو اور اوس سے اوسکے زندہ رہنے کی امید کی جاتی ہو اوسکے ترک کے ذریعہ سے اوس سے رہائی چاہے۔

سب سے زیادہ بدبختون مین سے وہ ہے جو چاہتا ہو کہ لوگ اسکے ساتھ اس کے کل ارادہ کے موافق معاملہ کرین اور یہ اپنی ذات مین لوگون کے بعض ارادہ کے موافق بھی معاملہ کرنے کی صلاحیت نہ پائے۔

اور تمہاری ذات سے اپنی تعظیم کا طالب ہو اور اپنی ذات سے تمہاری تعظیم کا طالب نہو اور تمہین کو تکلیف دینا چاہتا ہو۔

مین خود اپنی ذات کے لئے اپنی ذات کے نفع رسان ہونے سے ناامید ہو بیٹھا ہون تو کیونکر غیر کے سبب سے لئے نفع رسان ہونے سے ناامید نہ ہو جاؤن اور اپنے غیر کے لئے اللہ سے امید رکھتا ہون تو کیونکر خود اپنے لئے اوس سے امید نرکھون

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب زنگ آلودہ نہو اور تمپر کوئی رنج و مصیبت نہ آئے

ع۵۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۔ دسوین پارہ کا ساتوان رکوع (سورۂ توبہ کی پانچوین آیت) ۱۲

اور تم پر کوئی گناہ نہ رہے تو سُبحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَللّٰھُمَّ ثَبِّت عِلمَھَا فِی قَلبِی وَاغفِرلِی ذَنبِی ہ کثرت سے پڑھا کرو۔

ہمارے نزدیک کوئی گناہ کبیرہ دو چیزون سے بڑھکر نہین ہے ترجیح کے ساتھ دُنیا کی محبت اور رضامندی کے ساتھ جہل پر ٹھیرا رہنا کیونکہ دُنیا کی محبت سب گناہون کی چوٹی ہے اور جہل پر ٹھیرا رہنا کل معصیتون کی جڑ ہے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے ہاتھ سے کیمیا ٹھیک اُترے تو خلق کو اپنے قلب سے دور کرو اور اپنے پروردگار سے اسکی طمع نہ رکھو کہ جو تمہارے لئے پہلے مقدر ہو چکا ہے اوس کے سوا تمکو وہ عطا کرے گا۔ اِس کے بعد جس چیز کو تم ہاتھ لگاؤ گے جو تم چاہو گے وہی ہو جائے گی۔

اگر تم حق سے ربط پیدا کرنا چاہتے ہو تو اپنے نفس سے بیزار ہو جاؤ اور اپنے حول و قوت سے باہر نکل آؤ۔

اگر تم قول مین راستی چاہتے ہو تو اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ اگر اپنے سارے احوال مین اخلاص چاہتے ہو تو قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد اگر رزق کی فراخی چاہتے ہو تو قل اعوذ برب الفلق اور اگر بُرائی سے سلامتی چاہتے ہو تو قل اعوذ برب الناس کثرت سے پڑھا کرو۔ مین کہتا ہون کہ بعضون نے کہا ہے کہ کثرت کا اقل مرتبہ ستر بار ہر روز ہے سات سو تک۔

چار چیزین ایسی ہین کہ اونکے رہتے ہوئے علم کچھ فائدہ نہین دیتا۔ دُنیا کی محبت۔ آخرت سے غفلت۔ افلاس کی دہشت۔ اور آدمی کی ہیبت۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے سچا قول ستھرائی کے ساتھ لا الہ الا اللہ

کھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق کی طرف سب علمون سے بڑھکر لے جانیوالا دُنیا کو دشمن سمجھنا اور اہل دُنیا کی موافقت سے ناامید ہو جاتا ہے۔

ترک دُنیا مین حد سے تجاوز نہ کرجاؤ ورنہ اوسکی تاریکی تم کو ڈہانک لے گی اور تمہارے اعضا اوس کے لئے کھل جائین گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس سے باہر نکل آنے کے بعد تم ہمت یا فکر یا ارادہ یا حرکت کے ذریعے اُسے گلے لگانے کو لوٹو گے۔

دُنیا کو دوست رکھنے والے مین تقویٰ کہان تقویٰ تو اوس مین ہے جو اوس سے مُنہ پھیر لے۔

جب تم دُنیا یا آخرت کی کسی چیز کی طرف متوجہ ہو تو یَا قَوِیُّ یَا عَزِیْزُ یَا عَلِیْمُ یَا قَدِیْرُ یَا سَمِیْعُ یَا بَصِیْرُ کہہ لیا کرو۔

جب دنیا یا آخرت مین سے زیادہ تمکو حاصل ہو تو حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون کہا کرو۔

ایک ہی خصلت ایسی ہے کہ جب بندہ اوسکو اختیار کرے گا تو اپنے زمانہ کے لوگون کا پیشوا ہو جائے گا اور وہ دُنیا سے منھہ پھیر لینا اور اہل دُنیا کی تکلیفین برداشت کرنی ہے۔

جب تم مین سے کوئی شخص مقروض ہو جائے تو اوسکو چاہیئے کہ اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرے اور اوس دَین کو اللہ تعالیٰ پر ڈالدے کیونکہ جو دَین بندہ اللہ تعالیٰ پر ڈالدیتا ہے اوس کا ادا کردینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔

اگر ایسی دہشت سے جو تمکو معلوم ہے تمہین کوئی حادثہ پیش آئے تو اُس سے
اللہ کی طرف اوسی طرح بھاگو جس طرح تم آگ سے بھاگتے ہو۔ یہ باتین علوم معاملہ
کے متعلق علوم معرفت کے عجائبات مین سے ہین۔

ان پر جب قرض ہوجاتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ
عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَمْرِیْ فَوَّضْتُ۔ خدایا تجھی پر مین نے قرض لیا ہے
اور تجھی پر مین نے بھروسا کیا ہے اور تیرے ہی سپرد اپنا معاملہ کیا ہے۔

ایک ہی خصلت ایسی ہے جو اعمال کو باطل کردیتی ہے اور بہت سے
لوگون کو اس سے تنبہ نہین ہوتا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر بندہ کا ناراض ہونا ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "یہ اِس سبب سے ہے کہ خدا نے جو اُتارا اوس کو
ان لوگون نے ناپسند کیا۔ پس اونکے اعمال اکارت کردیئے"

دُنیا کے بارہ مین لوگون سے جھگڑنے کو ترک نہ کریگا مگر وہی شخص جو قسمت
پر ایمان رکھتا ہے۔

مین نے خواب مین دیکھا کہ آسمان و زمین کے بیچ مین ایک چلّانے والا
چلّا رہا ہے کہ تمکو کہین جو لیجاتے ہین تو صرف تمہاری روزی یا تمہاری موت یا
ایسے امر کے لئے جسکا حکم اللہ تمپر یا تمہارے ذریعے یا تمہارے لئے جاری
کرے گا۔ بس یہ پانچ باتین ہین انکا چھٹا کوئی نہین ہے۔

جو نیکی کہ تمہارے لئے اوسی وقت نور یا علم کی مثمر نہ ہو اوس کے اجر کو شمار

ع ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَرِھُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ ۵ چھبیسوین پارہ کا پانچوان رکوع
(سورہ محمد کی نوین آیت)

مین نہ لو اور جس برائی کا ثمرہ اللہ تعالیٰ سے خوف اور اوس کی طرف رجوع ہو اوسکے وبال کو حساب مین نہ لو۔

دو نیکیاں ایسی ہین کہ اون کے ساتھ گناہون کی کثرت ضرر نہین کرتی ایک تو قضائے الٰہی پر رضامندی اور دوسرے اللہ کے بندون سے درگذر۔

دیکھو خلق کے ساتھ ٹھہرنے سے بچو بلکہ مضرتون اور منفعتون کی اونسے نفی کرو کیونکہ یہ چیزین اون سے نہین ہین اور ان کو اس طور پر مشاہدہ کرو کہ اللہ کی طرف سے اونمین ہین اور جو حکم کہ تمپر اور اونپر جاری ہے یا تمہارے اور اونکے فائدہ کے لئے ہے اون کو مشاہدہ کرکے اللہ کی طرف بھاگو اور ایسا نہ ڈرو کہ اوسمین اللہ تعالیٰ سے غافل ہوجاؤ اور حکم خدا کو اون کی طرف نہ پھیرو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔

جس نے اپنے ظاہر مین گناہون کو چھوڑا اور اپنے باطن سے دنیا کی محبت کو نکال پھینکا اور نگہداشت اعضاء اور مراعات باطن کی پابندی کی اوسکو اوسکے رب کے پاس سے زوائد عطا ہون گے اور اوسپر نگہبان مقرر کیا جائے گا جو اللہ کے پاس سے اوسکی نگہبانی کرے گا اور اوسکے سب امرون کے نشیب و فراز مین اللہ تعالیٰ اوس کا ہاتھ پکڑے گا۔ اور زوائد سے مراد علم یقین و معرفت کی زیادتیان ہین۔

بندہ کی نسبت نہین کہا جائے گا کہ اوس نے گناہ چھوڑ دیئے تاوقتیکہ اوسکی یہ حالت نہو جائے کہ گناہون کا دلمین خیال بھی نہ آئے کیونکہ چھوڑنے کی حقیقت یہ ہے کہ متروک کو بھول جائے۔ مگر یہ کاملون کے لئے ہے۔ اور اگر یہ حالت نہو تو تکلیف سہکر اور مشقت کرکے چھوڑنا چاہیئے۔

بندہ دوزخ سے دور نہین ہوتا مگر اوسی صورت مین کہ اپنے اعضا کو اللہ کے نافرمانیون سے روکے اور اللہ کی امانت کی حفاظت کو اپنی زینت بنائے اور اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کے لئے اور اپنی زبان کو اوسکی مناجات کے لئے کھولے اور اپنی اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بیچ کے پردہ کو اوٹھا دے اور اللہ تعالیٰ اوسکو اپنے کلمات کی روحون کا مشاہدہ کرادے۔

غِلّ خیانت و مکر و فریب کے ساتھ دل کے ربط کا نام ہے اور حِقد انہین امور کے ساتھ دل کے سخت ربط کا نام ہے۔

ارتکاب محرمات کی سزا عذاب کے ذریعہ سے ہے اور اہل طاعات کی سزا حجاب کے ذریعہ سے ہے کیونکہ اون سے ان مین سوء ادب واقع ہوتا ہے اور اہل مراقبات کی سزا ترک مزید کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اقلق وجلدبازی کی سزا ستر کی ہلاکت ہے۔

جس شخص نے مردان خدا کے احوال پر اعتراض کیا اوسکے لئے لابدی ہے کہ موت سے پہلے اوسکو تین دوسری موتین آئین۔ ذلت کی موت۔ افلاس کی موت۔ اور لوگون کی طرف احتیاج کی موت۔ اور کوئی شخص ان حالتون مین اوسپر رحم کرنیوالا نہ ملے۔

شیخ مکین الدین اسمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اور لوگ تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف بلاتے ہین اور ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ لوگون کو اللہ کے پاس داخل کردیتے ہین۔

اور شاذلی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ بھی نفاق کی ایک صورت ہے کہ ظاہر

مین سنت پر عمل ہو اور اللہ تعالیٰ کے علم مین اوس شخص کی نسبت کچھہ اور ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اولیاء و شفعاء بنا لینا ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیرانے کی ایک صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اوس[ع] کے سوا تم لوگون کا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی سفارشی کیا تم نہین سوچتے۔"

جس شخص نے جاہ و منزلت کی طلب یا دنیاوی غرض کے لئے سفارش کی اوسکو اللہ تعالیٰ اسپر عذاب دیگا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے توبہ کی توفیق دیتا ہے۔

اللہ کے سوا خلق سے مدد چاہنی اللہ تعالیٰ کی نسبت سوءظن رکھنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص گمان کرتا ہے کہ دنیا و آخرت مین اللہ اوسکی مدد نہ کرے گا" (آخر آیت تک)

میرے پیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نصیحت کی کہ بصارت ایمان کی تجدید کرو تو تم اللہ تعالیٰ کو ہر چیز مین اور ہر چیز کے پاس اور ہر چیز کے ساتھ اور ہر چیز کے اوپر اور ہر چیز کے قریب اور ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے پاؤ گے۔ مگر ایسے قرب کے ساتھ جو اوسکا وصف ہے اور ایسے احاطہ کے ساتھ جو اوسکی صفت ہے۔

اور ظرفیت و حدود۔ اور اماکن و جہات۔ اور صحبت و قرب بالمسافات۔ اور دور بالمخلوقات سے بازآؤ اور اوسکے وصف الاول والآخر والظاہر والباطن سے کل کو مٹاؤ۔ اللہ تعالیٰ موجود تھا اور کوئی چیز اُسکے ساتھ نہ تھی۔

ع مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ۔

اکیسوان پارہ چودھوان رکوع (سورۂ سجدہ کی چوتھی آیت) ۱۲-

جس کا قلب غافل ہوا اس نے اپنے دین کو ہنسی ٹھٹا بنایا اور جو خلق مین مشغول ہوا اوسنے اپنے دین کو کھیل بنایا۔

جب وہ لوگ کہ وفاق پر عمل کرتے ہین نفاق سے نہین بچتے ہین تو اورون کا کیا پوچھنا ہے۔

جو کامل ہوتے ہین وہ اوصاف حق کے ہی حامل ہوتے ہین اور اوصاف خلق کے بھی۔ پس اگر تم اون کو خلق کے اعتبار سے دیکھوگے تو تمکو بشر کے اوصاف نظر آئین گے اور اگر حق کی حیثیت سے دیکھوگے تو حق کے وہ اوصاف اون مین پاؤگے جن سے حق تعالیٰ نے اون کو آراستہ کیا ہوگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی سے اون کے ظاہر مین فقر اور اونکے باطن مین غنا دیکھوگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ووجدك عائلاً فاغنٰی (اور تمکو مفلس پایا تو مالدار بنادیا) تو کیا اون کو مال سے غنی بنایا تھا؟ ہرگز نہین۔ آنحضرت ؐ نے تو بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندہا اور سارے لشکر کو دو ڈہائی سیر مین کھلایا اور مکہ سے پاپیادہ باہر نکلے اور آپ کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی جس کو جاندار کہا سکے مگر اس قدر کہ بلالؓ کی بغل اوسکو ڈہانک لے۔

تنگدستی ہر آدمی کے لئے شرف ہے یا قطب یا خلیفہ یا ایسے امین کے لئے جو ذرہ برابر بھی اپنے آپ کو اون لوگون پر جنپر وہ خرچ کرتا ہے یعنی عیال و فقرا ترجیح دیکر اللہ تعالیٰ سے خیانت نہ کرتا ہو۔

اہل تحقیق کے علوم مین وہ علوم جن کے جاننے والون کی تعریف آئی ہے گو شرف رکھتے ہون ظلمت ہین - اور اہل تحقیق وہ ہین جو بحر ذات کے شناور اور قعر صفات کے غواص ہین - اور وہان وہ اپنے سے الگ ہین - اور یہ وہ اعلیٰ درجہ کے خاص لوگ ہین جو انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے احوال مین شریک ہین - اور اون کو انہین سے بقدر ارث اپنے مورث کے حصہ ملا ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "علما انبیا کے وارث ہین" یعنی علم و حکمت کی راہ سے نہ کہ تحقیق بالمقام اور حال کی راہ سے اون کے قائم مقام ہین - کیونکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات اس سے برتر ہین کہ اونکے حقایق پر اون کے سوا کسی اور کی نگاہ پڑے -

ہر وارث موروثی منزلت مین صرف اپنے مورث ہی کے انداز پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "بیشک ہم نے بعض نبیون کو بعض پر فضیلت دے رکھی ہے"[ع] جس طرح اون مین سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اوسیطرح اون کے وارثون کو بھی بعض پر فضیلت دی ہے کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق کی آنکھین ہین اور ہر آنکھ سے اوس کے اندازہ کے موافق دکھائی دیتا ہے - اور ہر ولی کے لئے ایک مخصوص مادّہ ہوا کرتا ہے -

اولیا کی دو قسمین ہین صالحین و صدیقین - صالحین انبیا کے بدل ہین - اور صدیقین رسولون کے - اس لئے صالحین و صدیقین کے مابین وہی فرق ہے جو نبیون اور رسولون مین - ان مین سے ایک گروہ اُن لوگون کا ہے جن کا مادّہ صرف

ع وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ ۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے اور وہ اوس مادّہ کو چشم یقین سے دیکھتے
ہین۔ اور یہ تعداد مین تہوڑے اور تحقیق مین بہت ہین اور ہر نبی و ہر ولی کا مادّہ باعتبا
اصل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے لیکن بعض اولیا اپنی ذات
کا مشاہدہ کرتے ہین اور بعض پر اون کی ذات اور اون کا مادّہ مخفی رہتا ہے پس جو
اوس پر وارد ہوتا ہے اوس مین وہ فانی ہوجاتا ہے اور اپنے مادّہ کی تلاش
مین مشغول نہین ہوتا بلکہ اپنے حال مین ایسا مستغرق رہتا ہے کہ اپنے وقت
کے سوا وہ کسی کو نہین دیکھتا اور ان مین سے ایک گروہ ایسا ہی ہے جس کو نورِ الٰہی
سے مدد پہونچتی اور وہ اُس سے دیکھتے ہین تو پہچان لیتے ہین کہ اون مین سے کون
تحقیق پر ہین اور یہ اون کی کرامت کے سبب سے ہے جس سے وہی شخص انکار کریگا
جو اولیا کی کرامات کا منکر ہے۔ خدا عرفان کے بعد نکران سے بچاے۔

پہلی منزل جس مین اپنے سے ترقی کرکے اوپر کی طرف جانے کیلئے عاشق
قدم دھرتا ہے نفس ہے پس جب اوسکی سیاست و ریاست مین مشغول ہوا یہان
تک کہ اوس کی شناخت و تحقیق تک پہونچگیا تب اوسپر دوسری منزل کے انوار
چمکتے ہین اور وہ قلب ہے اور جب اوسکی سیاست مین مشغول ہوکر اوسکو پہچان لیا
اور اوس کا کچھ بھی اثر اسپر نہ رہا تب تیسری منزل کے انوار اس پر چمکتے ہین اور وہ
تیسری منزل روح ہے اور جب اسکی سیاست مین مشغول ہوا اور اسکی معرفت
کامل ہوگئی تب اسپر تہوڑا تہوڑا کرکے یقین کے انوار جلوہ افروز ہونا شروع ہوتے
ہین یہان تک کہ اوس کی نہایات تک پہونچتا ہے۔ اور یہ عوام کا راستہ ہے اور جو
خواص کا راستہ ہے وہ بادشاہی راہ ہے جس کے اقل قلیل کی شرح مین بھی

عقل بالکل ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کی مدد عقل کے نور اصلی سے فرماتا ہے وہ ایسے موجود کو مشاہدہ کرتا ہے جس کی اس بندہ کے اختیار سے کوئی حدود غائت نہین ہے اور ساری کائنات اوس مین مضمحل ہوجاتی ہے پس کبھی تو وہ کائنات کو اوس مین اوسی طرح مشاہدہ کرتا ہے جسطرح معمار گھر کو ہوا مین اور آفتاب کی روشنی مین دیکھتا ہے اور کبھی آفتاب کی روشنی کے وہان سے منحرف ہوجانے کے باعث اوس گھر کو نہین دیکھتا پس وہ آفتاب جس کے ذریعے سے وہ دیکھتا ہے وہی وہ عقل ہے جو مادّہ کے بعد ضروری اور نور یقین رکھنے والی ہے اور جب یہ نور مضمحل ہوجاتا ہے تو ساری کائنات چلی جاتی اور یہ موجود باقی رہ جاتا ہے پس یہ کبھی فانی ہوتا اور کبھی باقی رہتا ہے یہان تک کہ جب اس کو کمال پر پہونچانا منظور ہوتا ہے تو اس کو پوشیدہ آواز دی جاتی ہے جس مین آواز نہین ہوتی اُس وقت اوسکے سمجھنے کیلئے مدد دیجاتی ہے (بجز ایسے شخص کے جو غیر اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ یہ اللہ کیجانب سے کسی شمار قطار مین نہین) پس اسوقت وہ اپنے نشون سے بیدار ہوتا اور کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے ثابت قدم رکھ ورنہ مین ہلاک ہوا اور یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا اس دریا سے اوسکو کوئی نہین بچائے گا۔ اور اسوقت اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ موجود وہی عقل اول ہے جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ عقل ہے" پس اس بندہ کو اس موجود کے نور کے سامنے اظہار خواری و فرمانبرداری کی توفیق عطا ہوتی ہے

کیونکہ وہ اس کی حد و غایت پر قادر نہین ہوتا مگر جب اللہ تعالیٰ اس بندہ
کی اپنے اسمار کے نور کے ذریعہ سے مدد فرماتا ہے تو اس کو چشم زدن مین یا جس
طرح اللہ چاہے قطع کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہم جس کے درجے
چاہتے ہین بلند کرتے ہین"۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ روح ربانی کے نور کے ذریعہ
سے اوسکو مدد دیتا ہے۔ تب اوس موجود کو پہچانتا۔ اور روح ربانی کے میدان تک
ترقی کرتا ہے۔ اور جتنی چیزون سے یہ بندہ مزین تھا اور جن سے خالی تھا سب
خواہی نخواہی چلی جاتی ہین۔ اور لاموجود کی طرح رہ جاتا ہے۔ اسکے بعد اوسکو اللہ تعالیٰ
اپنی صفات کے نور سے زندہ کرتا ہے۔ اور اس حیات کے ساتھ اوس کو اس
موجود ربانی کی معرفت کے اندر لے آتا ہے۔ اور جب اوسکی صفات کے مبادی
کی ہوا اوسکو لگتی ہے تو وہ کہنے کو ہوتا ہے کہ یہی اللہ ہے۔ مگر عنایت ازلیہ آکر اُسے
آواز دیتی ہے کہ سن لو! کہ یہ وہی موجود ہے جس کی نسبت کسی کو جایز نہین ہے کہ کسی
صفت سے اوس کو موصوف کرے اور نااہل کے سامنے اس کو اسکے کسی صفت
سے تعبیر کرے لیکن اس کے غیر کے نور سے اسکو پہچانے۔ پس جب سر روح
کے نور سے اللہ تعالیٰ اوس کی مدد کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو میدان السر کے دروازہ
پر بیٹھا ہوا پاتا ہے۔ اور اپنی ہمت کو بلند کرتا ہے کہ اوس موجود کو جو "سر" ہی پہچانے
مگر اوس کے ادراک سے اندھا ہو جاتا ہے اور اوس کے تمام اوصاف کی ایسی
دھجیاں اُڑ جاتی ہین کہ گویا کچھ بھی نہ تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے نور
سے اوسکی مدد فرماتا ہے تو اوس کو ایسی پایدار زندگی سے زندہ کرتا ہے جسکی کوئی
غایت نہین ہے۔ اسلئے وہ تمام معلومات کو اوسی زندگانی کے نور سے دیکھتا اور

نورحق کو ہر چیز مین اس طرح شائع پاتا ہے کہ اوسکا غیر نظر ہی نہین آتا ہے۔ تب قریب سے اُسے آواز دی جاتی ہے کہ اللہ پر نازان نہو کیونکہ محبوب وہی ہے جو اللہ کے ذریعے اللہ سے جو ہے ہو کیونکہ یہ تو محال ہے کہ اوسکا غیر اوسکا حاجب ہو۔ اور یہان آکر وہ ایسی زندگی سے زندہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُسمین ودیعت فرمائی ہے۔ بعدہٗ وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب مین تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہون تاکہ مین تیرے غیر کو نہ دیکھون۔ اور یہی حضرت علی الاعلیٰ تک ترقی کی راہ ہے۔ اور یہی اُن عاشقون کا طریق ہے جو انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کے ابدال ہین اور اس منزل کے بعد جو کچھ اللہ تعالیٰ اوس کو عطا فرماتا ہے اُس مین سے ذرہ برابر کو بھی کوئی شخص بیان نہین کرسکتا والحمد للہ علی نعمائہٖ۔

اور جو طریق محبوبین کے ساتھ مخصوص ہے وہ اُس سے اوسکی طرف اوسی کے ذریعے سے ترقی کرنا ہے کیونکہ اوسکے غیر کے ذریعے سے اوس تک پہونچنا محال ہے اسلئے اُن کا پہلا قدم بلا قدم ہے۔ اسلئے کہ اونپر اوس کا نور ذات ڈالا جاتا ہے جو اون کو اُسکے بندون کے درمیان غائب کردیتا ہے اور اون کو خلوتین پسند آتی ہین اور اعمال صالحہ اون کے نزدیک ذلیل نظر آتے ہین اور آسمان و زمین کے پروردگار کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ پس جس اثنا مین کہ وہ اس حالت مین ہوتے ہین یکبارگی اونکو عدم کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ اور اب جو وہ نگاہ کرتے ہین تو اپنے آپ کو نہین پاتے۔ اس کے بعد ظلمت اِن کی ردیف بنادیجاتی ہے جو انکو اُن کی نظرون سے غائب کردیتی ہے۔ پس اِن کی نظر عدم بلا علت ہوجاتی ہے۔ اسلئے تمام علتین مٹ جاتی ہین اور سب حادث زائل ہوجاتے ہین۔ پھر تو نہ حادث شئے اور نہ وجود بلکہ اوس عدم بے علت کے

سوا کچھ نہین ہے۔

اِس سبب سے معرفت اوس سے متعلق نہین ہوتی معلومات مضمحل ہوجانے اور رسومات ایسے زوال سے زائل ہوجاتے ہین کہ اوسمین کوئی علت ہی نہین ہے اور وہی باقی رہ جاتا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جسکا نہ کوئی وصف ہے نہ کوئی صفت اور نہ کوئی ذات۔ اور نعوت و اسمار و صفات بھی اسیطرح مضمحل ہوجاتے ہین۔ پس نہ اوسکا کوئی نام ہے نہ کوئی صفت اور نہ کوئی ذات۔ اور یہان آکر وہ ظاہر ہوتا ہے جو ہمیشہ ایسا ظاہر ہے کہ اوس مین کوئی علت نہین ہے بلکہ اپنے ستر سے اپنی ذات کیلئے اپنی ذات مین ایسے ظہور سے ظاہر ہوتا ہے جس کے لئے اولیت نہین ہے بلکہ اُس نے اپنی ذات سے اپنی ذات کے لئے اپنی ذات مین نگاہ کی ہے۔ اور یہان آکر بندہ ایسی زندگانی کے ظہور سے زندہ ہوتا ہے جس کی کوئی علت نہین ہے اور اپنے ظہور مین ایسا اول ہوجاتا ہے جس کے قبل کوئی ظاہر نہین ہے۔ اِس لئے اشیا و اوس کے اوصاف کیساتھ پائی جاتی ہین اور اوسی سبحانہ و تعالیٰ کے نور سے اوسی کے نور مین ظاہر ہوتی ہین۔ اِسکے بعد وہ بندہ ایک دریا کے بعد دوسرے مین غوطے لگاتا جاتا ہے یہان تک کہ دریا سے ستر تک پہونچتا ہے اور جب دریا سے ستر مین داخل ہوتا ہے تو ایسا ڈوبتا ہے کہ ابدا آلآباد اوس سے باہر نہین آتا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بناکر بھیجتا اور اوس کے ذریعے سے اپنے بندون کو زندہ فرماتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اوسکو چھپا دیتا ہے۔ اوس کو اختیار ہے کہ اپنی ملکیت مین جو چاہے کرے۔ بس سُن لو یہ ہے خواص و عوام کے طریق کا عطر و خلاصہ۔ انتہیٰ۔ مین کہتا ہون کہ بھائیو ہمنے تمہارے لئے

یہ باتین جو اہل اللہ مین سے کاملین کے ساتھ مخصوص ہین اسلئے زیب خامہ کی ہین کہ تم کو اون کے مقامات کا شوق پیدا ہو اور جب تم اون سے اس قسم کے تذکرے سنو گے تو تمہارے لئے اونکی تصدیق کا دروازہ کھل جائے گا جیساکہ اس کتاب کے خطبہ مین ہمنے اشارہ کیا ہے۔ اور اسوقت تک ہم نے یہ مضمون اِنکے سوا اور اولیاء اللہ کے کلام مین نہین دیکھا ہے۔ اللہ تعالی نعمت دہندہ ہے جسکو جو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۳۱) شیخ سیدی امام احمد ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ

اکابر عارفین مین سے تہے۔ اور لوگ کہتے تھے کہ شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے علم کا اِنکے سوا کوئی وارث تہوا اور جتنے لوگون نے اون سے طریقت کی تعلیم پائی اون مین سب سے بزرگ یہی تہے۔ انہون نے کوئی کتاب تصنیف نہین کی۔ اور ان کا قول تہا کہ اس گروہ کے علوم تحقیق ہین۔ اور عامہ خلایق کی عقل علوم تحقیق کی متحمل نہین ہوسکتی۔ علیٰ ہذا القیاس اِن کے پیر شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے بہی کچہ تصنیف و تالیف نہ کی اور اِنکا قول تہا کہ میری کتابین میرے اصحاب ہین۔ ۶۸۶ھ چہہ سو چہیاسی ہجری مین انہون نے دُنیاے فانی سے عالم جاویدانی کی طرف کوچ کیا۔ انکے کلام یہ ہین:-

کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رحمت سے پیدا کئے گئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عین رحمت تھے۔

فقیہ وہ ہے جس کے قلب کی آنکھوں کا حجاب دور ہو گیا ہو۔

رات ہی کے مرد مرد ہین اور جون جون وقت تاریک ہوتا جاتا ہے خواہی نخواہی دل

کا نور قوی ہوتا جاتا ہے۔

اللہ کا ولی اللہ کے ساتھ اوسیطرح رہتا ہے جس طرح شیرنی کا بچہ اوس کی گود مین

کیا تم نے اوسے کبھی دیکھا ہے کہ جو شخص اوسکے بچہ کو پھسلا لینا چاہتا ہے اوس کے

سامنے وہ اُسے چھوڑ دیتی ہے ؟

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہین جن کے افعال کو اوس نے اپنے افعال سے

اوصاف کو اپنے اوصاف سے اور ذات کو اپنی ذات سے مٹا دیا اور اپنے اسرار مین

سے اون پر اسقدر بار کر دیا ہے کہ عامہ اولیا ر اوسکے سُننے سے عاجز ہین۔

حدیث من عرف نفسہ عرف ربہ کے معنی مین کہتے تھے کہ جس نے اپنے

نفس کو اوسکی خواری و عاجزی کے ساتھ پہچانا اوس نے اللہ تعالیٰ کو اوس کی عزت و

قدرت کے ساتھ پہچانا مین کہتا ہون کہ سب جوابون سے یہ جواب محفوظ تر ہے

واللہ اعلم۔

مین نے شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا کہ اگر کسی ولی کی حقیقت

کہولدی جاے تو ضرور وہ پوجا جاے کیونکہ اسکے اوصاف اوسکے اوصاف اور اس

کی خوبیان اوسکی خوبیان ہین (مین کہتا ہون) کہ "پوجے جانے" کے معنی یہ ہین

کہ اوسکی اطاعت کیجاے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تعبدوا الشیطٰن شیطان

کو نہ پوجو یعنی جس چیز کا وہ تمکو حکم دے اوس مین اوسکی اطاعت نہ کرو واللہ اعلم۔

بعضون نے کہا کہ مین نے شیخ ابوالعباس کے پیچھے نماز پڑہی تو دیکھا کہ اونکا

جسم انوار سے مجھ گیا اور اونکے وجود سے وہ انوار یہانتک پہیلے کہ مین اونکی طرف
نگاہ نہ کر سکا۔

اور شیخ ابو العباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ نے کسی عارف سے کہا
کہ آپ مجھ سے اپنی آرزو بیان کرین۔ اسپر عارف نے اوس سے کہا کہ تم مجھ سے
ایسی بات کہتے ہو حالانکہ میری ملکیت مین دو غلام ہین جنکی ملکیت مین تم ہو اور
مین اونپر غالب ہون اور وہ تمپر اور وہ دونون شہوت و حرص ہین پس تم میرے غلام
کے غلام ہو پہر مین تم سے کیا اپنی آرزو بیان کرونگا۔

مین نے شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ جس کی دوستی اللہ تعالیٰ
سے مضبوط ہوئی وہ موت کو بری نہ سمجہیگا اور یہ مریدون کے لئے ترازو ہے کہ جب
وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ادعا کرین تو اپنے آپ کو اس مین تول لیا کرین کیونکہ نفس
کی شان یہ ہے کہ جو راہ اعلیٰ مراتب تک پہونچاتی ہو اوسپر چلے بغیر اپنے آپ مین بلند مرتبہ کے
پائے جانیکا دعویٰ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ "اگر تم سچے ہو تو موت کی آرزو کرو"ع

کبہی ولی علوم معارف و حقایق سے معمور اور ان امور مین مشہور ہوتا ہے یہانتک
کہ جب اوسکو بیان کرنے کی قوت عطا ہوتی ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے
کلام کرنے کی اجازت ہے۔ اور یہ سمجہنا تمپر واجب ہے کہ جس کو تعبیر کی اجازت
ہوئی ہے اوسکے اشارات خلق کے کانون مین بہت بڑی وقعت کے ہونگے۔
اجازت یافتہ کے منہ سے جو بات نکلیگی وہ چمکتی دمکتی اور تر و تازہ ہوگی اور غیر اجازت
یافتہ کی بات کے انوار گہنائے ہوئے ہونگے۔

ع فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ سورہ جمعہ کی چہٹی آیت (پارہ ۲۸- رکوع ۱۱)

جو ظہور کو دوست رکھتا ہے وہ ظہور کا بندہ ہے اور جو خفار کو دوست رکھتا ہے وہ خفار کا بندہ ہے اور جو خدا کا بندہ ہے اوسکے لئے ظہور و خفار دونون برابر ہین۔

طی کی دو قسمین ہین طیِ اصغر اور طیِ اکبر۔ طیِ اصغر جو اِس گروہ کے عام لوگون کے لئے ہے یہ ہے کہ اون کے لئے مشرق سے مغرب تک زمین ایک سانس مین سمٹ جاے۔ اور طیِ اکبر نفوس کے اوصاف کا سمٹ جانا ہے۔

یہ کہتے ہین کہ ایک شخص جس نے راستہ مین ایک عورت کے چہرہ پر نگاہ ڈالی تہی عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اونہون نے کہا کہ بعض آدمی آتے ہین اور زنا کے آثار اونکے چہرہ سے نمایان ہوتے ہین۔

کبہی اللہ تعالیٰ ولی کو جبکہ اوسکو وہ پسند فرماتا ہے رسولون علیہم الصلواۃ والسلام کے پیرو ہونے کی وجہ سے اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے اسی لئے وہ غیب کی باتین بیان کرتے اور اون مین یہ سرِ حق و صواب ثابت ہوتے ہین۔

ہمارا یہ طریقہ نہ مشرقیون کی طرف منسوب ہے اور نہ مغربیون کی طرف بلکہ ایک ہے اور ایک ہی سے آیا ہے اور حسن بن علی بن ابی طالب تک پہونچتا ہے اور یہ سب سے پہلے قطب ہین۔

جب آدمی ایسے طریقہ مین ہو جسمین خرقہ پہنایا جاتا ہی تو اون پیرونکی تعیین واجبات مین سے ہی جسکی طرف اُسکا استناد ہے کیونکہ یہ ایک قسم کی روایت ہے اور روایت مین اُسکی سند کے رجال کی تعیین ضروری ہی اور ہمارا یہ طریقہ ہدایت ہے۔ اور کبہی اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی طرف کہینچ لیتا ہی اور اُوسکو کسی پیر کا ممنون نہین ہونے دیتا اور کبہی اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ملا دیتا ہے پس وہ اُنسے ہی تعلیم پاتا ہی اور یہی منت اُسکے لئے کافی ہوتی ہے۔

یہ جب کوئی کلام نقل کرتے تو بہت کہا کرتے تھے کہ "شیخ نے یون کہا ہے۔
شیخ نے یون کہا ہے" اسپر ایک شخص نے انسے کہا کہ مین آپ کو کبھی نہین دیکھتا
کہ کوئی بات آپ اپنی طرف منسوب کرتے ہون۔ اسپر انہون نے کہا کہ اگر مین چاہتا کہ
ہر سانس مین قال اللہ قال اللہ کہون تو کہہ سکتا تھا۔ اور اگر ہر سانس مین قال رسول اللہ
کہنا چاہتا تو یہ بھی کہہ سکتا تھا۔ اور اگر ہر سانس مین "مین کہتا ہون" کہنا چاہتا تو یہ
بھی ممکن تھا۔ لیکن مین ادب سے "قال الشیخ" کہتا اور اپنا ذکر چھوڑ دیتا ہون۔

ہر زمانہ مین ہمیشہ ولی ہوا کرتے ہین لیکن اکثر آدمی اُنکو خیال مین نہین لاتے اور
جب وہ مرجاتے ہین تو کہتے ہین کہ فلان شخص ولی تھا۔

واللہ اولیاء و ابدال قاف سے قاف تک نہین جاتے جبتک کہ مجھ جیسے ایک سے
مل نہین لیتے۔

اِن کے پیر ابوالحسن رضی اللہ عنہ لوگون سے کہا کرتے تھے کہ شیخ ابوالعباس
کا دامن نہ چھوڑو۔ واللہ اِسکے پاس وہ بدوی آئیگا جو اپنی ٹانگون پر موتتا ہے اور وہ
اللہ تک واصل ہوکر اِنکے پاس سے جائے گا۔ اور واللہ جو ولی اللہ کے موجود ہین
اور موجود ہونے والے ہین اون مین سے کوئی ایسا نہین ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے
معہ اوس کے نام و نسب و حسب اور اوسکے حصہ کے جو اللہ تعالیٰ کے ہان اوسکا
ہے اِنپر ظاہر نہ کر دیا ہو۔

اِنکا قول ہے کہ مین نے شیخ ابوالحسن رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا کہ وہ گروہ
ہرگز ہلاک نہوگا جس مین چار امام و ولی و صدیق و شیخ موجود ہون۔

اور ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے اوسی مجلس مین کہا تھا کہ امام تو یہی ابوالعباس ہین

اور انکا قول ہے کہ واجب چاہیے متعین ہو جاے۔

شیخ ابو الحسن نے مجھ سے کہا کہ اے ابو العباس مین نے تمکو اپنی صحبت مین نہین رکھا ہے مگر اسلیے کہ تم مین ہو جاؤ اور مین تم ہو جاؤن۔

یہ کہتے تھے کہ مدت چالیس سال ہوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محجوب نہین ہوا ہون اور اگر آنکھ جھپکنے بھر بھی محجوب ہون تو مین اپنے آپکو مسلمانون مین شمار نہ کرون اور جنت اور ہر سال عرفہ مین وقوف کی نسبت بھی ایسا ہی کہتے تھے۔

اگر حق سبحانہ و تعالی کو خلاف سنت پسند ہوتا تو نماز مین کعبہ کی طرف منہ کرنے سے قبر شریف کی طرف منہ کرنا بہتر ہوتا۔

واللہ کبھی ایسا زمانہ نہین ہوا کہ اس علم کے دو جاننے والے نہ ہوے بلکہ ایک کے بعد ایک حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ تک ہوتے آئے۔

مین آج کے دن روے زمین پر اپنے سوا کسی کو نہین پاتا جو اس علم مین کلام کر سکتا ہو۔

ایک شخص نے امتحان لینے کو انکے پاس ایسا کہانا لایا جسمین شبہہ تہا پس یہ اوسکے کہانے سے رک گئے اور کہنے لگے کہ حضرت محاسبی کی اونگلی مین ایک رگ تہی کہ جب وہ ایسے کہانے کی طرف ہاتھ بڑہاتے جس مین شبہہ ہوتا تو وہ تڑپنے لگتی تہی۔ اور میرے ہاتھ مین تو ساٹھ رگین ہین جو تڑپنے لگتی ہین۔ یہ سنکر وہ شخص متعجب اور اونکے ہاتھ پر تائب ہوا۔

یہ کہا کرتے تھے کہ جب مین پہلی بار شیخ ابو الحسن رض کے پاس قاہرہ مین آیا اور اونکے سامنے منفری کی کتاب المواقف پڑہی جاتی تہی اور اونہون نے مجھسے کہا کہ

میرے پیارے بیٹے تم بیان کرو خدا تم مین برکت دیگا بس اوسیوقت سے مجھے قوتِ بیان عطا ہوئی۔

اگر علماء عراق و شام کو معلوم ہو جائے کہ اِن باتون کے نیچے (اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر) کیا کچھ ہے تو ضرور آئین بلکہ اپنے مُنہ کے بل آئین۔

واللہ ہم اہلِ طریقت کے کلام کو صرف اسلئے دیکھتے ہین کہ دیکھین ہم پر اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہوا ہے۔

جب آدمی کامل ہو گیا تو اللہ عزوجل کے الہام سے تمام زبانون مین باتین کر سکتا او تمام زبانین جان سکتا ہے۔

جو شخص خلوص کے ساتھ بزرگون کی صحبت مین رہیگا اور وہ ظاہر کا عالم ہے تو اُسکے علم کا ظہور زیادہ ہوگا۔

پیر سے یہ فرمایش نہ کرو کہ تم اوسکی خاطر مین گذرو بلکہ اپنی ذات سے یہ مطالبہ کرو کہ پیر تمہاری خاطر مین گذرے کیونکہ جس قدر وہ تمہارے دل مین رہیگا اوسی قدر تم اوس کے پاس رہوگے۔

یہ خط مقسم واقع قاہرہ مین رہا کرتے تھے مگر ہر شب کو اسکندریہ آتے اور شیخ ابوالحسن کے معتاد بیان کو سُنکر قاہرہ واپس جایا کرتے تھے۔ اور اِن سے حکیم ترمذی کی کتاب ختم الاولیاء پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ اور اِن کے پیر شیخ ابوالحسن دونون حکیم ترمذی کو بہت بزرگ سمجھتے اور اِن کی عظمت کرتے تھے۔

ایک شخص اِن کا منکر تھا اور کہا کرتا تھا کہ صرف ظاہری علم کے عالم ہین حالانکہ بڑے بڑے امرون کے دعوے کرتے ہین جنسے ظاہر شرع ابا کرتا ہے۔ ایکدن وہ

شخص اِن کی مجلس مین حاضر ہوا تو اوسکی عقل دنگ ہو گئی اور اپنے انکار سے باز آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ شخص تو خدائی دریا اور ربانی مدد کے فیض سے باتین نکالکر لاتا ہے بعدہٗ انکے خاص الخاص اصحاب مین سے ہو گیا۔

فقہا جس مین ہین اوسمین ہم اونکے شریک ہین مگر جس مین ہم ہین اوس مین وہ ہمارے شریک نہین ہین۔

انہون نے سخت گرمیون کے دن مین ایک مرتبہ عصیدہ جو ایک قسم کا حلوہ ہوتا ہے پکوایا تو لوگون نے کہا کہ عصیدہ تو صرف جاڑون کے دنون مین پکتا ہے تب انہون نے کہا کہ یہ عصیدہ میرے لڑکے یاقوت کا ہے جو آج کے دن ملک حبشہ مین پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ یاقوت برابر ایک مالک کے پاس سے دوسرے کے ہاتھ بکتے ہوئے شیخ ابو العباس تک پہونچے اور لوگون نے ان کی عمر کا جو حساب لگایا تو وہی دن اون کی پیدایش کا نکلا جو شیخ نے کہا تھا۔

یہ اپنی مجلسون مین اکثر عقل اکبر۔ اسمِ اعظم اور اسکے چار شعبون۔ اسمار۔ حروف اولیاء کے دائرون۔ عرش کے پاس یقین رکھنے والون اور مقرب فرشتون کے مقامات علومِ اسرار۔ امدادِ اذکار۔ مقدورات کے دن۔ تدبیر کی شان۔ علم البدء۔ علم المشیٔت قبضت کی شان۔ قبضت کے مردون۔ علم الافراد اور اوس چیز کا جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے افعال اپنے بندون کے ساتھ یعنی اوسکے علم وانعام ووجوہ انتقام ہون گے۔ ذکر کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر عقلون مین ضعف نہ ہوتا تو جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گی اوسکی مین ضرور خبر دیدیتا۔

ابن عطاء رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ شیخ ابو العباس رضی اللہ عنہ علوم معاملہ کی

طرف صرف تھوڑے دنون مین بعض لوگون کی احتیاج کے سبب سے تنزل کرکے آتے

تھے۔ اور اسی لئے جن کے علوم وہ ہوتے ہین جنکا اوپر ذکر ہوا اونکے پیرو تھوڑے ہوتے

ہین کیونکہ مونگے کے خریدار تو اکثر بہت ہوتے ہین اور یاقوت کی خریداری مین بمشکل

دو آدمی ہی جمع ہوتے ہین۔ اور اہل حق کے پیرو ہمیشہ سے کم ہی لوگ ہوتے آئے

ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ "اونکو نہین جانتے

مگر تھوڑے ہی سے" اور اہل اللہ لوگون کے امور کے "کہف" یعنی ماویٰ وملجا ہین

لیکن تھوڑے ہی ایسے ہوتے ہین کہ اونکو پہچانین۔

اور سیدی ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ولی کا پہچاننا اللہ عزوجل کے

پہچاننے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے کمال وجمال کی وجہ سے

پہچانا جاتا ہے۔ مگر تم جیسا آدمی کیونکر پہچانا جائے جو تمہاری ہی طرح کھاتا اور تمہاری

ہی طرح پیتا ہو۔

اسکندریہ کے نائب نے اِن کو بُلا بھیجا کہ مجھ سے آکر ملئے اور میرا ہاتھ پکڑئیے مین

آپ کو اپنا پیر بنانا چاہتا ہون۔ مگر انہون نے قاصد سے کہا کہ مجھ جیسے آدمی سے دل لگی

نہین کیا کرتے اور اوس سے نہ ملے یہانتک کہ وہ مر گیا۔

اِن کی عادت تھی کہ سفر کیحالت مین جب کسی شہر مین یہ سوتے اور انکو

معلوم رہتا کہ وہان کا بڑا آدمی اِن سے ملنا چاہتا ہے تو رات ہی کیوقت فجر سے

پہلے وہان سے کوچ کر جاتے۔

ان کا قول ہے کہ حُبِ دُنیا کی علامت خوفِ مذمت اور حُبِ ستایش ہے

کیونکہ اگر دُنیا سے دست بردار ہو تو کسی چیز سے نہ ہیبت ہو نہ محبت۔

پرہیزگار وہ ہے جسکو اللہ بچاے۔

جو نہ دُنیا کے کام کا ہو اور نہ آخرت کے وہ اللہ کے کام کا ہے۔

گوشہ نشینیون کی پرہیزگاری سو ظن اور غلبہ وہم سے پیدا ہوئی ہے اور ابدال و صدیقین کی پرہیزگاری کھلی ہوئی دلیل اور بڑہی ہوئی بصیرت پر مبنی ہے۔

واللہ مینے عزت نہ دیکھی مگر خلق سے ہمت بلند رکھنے مین ایکدن مینے ایک کُتا دیکھا اور اُسوقت میرے ساتھ روٹی تھی مینے وہ روٹی اُسکے سامنے ڈالدی مگر اُسنے اُسکی طرف التفات نہ کیا تب مینے اُسکے منہ سے لگادی تب بہی اُسنے اُسپر توجہ نہ کی۔ اُسی وقت مجھ سے کہا گیا کہ تف ہے اوس پر جس سے کُتا زیادہ پرہیزگار ہو۔

لوگون کیلئے اسباب ہوا کرتے ہین اور ہمارا سبب ایمان و تقویٰ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی[۵] "اور اگر ان بستیونکے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے توہم آسمان اور زمین کی برکتین انپر کہولدیتے"

جو کچھ تم نے مجھ سے سُنا اور اوسکو سمجھا ہے اُسے امانت رکھو اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت اُسکو تم پر وارد کرے گا اور جسکو نہین سمجھا ہے اسکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔ اللہ اپنے بیان کا خبرگیران ہے اور اپنے دلون کے آئینون کی صفائی مین کوشش کرو ہر چیز تمہارے لئے واضح ہو جائے گی۔

جب ولی کی حالت محدود و تنگ ہوگی تو جو شخص اوس کو ایذا دے گا وہ اُسی وقت ہلاک ہو جائے گا اور جب اوس کی معرفت وسیع ہو گی تو دونون جہان کی ایذائین برداشت کرے گا اور اوس کے سبب سے کسی کو کوئی

---

[۵] وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۵ نوین پارہ کا دوسرا رکوع ۱۲

نقصان نہ پہونچے گا۔

اولیاء کا گوشت زہر آلود ہوا کرتا ہے اور گو وہ تم سے مواخذہ نہ کرین مگر خبردار اوس سے بچے رہنا۔

اور انکے بارہ بواسیری پہوڑے تہے اور انکو پتہری اور گُردون کا مرض بہی تہا مگر لوگون کے مجمع مین بیٹہا کرتے اور اوس عرصہ مین کبہی کراہتے نہ تہے اور نہ مجمع والون کو یہ معلوم ہوتا تہا کہ یہ اِن مصیبتون مین گرفتار ہین۔

یہ کہا کرتے تہے کہ میرے چہرہ کی سرخی پر نہ جاؤ یہ میرے قلب کی سرخی کا عکس ہے واللہ مین لوگون مین نہ بیٹہا جبتک کہ مجہے سلب کی دہمکی نہ دیگئی اور مجہہ سے کہا گیا کہ اگر تو نہ بیٹہے گا تو جو کچہہ ہم نے تجہے عطا کیا ہے تجہ سے سلب کرلین گے۔

یہ کسی معاملہ مین حکام سے خط وکتابت نہ کرتے تہے بلکہ سائل سے کہدیتے تہے کہ مین یہ تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگ لونگا۔ اور پیرون کے اس برتاؤ کو بُرا سمجہتے تہے کہ جب اونکے پاس مرید آئے تو اوس سے کہین کہ گہنٹہ بہر تک ٹہیرو اور کہتے تہے کہ مرید اپنے پیر کے پاس بہڑکی ہوئی ہمت لیکر آتا ہے اور جب اوس سے کہا گیا کہ گہنٹے بہر ٹہیرو تو جو کیفیت لیکر آیا تہا وہ ٹہنڈی پڑگئی۔ اور اپنے پیر کا قول بیان کرتے تہے کہ وہ اپنے مریدون سے کہا کرتے تہے کہ تم میری صحبت مین رہو اور مین تم کو کسی اور کی صحبت مین رہنے سے منع نہین کرتا اور اگر تمکو اس سے زیادہ شیرین وخوشگوار کوئی چشمہ ملجائے تو اوسی پر اُتر پڑو۔

یہ جب کسی مرید کو اپنے نفس وہوا کے تقاضے سے اوراد مین مشغول ہوتے دیکہتے تہے تو اوسکو اُن وظیفون سے نکال لیتے تہے۔ اور اگر کوئی شخص انکی تعریف

مین قصیدہ کہکر لاتا تہا تو اوسکو انعام واکرام سے سرفراز کرتے تہے۔ اور اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ جب میرے پاس کوئی رئیس قوم آئے تو مجھے پہلے سے اوسکی خبر کردیا کرو تاکہ مین باہر نکلکر اوسکا استقبال کرون۔ اور ایسا شخص جب ان سے رخصت ہوتا تہا تو چند قدم اوسکے ساتھ چلکر واپس آتے اور کہتے کہ اِن لوگون نے مجھ سے ملنے کیلئے تکلیف اوٹہائی اور ہم اِن سے ملنے کو نہ گئے۔

جو کہانا کہ انکے لئے چہپا کر کہا جاتا تہا اوسکو نہ کہاتے تہے اور نہ ایسے کہانے کو جسکی اطلاع اُسکے آنے سے پہلے انکو کردی جاتی تہی۔ اور محسن کے لئے دعا نہین کرتے تھے جبتک کہ وہ اون کی مجلس سے چلا نہ جائے اور جا چکنے کے بعد اوسکی غیبت مین اوسکے لئے دعا کرتے تہے۔ اور اِن کی عادت تہی کہ جب تھوڑی چیز انکے لئے تحفہ آتی تو خندہ روئی کے ساتھ اوسکو لیتے اور جب بہت سی چیز ہدیہ آتی تو خودداری اور اوس سے بے نیازی کے اظہار کیساتھ لیتے۔ اور حسد کے اندیشہ سے کسی مرید کی تعریف اور مریدون کے سامنے نہین کرتے تھے۔ اور انکی نماز اول سے آخر تک مختصر ہوتی تہی اور یہ کہتے تھے کہ یہ ابدال کی نماز ہے۔ اور کہا کرتے تہے کہ جب قرآن پڑہو تو ایسا پڑہو کہ گویا اللہ عزوجل کے حضور مین پڑہ رہے ہو۔ اور جب کسی شخص کے منہ سے اللہ تعالی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نکلتے دیکھتے تو اپنا منہ اوسکے قریب لیجاتے تھے کہ اوس نام کو اوس کی بزرگی کے خیال سے گویا چکھ جائین اور وہ ہوا مین نظاہر ہونے پائے۔ اور جب کسی شخص کی زبان سے سُنتے کہ آج شب قدر ہے تو کہتے کہ الحمد للہ کہ ہمارے کل اوقات شب قدر ہی ہین۔ اور لوگون کی تعظیم اُس رُتبہ کے لحاظ سے کرتے تہے جو اللہ تعالی کے نزدیک اوسکا ہوتا تہا۔ چنانچہ اکثر ایسا

ہوتا تھا کہ نماز و روزے والے اِنکے پاس آتے تو یہ اونکی طرف التفات بہی نہ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنی عبادت کو دیکھتے تھے اور کوئی گنہگار آتا تھا تو اوسکے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے کیونکہ وہ نفس کی خواری اور انکسار کے ساتھ آتا تھا۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے لوگون نے ایک شخص کے علم کی تعریف کی۔ مگر اس شخص کو وضو و نماز مین وسوسہ بہت ہوتا تھا۔ اسلئے شیخ نے کہا کہ تمہارا وہ کونسا علم ہے جس کے جاننے کی اس شخص کی تعریف کرتے ہو علم تو وہی ہے جو دل پر اسطرح نقش ہو جاوے جس طرح سفید مین سفیدی اور سیاہ مین سیاہی۔ اور انہون نے ایک شخص سے جو حج کر کے آیا تھا پوچھا کہ آپ کا حج کیسا رہا تو اوسنے کہا کہ بڑا اسستا سمان تھا پانی کی بہتات تھی فلان فلان چیزون کا یہ نرخ تھا۔ شیخ نے اوس سے منہ پھیر لیا۔ اور کہا کہ مین تو انسے اِنکے حج کو پونچھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِن کو کیا علم و مراد و کشایش عطا ہوئی اور یہ نرخ کی آرزانی اور پانی کی فراوانی بیان کرتے ہین۔

انکا قول ہے کہ پیر کو مریدون کے حال کی تفتیش چاہئے اور مریدون کے لئے جائز ہے کہ جو کچھ اونکے باطن مین ہو اس سے پیر کو مطلع کرتے رہین کیونکہ پیر بمنزلہ طبیب کے ہے اور مرید کا حال ستر کا سا ہے۔ اور علاج کی ضرورت کے لئے کبھی طبیب کے سامنے ستر بہی کھولنا پڑتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جو مرید اپنے پیر کے مقابلہ مین اپنی کوئی چیز چھپانے کے قابل سمجھے وہ اوسکے ساتھ متحد نہین ہوا ہے

شیخ پر لازم ہے کہ جبتک مرید قاصر ہو اوسوقت تک اوس سے دعوے کی باز پرس کیا کرے۔ لیکن جب وہ مریدون کے رتبہ کو پہونچ جائے تو اوسکے دعوے پر اوس سے

برہان نہ طلب کرے کیونکہ وہ تلبیس کے مقام سے باہر آچکا ہے۔
اور جس شخص کو دُنیا کی نسبت زہد کرتے دیکھتے اوس سے کہتے تھے کہ بھائی!
جسوقت تم دُنیا کے وجود کو خاطر مین لائے اوسیوقت تم اوس کو بڑی چیز سمجھے تب
تو اوس کی نسبت تم نے زہد کیا مگر وہ تو اس قابل ہی نہین ہے ٥

ترک دُنیا کا سوچ کیا نا		کچھ بڑی ایسی کائنات نہین

یہ اِس فرقہ کے مشکل اقوال کی تفسیر بہت کیا کرتے تھے سہل بن عبداللہ رضی اللہ
عنہ کے قول "تم ابنار دہر مین سے نہو اور ابنار ازل مین سے ہو" کی یہ تفسیر کی کہ
اللہ کے علم مین جو پہلے سے ہے اوسکو ملاحظہ کرو اور اپنی عمر بہر اپنے علم اور اپنے عمل
کی بنا پر کلام نہ کرو۔ اور بشر حافی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی کہ "چالیس برس سے مجھے
بھونے ہوئے گوشت کی خواہش ہے مگر مجھے اوس کی پاک وصاف قیمت نہین
ملتی" یہ معنی اونہون نے بیان کئے کہ حق تعالیٰ نے مجھے اوس کے کہانیکی اجازت
نہ دی کیونکہ اگر مجھے اجازت ہوتی تو پاک وصاف قیمت بھی ملجاتی۔ اور اگر یہ معنی نہون
تو پہر وہ چالیس سال تک کہان سے کہاتے رہے۔ اور جنید رضی اللہ عنہ کے اِس
قول "مین ستر عارفون سے ملا جن مین سے سب اللہ تعالیٰ کو گمان و وہم پر پوجتے
تھے۔ یہانتک کہ بہائی ابویزید کو بہی اگر ہمارے بچون مین سے کوئی بچہ ملجاتا تو وہ اوس
کے ہاتھ پر اسلام لاتے" کا یہ مطلب بیان کیا کہ وہ لوگ کہتے تہے کہ جن مقامات پر
ہم پہونچے ہین اوس کے بعد کوئی مقام ہی نہین ہے بس یہ گمان و وہم ہے کیونکہ ہر
مقام کے اوپر ایک مقام ہے غیر نہایت تک اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ انکی معرفت
خدا مین گمان و وہم تہا۔ اور اوسکے ہاتھ پر اسلام لانے کے یہ معنی ہین کہ اوس کے مطیع

منقاد ہوجاتے کیونکہ اسلام اطاعت و انقیاد ہی ہے اور ابویزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "مینے اُس دریا مین غوطہ لگایا جس کے ساحل پر انبیا کھڑے تھے" کے یہ معنی بیان کئے کہ وہ انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام تک اپنے پہونچنے کی نسبت اپنے ضعف و عجز کی شکایت کرتے ہین۔ کیونکہ انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بحر توحید مین غوطے لگائے اور دوسری جانب فرق کے ساحل پر جا کھڑے ہوے جہان سے خلق کو غوطہ لگانے کی طرف بُلا رہے ہین۔ یعنی اگر مین کامل ہوتا تو مین بھی وہین کھڑا رہتا جہان وہ کھڑے ہین

ابن عطار اللہ کہتے ہین کہ شیخ ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے شیخ ابویزید رضی اللہ عنہ کے کلام کی جو تشریح کی ہے وہی شیخ ابویزید کے مقام کی شایان بھی تھی کیونکہ اِن کا یہ بھی قول ہے کہ جو کچھہ ولیون کو ملا ہے اُس کی نسبت اوس سے جو نبیون کو ملا ہے ویسی ہی ہے کہ ایک مشک شہد سے پُر ہو اور اُس سے کچھہ رستا ہو۔ پس جو کچھہ مشک کے اندر ہے وہ تو انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حصہ ہے اور یہ قطرات اولیار کے لئے ہین۔ اور ابویزید رضی اللہ عنہ کی نسبت مشہور ہے کہ مراسم شریعت کی تعظیم کرتے اور شریعت سے نہایت ادب کا برتاؤ کرتے تھے اِس لئے اکابر اہل استقامت کے احوال کی تاویل کرنی حق ہے نہ کہ انکار کی طرف دوڑ جانا۔

اور شیخ ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے حارث بن اسد رضی اللہ عنہ کی اس نقل کے بارہ مین کہ "جب یہ ایسے کھانے کی طرف ہاتھہ بڑہاتے جس مین شبہ ہوتا تھا تو اُنگلی کی رگ تڑپنے لگتی تھی" کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے سامنے دودہ آیا اور اونہون نے اُس کو نوش جان کیا بعدہ اپنے
قلب مین اُس کی کدورت پائی اور پوچہا کہ یہ دودہ کہان سے آیا تھا۔ تب اون
کے ایک غلام نے کہا کہ ایام جاہلیت مین مینے ایک قوم کے لئے کہانت
کی تھی اوسی کی اُجرت مجھے ملی تھی جس سے یہ دودہ خرید اگیا ہے۔ آخر ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے قے کرکے اُسکو نکالدیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت
صدیق مین کوئی اِس طرح کی تڑپنے والی رگ نہ تہی جو شبہ کا کہانا کہاتے
وقت تڑپتی حالانکہ یہ بالاتفاق حارث سے افضل تھے۔ اِس کا جواب یہ
ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بندون کو شریعت بتانے والے تھے اِس لئے
اِن کی ویسی حالت نہ رکھی گئی تاکہ ایسے لوگ بھی اِنکا اقتدا کرسکین جو نادانستگی
مین مشتبہ چیز بہی کہا لیتے ہیں اور جاننے کے بعد بہ تکلف اُس کو نکال دیتے
اور اُس پر اللہ تعالیٰ اُن کو ثواب دیتا ہے۔ اور حارث رضی اللہ عنہ اُس زمانے
مین نہ شریعت بتانے والے اور نہ مقتدیٰ تھے وہ تو صرف اپنے ہی فائدے
کے لئے عمل کرتے تھے اور معلوم ہے کہ مقتدیٰ کی شان یہ ہے کہ تعلیم کیلئے
مقام مین تنزل کرے۔

اور اِن کا قول ہے کہ قشیری رضی اللہ نے اپنے رسالہ مین فضیل بن عیاض و
ابراہیم بن ادہم کے حالات سے اِس لئے شروع کیا ہے کہ اِن دونون پر
قطعیت کا زمانہ گذرا تھا مگر جب اِنہون نے اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کیا تو
اللہ تعالیٰ نے بھی اِنپر توجہ مبذول فرمائی۔ پس اِن کے ذکر سے اسلئے شروع
کیا کہ جن مریدون سے قبل مین لغزشین اور مخالفتین وقوع مین آئی ہون اُن

کی اُمیدین بہی وسیع ہوجائین اور وہ جانین کہ اللہ کا فضل کسی عمل پر موقوف نہین ہے اور اگروہ جُنید۔ سہل بن عبداللہ عتبہ غلام اوران کے جنس کے لوگون سے جنہون نے اللہ کے طریق ہی مین نشوونما پایا تھا شروع کرتے تو ممکن تھا کہ کوئی کہنے والا کہتا کہ بہلا اِن لوگون کے رتبہ تک کون پہونچ سکتا ہے جن سے پہلے نہ لغزشین وقوع مین آئین اور نہ مخالفتین سرزد ہوئین۔

اور سمنون عاشق کے اِس قول کے متعلق ؎

مجھکو تو فقط مزا ہے تجہہ مین	جس طرح سے چاہے آزما دیکھہ

کہتے تہے کہ وہ پیشاب بند ہوجانے کے مرض مین مبتلا ہوئے اور کہنے لگے کہ اپنے چچا کو "کذاب" کہکر پکارا کرو۔ اگر سمنون "جس طرح سے چاہے آزما دیکھہ" کی جگہہ پس مجھے معاف کردے کہتے تو آزمایش چاہنے سے بہتر تھا مین کہتا ہون کہ سمنون کو اِس سبب سے آزمایش پیش آئی کہ انہون نے دعوی کی تیزی سے غفلت کی۔ پس اگر وہ یہ کہتے کہ اپنی قوت سے میری مدد فرما اور اس کے بعد جس طرح چاہے آزما تو آزمائے نہ جاتے۔ ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جب تجہہ سے پوچھا جائے کہ کیا تو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے تو کہہ کہ ہان لیکن اُسی قدر کہ اللہ تعالی نے مجہہ مین خوف پیدا کیا ہے اور ایسا ہی اس سوال کے جواب مین بہی کہ "کیا تو اللہ تعالی سے محبت رکھتا ہے" پس جو شخص یہ راستہ اختیار کرے گا اُس کو امتحان پیش نہ آئے گا کیونکہ وہ اللہ تعالی پر بہروسہ کرتا ہے نہ اپنی ذاتی قوت پر۔ اور لوگون نے کہا ہے کہ ہر مدعی کا امتحان ہوتا ہے اور یہی اوسکی

میزان سے ہے واللہ اعلم۔

اور سری رضی اللہ عنہ کے اوس قول کے متعلق جو توبہ کی حد کی نسبت ہے کہ "توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہ کو نہ بھولو" یہ کہتے ہین کہ یہ قول جنید رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اس قول سے کہ "توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہ کو بھول جاؤ" بہتر ہے اسلئے کہ سری رضی اللہ عنہ کا قول ابتدائی مقامات پر دلالت کرتا ہے اور وہ اپنے کمال کیوجہ سے بندون کے مقامات کے موافق کلام کرنے پر مکلف تھے اور جنید رضی اللہ عنہ وغیرہ اوس زمانہ مین مقتدیٰ و پیشوا نہ تھے فافہم۔

اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ "صوفی صوفی نہین ہوتا جب تک کہ اس حالت کو نہ پہونچ جاے کہ بائین جانب کا فرشتہ بیس برس تک اُس کا کوئی گناہ نہ لکھے" اس کے متعلق یہ کہتے تھے کہ اس کے یہ معنی نہین ہین کہ بیس برس تک اُس سے کوئی گناہ ہی سرزد نہو۔ اُس کے معنی صرف یہی ہیں کہ گناہ پر اصرار نہو اور جب گناہ سرزد ہو تو فوراً توبہ کرے اور آمرزش چاہے۔

جب تجھ کو محاضرۃ و شہود کے محل تک جو علل سے الگ ہے بلندی بخشی جائے تو وہی تعریف و ایمان حقیقی کا مقام اور اسرار ازل کے اُترنے کا میدان ہے اور جب تجھے مجاہدہ و مکابدہ کے محل تک اوتارا جائے تو وہی تکلیف کا مقام ہے جو علل سے مقید ہے اور وہی اسلام حق اور حقایق ابدیہ کی تجلی کا میدان ہے۔ اور محقق کو کچھ پرواہ نہین ہونی چاہیئے وہ جس صفت پر ہو۔

اللہ تعالیٰ کے قول[ع] "کہو میرا طریق تو یہ ہے کہ خدا کی طرف بُلاتا ہون مین اور

ع قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۝ پارہ ۱۳ رکوع ۶ (سورہ یوسف آیت ۱)

جو لوگ میرے پیرو ہین بصیرت پر ہین" مین کہتے تھے کہ "بصیرت" سے مراد معائنہ ہے جو ہر صنف کو اوس کا طریق دکھا کر اوس طریق پر اور نیابت پر برانگیختہ کرتا ہے۔

عارف کی دُنیا نہین ہوتی کیونکہ اوسکی دُنیا اوس کی آخرت کیلئے ہے اور اوس کی آخرت اُس کے رب کے لئے ہے۔

زاہد دُنیا مین اجنبی ہے کیونکہ اُس کا وطن آخرت ہے اور عارف آخرت مین اجنبی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور دُنیا مین اُس کے اجنبی رہنے کے معنی یہ ہین کہ حق کے ساتھ قیام مین اوس کی مدد کرنے والے تھوڑے ہین اور مقام مین اوس کے مماثل کم ہین۔ اور عارف کی غربت آخرت مین یہ ہے کہ اُسکی سیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغیر "این" یعنی ظرف کے ہے اور اعتبار اوس محل کا ہے جس مین قلب ہو نہ اوس کا جس مین جسم ہو۔ اور عارف کا قلب آخرت مین رہتا ہے جیسا کہ زاہد کا دُنیا مین رہتا ہے۔ اور آخرت تو اوس کی روح کا نشیمن ہے اور اگر یہ نہوتا تو دُنیا کے بارہ مین اُسکا زُہد کیونکر صحیح ہوتا

عوام جب ڈرائے جاتے ہین تو ڈرتے ہین اور خوش کئے جاتے ہین تو خوش ہوتے ہین اور خواص جب ڈرائے جاتے ہین تو خوش ہوتے ہین اور جب خوش کئے جاتے ہین تو ڈرتے ہین۔

انسان نہونے کے بعد موجود ہوا اور ہو جانے کے بعد عنقریب فنا ہوگا۔ پس اوس کے دونون طرف عدم ہے۔ اس لئے یہ عدم ہے۔ ابن عطاء اللہ

نے کہا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وجودِ مطلق کا رتبہ کائنات کے لئے ثابت نہین ہوتا کیونکہ وجودِ حق تو صرف اللہ ہی کا ہے اور احدیت اوسی کے لئے ہے اب رہا عالم تو اوسکا وجود اوس کے عدم سے ہے اور جو ایسا ہو اوسکا وصف فی نفسہ عدم ہے۔

انکا اور انکے پیر ابو الحسن رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ فقیرانہ لباس و دلق پہننے سے اعراض کرتے تھے کیونکہ لباس بآواز بلند کہتا ہے کہ مین فقیر ہون مجھے کچھ دلواؤ اور فقیر کا افشا رراز کرتا ہے اس لئے جس شخص نے یہ وردی پہنی اوس نے ادعا کیا مین کہتا ہون کہ شیخ کا مطلب یہ نہ تھا کہ فقیرون کے خاص لباس پہننے کو وہ معیوب جانتے تھے اونکا مقصود صرف یہ تھا کہ ہر شخص کے لئے جس کو اس فرقہ کی نعمتون سے حصہ ملے فقیرون کا لباس پہننا لازمی نہین ہے۔ پس نہ موٹے جھوٹے پہننے والے پر کوئی الزام ہے اور نہ نرم و نازک پہننے والے پر اگر وہ احسان والون مین سے ہو کیونکہ اعمال تو نیتون سے وابستہ ہین۔

اور شیخ ابو العباس کا قول ہے کہ لفظ صوفی کے اشتقاق مین لوگون نے اختلاف کیا ہے اور سب سے عمدہ یہ قول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فعل کی طرف منسوب ہے جو اوس کے ساتھ ہے یعنی صافاہ اللہ تعالیٰ فصوفی (اللہ تعالیٰ نے اوسے دوست رکھا۔ پس وہ دوست رکھا گیا) بس اس سبب سے لوگون نے انکا نام صوفی رکھدیا۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول " اے بنی اسرائیل مین تم سے سچ کہتا

ہون کہ جو شخص دو بارہ پیدا نہین ہوا ہے وہ آسمان وزمین کی بادشاہت مین داخل نہوگا" پر وہ کہا کرتے تھے کہ مین واللہ اُن لوگون مین سے ہون جو دو مرتبہ پیدا ہوئے ہین ولادت اولی تو طبیعت کی پیدایش سے ہے اور ولادت ثانیہ روح کی پیدایش سے ہے معارف کے آسمان مین

ولی اللہ تعالیٰ تک ہرگز نہین پہونچتا جب تک کہ اوس سے اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کی خواہش دور نہ ہوجائے یعنی ادب کی راہ سے نہ کہ گھبرا کر۔ کیونکہ اُسکے قلب پر تفویض غالب رہنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے آدمی کے تین جزء بنائے ہین ایک جزء زبان ہے ایک جوارح اور ایک قلب۔ اور ہر جزء سے وفا کا طالب ہوا۔ پس قلب کی وفا یہ ہے کہ فریب۔ مکر۔ دہوکے اور حسد مین مشغول نہو۔

زبان کی وفا یہ ہے کہ غیبت نہ کرے۔ جھوٹ نہ بولے اور لاطائل باتین نہ کرے اور جوارح کی وفا یہ ہے کہ کبھی معصیت کی طرف نہ دوڑین اور نہ کسی مسلمان کو ستائین۔ پس جس نے قلب سے دغا کی وہ منافق ہے۔ اور جس نے زبان سے وہ کافر ہے اور جس نے جوارح سے وہ گنہگار ہے۔

جس شخص نے تیلی سے تیل لیا اور اوس سے بتی کے لئے ایک دھاگا بھی زیادہ لیا تو اوس کا دین اوس دہاگے سے بھی باریک و کمزور ہے اور جسنے کوئلے بیچنے والے سے کوئلہ خریدا اور خرید لینے کے بعد اوس سے کہا کہ ایک کوئلہ اور ڈالدے اوسکا دل اوس کوئلے سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پاس نہین جاسکتے ہین مگر دو دروازون سے ایک تو فنا اکبر

کے دروازہ سے جو موت طبعی ہے اور دوسرے اُس فنا کے دروازہ سے
جس کو یہ گروہ برداشت کرتا ہے۔
کائنات چار قسموں پر منقسم ہے۔ ایک تو جسم کثیف اور یہ بغیر آمیزش کے
جماد ہے۔ دوسرے جسم لطیف اور یہ بغیر آمیزش کے جن ہے۔ تیسرے
شفاف روح اور یہ بغیر آمیزش کے فرشتہ ہے۔ اور چوتھی روح کی سترغریب
اور مسجودلہ کے یہی معنی ہین۔ پس آدمی کی ظاہری صورت تو جماد ہے۔ اور
نفس کے وجود اور اوس کے خالی ہونے اور متشکل ہونے کے اعتبار سے
جن ہے۔ اور اپنی روح کے سبب سے فرشتہ ہے اور سترغریب عطا ہونے کے
سبب سے اسکا مستحق ہے کہ خلیفہ و نائب بنے۔
اُسپر تعجب نہین ہے جو آدمی میل مین چالیس برس تک سرگردان رہا
تعجب تو اوس سے ہے جو بالشت بھر جگہ مین ساٹھ ستر اور انشی برس
تک سرگردان رہتا ہے یہ بالشت بھر جگہ پیٹ ہے۔
اولیا کے لئے انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کے مقامات کے نزدیک پہونچنا
ممکن ہے لیکن اونکے مقامات پر محیط و حاوی ہوجانا ممکن نہین ہے اور
انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام اولیا کے مقامات پر حاوی ہوتے ہین۔
اللہ تعالیٰ کے سب اسماء ویسے ہی صفات پیدا کرنے کے لئے آئے
ہین مگر اللہ کا اسم کہ یہ صرف لگاو پیدا کرنے کیلئے ہے۔ کیونکہ اس کا مضمون
آلہیت (معبود ہونا) ہے اور آلہیت کی صفت ہرگز پیدا نہین کیجاتی۔
آسمان ہمارے نزدیک بمنزلہ چھت کے ہے اور زمین بمنزلہ گھر کے اور

ہمارے نزدیک وہ مرد نہین ہے جس کو یہ گھر گھیرے رہے۔

ہم دُنیا مین اپنے جسمون کے ساتھ ہین اور یہان ہماری روحین بھی موجود ہین۔ اور عنقریب ہم آخرت مین ہون گے اور وہان ہمارے جسم بھی موجود ہون گے۔ (مین کہتا ہون کہ) اِس مین اون لوگون کے قول کی تردید ہے جو کہتے ہین کہ لوگ جنت مین اپنی روحون کے ساتھ رہین گے نہ اجسام کے ساتھ۔ اور ناقص کشف والون کی ایک جماعت اِسی رائے پر ہے۔ اور اُنکی غلطی کا سبب یہ ہے کہ اُنکو شہود ہوتا ہے کہ اہلِ جنت جس صورت مین چاہین آ سکتے ہین اور یہ شان ارواح کی ہے نہ اجسام کی۔ مگر اِن کو اسکا خیال نہ آیا کہ وہان اجسام ارواح مین پیچیدہ ہین معدوم نہین ہین جیسا کہ دارِ دُنیا مین روحین اجسام مین پیچیدہ ہین واللہ اعلم۔

اور شیخ ابو العباس کہتے ہین کہ مومن اور فاجر کے گناہ مین تین وجہون سے فرق ہے۔ مومن ارتکاب سے پہلے اُسکا قصد نہین کرتا۔ کرتے وقت اوس سے خوش نہین ہوتا۔ اور اُسپر اصرار نہین کرتا۔ اور فاجر کا یہ حال نہین ہے۔

یہ اپنے اصحاب کو اسمِ اللہ کے ذکر کی تاکید کرتے اور کہتے تھے کہ یہ اسم سلطان الاسماء ہے اور اس کی بساط اور ثمرہ ہے۔ اِسکی بساط علم ہے۔ اور اسکا ثمرہ نور ہے۔ اور اگر نور حاصل ہو جائے تو کشف و عیان کا وقوع ہوتا ہے۔

فتوت آب و نمک سے نہین ہے فتوت تو ایمان و ہدایت سے ہے۔

اور ابراہیم خلیل علیہ السلام فتی (صاحب فتوت) صرف اِسی لئے کہلائے کہ

انہوں نے حسی بتوں کو جو اُنکے ہاتھ لگے توڑا تھا اور اے بیٹے تمہارے لئے پانچ معنوی بت ہیں اگر تم نے اِن کو توڑا تو تم بھی فتی ہو۔ اور وہ پانچ بت یہ ہین۔ نفس۔ ہوا۔ شیطان۔ شہوت۔ اور دنیا۔ اور سمجھو کہ اسی مقام پر "لا سیف الا ذوالفقار اور لا فتی الا علی" ہے کامل وہ ہے جو اپنے حال کا مالک ہو اور اُس کو علم پر دسترس ہو۔ جیسا کہ ایسے ایک شخص سے کسی نے پوچھا کہ کل سماع مین آپ نے جنبش نہ کی۔ انہوں نے کہا کہ اُس مجمع مین ایک بڑے شخص تھے مین نے اُن کا لحاظ و خیال کیا۔ اور اگر مین تنہائی مین اکیلا ہوتا تو مین اپنے وجد کی لگام ڈھیلی کر دیتا اور حال لاتا پس دیکھو کہ کیونکر اِن کے حال کی عنان اِن کے ہاتھ مین تھی کہ جب چاہا روک لی اور جب چاہا چھوڑ دی۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی معرفت سے دل وسیع ہو جاتا ہے تو واردات اُس مین غرق ہو جاتے ہین۔ اسی لئے اکابر کے احوال مقامات والون کو نہین معلوم ہوتے اور احوال والے مشہور ہو جاتے ہین۔ کیونکہ جب اپنے ضعف کی وجہ سے اور اپنی وسعت کی تنگی سے چھپا نہین سکتے تو مواہب کے آثار اِن سے ظاہر و عیان ہوتے ہین۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باعتبار صاحب مقام کے صاحب حال کو اللہ کے پاس اور اُس کی طرف متوجہ ہونے کے ذریعہ سے خلق کے پاس بھی زیادہ حصہ ملتا ہے حالانکہ صاحب مقام سے اور اِس سے آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہے۔ اور اسی لئے ابن عطاء اللہ نے لکھا ہے کہ مرد جس قدر علوم الٰہیہ و معارف ربانیہ مین صاحب تمکین ہوگا اسی قدر اِس عالم مین اجنبی

سمجھا جائیگا کیونکہ اُس کے پہچاننے والے قلیل اور اوسکو پورے طور سے جانکر اُسکا وصف بیان کرنے والے مفقود ہوتے ہین۔

جو سو ادب تمہارے لئے ادب کا ستم ہو وہ ادب ہے۔

جنید رضی اللہ عنہ علم مین قطب تھے۔ سہل تستری رضی اللہ عنہ مقام مین قطب تھے۔ اور ابو یزید رضی اللہ عنہ حال مین قطب تھے۔

لطف ایک حجاب ہے لطیف کی طرف سے جب بندہ اُسکے ساتھ ٹھہر جائے۔ اور حق اسکو دوست نہین رکھتا کہ اُسکا بندہ اوس کے غیر سے مانوس ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی تھی کہ کیا اچھا بندہ بلخ ہے اگر وہ نسیم صبح سے مانوس نہوتا اور اگر وہ مجھے پہچانتا تو میری غیر سے اوسکو آرام نہ ملتا۔

ابو عبدالرحمن سلمی کے قول "عاقلون کی عقلین حیرت تک پہونچکر رہ گئین" کے متعلق یہ کہتے تھے کہ اسکے معنیٰ یہ نہین کہ حیرت تو صرف مومنون کے پاس ہے اور جو محقق ہین اون کو اُن چیزون مین حیرت نہین ہے جن مین مومنون کو حیرت ہے۔

تھوڑا سا عمل اللہ تعالیٰ کی منت کے شہود کے ساتھ اُس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو تقصیر نفس کے شہود کے ساتھ ہو۔

یہ اپنے پیر کا یہ مقولہ بیان کرتے تھے کہ زاہد و عابد اِس دارِ دُنیا سے جاتے ہین اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بند ہی رہتے ہین۔ اور یہ مقولہ کہ جو شخص اِن علوم مین داخل نہ ہوا وہ کبائر پر اصرار کی حالت مین مرا اور خبر نہوا۔

اور یہ مقولہ کہ جس جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے ہمکو منع فرمایا ہے وہ آدم علیہ السلام کے "شجرہ" کے معنی مین ہے۔ لیکن ہم مین اور ان مین فرق یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب شجرہ مین سے کہا یا تو ارض خلافت کی طرف اُترکر آئے اور تم جب منع کئے ہوئے شجرہ کو کہاؤگے تو ارض قطیعت کی طرف اُتارے جاؤگے اس لئے دیکھو بچو!

شیخ ابو العباس کہتے ہین کہ اولیا مین سے ایک بزرگ جو موٹے تازہ آدمی تھے ملک مغرب مین لوگون کے سامنے وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص سر برہنہ جسکا سر بڑا تھا وہان آیا اور اُس نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص دُنیا کی نسبت زہد کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر جھوٹا ہے۔ واعظ کو کشف کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا۔ تو انہون نے منبر پر سے کہا کہ اے چھوٹے سر والے مجھے اوسکی محبت ہی نے تمہاری باتین سنائین۔

یہ اپنے اصحاب کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ جب تم کسی شخص کے یہان کہانا کہاؤ تو پانی بھی اُسکا پیو کہ تم کو پورا ثواب حاصل ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے پانی رہنے کی صورت مین مومن کو ایک مرتبہ پانی پلایا اُس نے گویا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد مین سے ستر آدمی کو آزاد کیا۔

اور ان کا قول ہے کہ فقیر کو نہ چاہیئے کہ کسی شخص سے کوئی چیز اپنے نفس کے فائدہ کے لئے لے فقیر صرف اسی لئے لے کہ دینے والے کو ثواب پہونچائے اور اُسکا بدلہ اوسے دے۔ اسلئے جسکا نفس ایسا پاک و مقدس ہو

وہ تو قبول کرے اور نہین تو نہین۔

انہون نے اپنے بعض اصحاب سے پوچھا کہ تم نے میری مجلس مین آنا کیون موقوف کیا۔ اُنہون نے کہا کہ یا حضرت اب مین آپ سے مستغنی ہو گیا۔ شیخ نے کہا کہ کوئی شخص کسی کے ذریعے سے حضرت ابو بکر کے برابر مستغنی نہ ہوا۔ مگر اسپر بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن کے لئے بھی الگ نہوئے

جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ بے چین ہوئی تو پہاڑون سے اُسے دبایا۔ یہی حال نفس کا بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا تو یہ بیقرار ہوا اسلئے اسکو عقل کے پہاڑون سے دبایا۔

جتنے موجودات ہین سب بندے ہوئے غلام ہین اور تم اوس کی بارگاہ کے غلام ہو۔

اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ جب تم مکہ پہونچو تو لازم ہے کہ تمہارا مقصود صاحب خانہ ہو نہ خانہ۔ اور اون لوگون مین سے نہونا جو بتون اور مورتون کو پوجتے ہین۔

جس نے اللہ کو پہچانا وہ اوس کے پاس آرام نہین لیتا۔ کیونکہ اللہ کے پاس آرام لینے مین ایک طرح کا امن ہے "اور اللہ کے مکر سے امن مین نہین ہین مگر گھاٹا اُٹھانے والے"

ولی جب اپنی فنا کی حالت مین رہتا ہے تو ضرور ہے کہ اوس کے ساتھ

ع۵ ولا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون ہ

لطیفہ علمیہ باقی رہے کہ اوسی پر تکلیف مترتب ہو اور اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک
آدمی تاریک گھر میں رہے کہ اپنے وجود کا اُس کو علم ہے گو اُسکو مشاہدہ نہین کرتا

یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ مین نہ بیٹھا جب تک کہ مین نے کل کرامات کو
اپنے سجادہ کے نیچے نہ کر لیا۔

ابن عطاء اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے شیخ ابو العباس کے
سامنے محاسبی کی کتاب الرعایہ پڑہی تو اونہون نے کہا کہ جو کچھ اس کتاب
مین ہے اوسکی جگہہ مین دو جملے بس کرتے ہین اللہ کی عبادت کرو بشرط
علم کے اور اپنے نفس سے کبھی راضی نہو اور پھر مجھے اس کتاب کے پڑہنے
کی اجازت نہ دی۔

اور شیخ ابو العباس کا مقولہ ہے کہ جو ظالم سے ملنے کا مشتاق ہو وہ ظالم ہی۔

جس قبض کا سبب معلوم نہو وہ نہین لاحق ہوتا مگر اہل تخصیص کو۔

اگر شیطان کو معلوم ہوتا کہ کوئی راہ اللہ تک پہونچانے والی شکر سے بھی
افضل ہے تو وہ اوسی پر جا کر کھڑا ہو جاتا۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ کیونکر اوس نے
کہا ہے کہ ع لعدہ مین اون کے پاس آؤن گا اون کے آگے سے اور اُن کے
پیچھے سے اور اون کے داہنے سے اور اون کے بائین سے اور تو اون
مین سے اکثر کو شکر کرنے والا نہین پاتا، اور شکر کرنے والے کی جگہہ اوسنے
صبر کرنیوالا ڈرنیوالا اور رجوع کرنیوالا نہ کہا۔

ع ۵ ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن
شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین ۵

ابو بکرؓ و عمرؓ خلفاء رسالت سے تھے اور عثمانؓ و علیؓ خلفاء نبوت سے تھے۔

عوام الناس اگر ایسے آدمی کو جو جنگلوں اور صحراؤں سے آیا ہو ولایت کی طرف منسوب ہوتے دیکھتے ہین تو تعظیم و تکریم کے ساتھ اوس کی طرف جھکتے ہین حالانکہ اون کی پیٹھ سے لگے ہوئے بہت سے اولیاء و ابدال ہوتے ہین مگر اون کی طرف مطلق خیال نہین کرتے۔ اور طرہ یہ ہے کہ یہی لوگ اُنکا بار اُٹھاتے اور اغیار کو اِن کے پاس سے ہٹاتے ہین۔ اس لئے اول الذکر کی مثال جنگلی گدہون (گورخردن) کی سے ہے کہ شہر مین آتا ہے تو لوگ اوسکے ساتھ ساتھ پھرتے اور اوسکے چمڑے کی دہاریون اور صورت کی خوبیون سے تعجب کرتے ہین اور جو گدہے کہ اونکے پاس رہتے اونکے بوجھے منزل مقصود تک پہونچاتے اون کی مٹی ڈہوتے اور اون کی عمارتون کے اسباب لاد کر لاتے ہین اون کی طرف التفات بھی نہین کرتے۔

اس فرقہ کے سبب سے ہلاک ہونے والون کی تعداد اِن کے سبب سے نجات پانے والون سے زیادہ ہے۔

(۳۱۲) سیدی یاقوت عرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معارف مین امام، عابد زاہد اور شیخ ابو العباس سے تعلیم پانے والون مین سب سے بزرگ تھے۔ جس دن یہ ملک حبشہ مین پیدا ہوئے تھے اوسی دن ابو العباس رضی اللہ عنہ نے اِن کی خبر دی تھی۔ اور اسکندریہ میں گرمیوں کے

موسم مین اِن کے پیدا ہونے کی خوشی مین عصیدہ یعنی حلوہ پکوایا تھا۔ اسپر اِن سے کہا گیا کہ عصیدہ جاڑون ہی مین پکتا ہے۔ تو اونھون نے کہا کہ یہ عصیدہ تمہارے بھائی یاقوت کا ہے جو ملک حبشہ مین پیدا ہوا ہے اور عنقریب تمہارے پاس آئیگا۔ چنانچہ جیسا اونھون نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ اور یہی وہ بزرگ ہین جنھون نے شیخ شمس الدین ابن اللبّان کی سفارش کی تھی جب انھون نے حضرت احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا انکار کیا اور اِن کا علم و حال سلب ہوگیا تھا۔ حالانکہ پہلے وہ سب ولیون کا وسیلہ ڈھونڈ چکے تھے اور حضرت احمد نے اون کی سفارش قبول نہ کی تھی۔ بالآخرہ یہ اسکندریہ سے حضرت احمد کے مزار پر حاضر ہوئے اور اون سے درخواست کی کہ اُس بیچارہ کا دل خوش کرین اور اوسکا حال اوسکو واپس کردین چنانچہ اونھون نے مان لیا۔ بعدہٗ حضرت یاقوت نے ابن اللبّان کو اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور ابن اللبان نے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے میری بی بی کی پائنتی مین دفن کرنا۔ کیونکہ اُن کے والد شیخ یاقوت کی تعظیم ملحوظ تھی۔ اِن کو عرشی اس سبب سے کہتے تھے کہ انکا قلب ہمیشہ عرش کے نیچے رہتا تھا اور زمین مین صرف اِن کا جسد تھا۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اِس نام کی وجہ یہ تھی کہ یہ حاملانِ عرش کی اذانین سنتے تھے۔ یہ سفارشین بہت کرتے تھے۔ غایت یہ ہے کہ جانورون کی سفارش سے بھی اغماض نہ کرتے تھے۔ ایکمرتبہ ایک کبوتر اِن کے مونڈھے پر آکر بیٹھ گیا اوس وقت یہ فقراء کے حلقہ مین بیٹھے ہوئے تھے۔ اور سرگوشی کے طور پر اوس نے کچھ اِن کے کان مین کہا۔ اونھون نے کہا کہ بسم اللہ مین ایک

فقیر کو تیرے ساتھ بھیجتا ہون۔ مگر کبوتر نے کہا کہ میرا کام تو آپ ہی سے نکلے گا آخر یہ اپنی خچری پر سوار ہو کے اسکندریہ سے مصر کہنہ کو آئے۔ اور جامع عمرو کے اندر جا کر کہنے لگے کہ مین فلان موذن سے ملنا چاہتا ہون۔ لوگون نے اُسے بلُوایا۔ اور جب وہ آیا تو اوس سے کہا کہ اِس کبوتر نے اسکندریہ جا کر مجھہ سے بیان کیا کہ جب جب یہ منارہ مین بچے نکالتا ہے تم اون کو حلال کر ڈالتے ہو۔ اوس نے کہا کہ اس نے سچ کہا مین نے کئی مرتبہ اِس کے بچے حلال کئے ہین۔ انہون نے کہا کہ اب ایسا نہ کرنا۔ موذن نے کہا کہ مین نے خدا سے توبہ کی۔ اِس کے بعد شیخ اسکندریہ لوٹ آئے۔ اِن کے مناقب بہت ہین اور فرقہ شاذلیہ مین جو مصر وغیرہ مین ہین مشہور ہین۔ ۷۰۰ھ سات سو سات ہجری مین اسکندریہ سے جنات عدن کی راہ لی۔

(۱۳۳) شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری رضی اللہ عنہ

زاہد ذکر کرنے والے بڑے رتبہ والے اور شیخ یاقوت رضی اللہ عنہ سے تعلیم پائے ہوئے تھے اور پہلے ابو العباس عرشی رضی اللہ عنہ سے تعلیم پائی تھی لوگون کو اپنے اشارات سے نفع پہونچاتے تھے۔ دلون مین اِن کے کلام کی حلاوت و جلالت محسوس ہوتی تھی ۷۰۷ھ سات سو سات ہجری مین راہی آخرت ہوئے اور قرافہ مین اِن کی قبر ہے جسکی لوگ زیارت کرتے ہین۔ انکی تالیفات مین سے کتاب التنویر فی اسقاط التدبیر اور کتاب الحکم اور لطائف المنن وغیرہ ہین

(۱۴۔۳) میرے جد پنجم شیخ موسیٰ جنکی کنیت ابو عمران تھی رحمہ اللہ

دیار بہنسا واقع سعید مصر زیرین مین رہتے اور شیخ ابو مدین تلمسانی شیخ المغرب کے بزرگ ترین اصحاب مین سے تھے اور سلطان مولاے ابو عبداللہ زغلی (بضم زا ر معجمہ و سکون غین معجمہ عرب مغرب کے ایک قبیلہ کی طرف جو بنو زغلہ کہلاتا ہے منسوب ہے) کی اولاد مین سے تھے جو تلمسان اور اوس کے مضافات کا بادشاہ تھا۔ شیخ موسیٰ نے جب ہوش سنبھالا تو ملک دُنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا طریق اختیار کیا۔ جس سے اون کے والد پریشان خاطر ہوئے۔ مگر جب وہ مغلوب الحال ہوئے تو باپ نے مطلق العنان کر دیا۔ اور شیخ موسیٰ شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہون نے ان سے پوچھا کہ تمہارا نسب کس سے ملتا ہے انہون نے کہا کہ سلطان مولای ابو عبداللہ سے پھر پوچھا کہ تمہارا نسب کہان تک پہونچتا ہے۔ انہون نے کہا کہ سید محمد بن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک۔ شیخ نے کہا کہ طریقۂ فقر اور بادشاہت و سیادت جمع نہین ہوتی

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی	کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

انہون نے کہا کہ یا سیدی مین آپ کو گواہ رکھتا ہون کہ مین نے آپ کے سوا اور ون کی نسبت سے دست برداری کی۔ تب اونہون نے اِن کی بیعت لی۔ اِن سے بہت سی کرامتین ظاہر ہوئین۔ بہائم اور دوسرے حیوانات نے اِن سے باتین کین اور شیران سے ڈرتے تھے۔ اور جب ابو مدین رضی اللہ عنہ نے اپنے متعدد

اصحاب کو مصر کی طرف بہیجا تو اُن مین ان کو بہی ۔ روانہ کیا اور ان سے کہا کہ مصر پہنچکر
تم بتلانہ ہو کو پہلے جانا جو صعید زیرین مین واقع ہے وہین تمہاری قبر ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان کی اولاد اطراف و جوانب مین پہیل گئی۔ ایک جماعت
تو منشیۃ الامراء مین آئی اور ایک جماعت بلبنسورہ مین۔ اور کچہہ لوگ علاقہ اجراج
کو چلے گئے۔ ان کو جب کوئی مرید پکارتا تہا تو ایک سال بلکہ زیادہ کی مسافت
سے اوسکو جواب دیتے تہے۔ اور اپنے اصحاب کو انہون نے میرے جد ادنیٰ
شیخ علی رضی اللہ عنہ کی جن کے مناقب کا ذکر نوین صدی کے لوگون مین آئیگا
خبر دی تہی۔ ۷۰۰ھ سات سو سات ہجری مین جیسا کہ لوگون کا بیان ہے طور آخرت
کو سدہارے۔

(۳۱۵) عارف باللہ تعالیٰ سیدی محمد وفا رضی اللہ عنہ۔

اکابر عارفین مین سے تہے۔ اور ان کے فرزند علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی تہی
کہ یہ خاتم الاولیا صاحب رتبہ علیہ تھے۔ یہ اُمی تہے اور اس فرقہ کے علوم مین
عجیب و غریب زبان پائی تہی اور ان کی بہت سی تالیفات ہین جو بچپن یا دس
برس کی عمر مین لکہوائی تہین اور کہولت کے زمانہ کا کیا پوچہنا ہے۔
ان کی نظمون اور نثرون مین ان کی خاص رموز ہین جو ہمارے وقت تک
طلسم سربستہ ہین اور جہانتک ہمکو معلوم ہے کسی نے اوس کو توڑکر اون کے
معنی کے خزانہ پر دسترس حاصل نہ کیا۔ جب ان کی وفات کا زمانہ قریب

پہونچا تو اونہون نے اپنا پٹکا ابن زاری صاحب موشحات کو عنایت کیا اور کہا کہ اس کو تم اپنے پاس امانت رکھو میرے بیٹے علی کو دیدینا چنانچہ جب تک یہ پٹکا اِن کے پاس رہا انہون نے بہت ہی عمدہ عمدہ موشحات تصنیف کئے۔ اور جب علی رضی اللہ عنہ بڑے ہوئے تو اون کو دیدیا اور جب سے موشحات کا لکھنا بند ہوا گویا کبھی اونہون نے لکھا ہی نہ تھا۔ جیسا کہ خود انہون نے اپنی نسبت بیان کیا ہے۔

انکا نام وفا اس سبب سے ہوا کہ دریاے نیل کا پانی اپنی حالت پر رہا یعنی پورے ہونے (وفا) کے زمانہ تک نہ بڑھا۔ اِس سبب سے اہل مصر نے وہان سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ اُس وقت یہ دریا پر آے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اوپر آ۔ چنانچہ اوسیدن سترہ ہاتھ چڑھ گیا اور پورا ہوگیا۔ پس لوگون نے اِن کا نام وفا (پورا ہوا) رکھدیا۔ اِن کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ باوجود اِسکے کہ عالی مقام تھے جب لوگون نے اِن سے درخواست کی کہ اپنے والد کے قصیدہ تائیہ کو کچھ بیان کرین تو انہون نے کہا کہ مین اوسکا مطلب نہین سمجھتا اِس لئے کہ ہم جیسے کے لئے اوسکی زبان اعجمی ہے[ع۵]۔

اِن کے اقوال مین سے ہے کہ حق نے مجھ سے کہا کہ اے مخصوص تیری ہر چیز کے نزدیک ایک مقدار ہے اور میرے نزدیک تیری کوئی مقدار نہین ہے کیونکہ مجھ مین تیرے غیر کی گنجایش نہین ہے اور تجھ جیسی کوئی چیز نہین ہے تو میرا

ع۵ مولف نے اس مقام پر شیخ محمد وفا کی کتاب فصول الحقائق کی عبارت جو چند مین ہے نقل کی ہے جسکا ترجمہ باوجود سخت دقت کے نہایت غیر دلچسپ ہوتا اسلئے ترک کیا گیا۔ مترجم

عین حقیقت ہے اور ہر چیز تیری مجاز ہے اور مین حقیقت مین موجود ہون مجاز مین
معدوم ہون۔ اے میرے عین مطلع تو میری مصنوعات کی حدِ جامع و
مانع ہے۔ تیری ہی طرف ہر امر رجوع کرتا ہے اور میری طرف تیرا مرجع ہے
کیونکہ تو ہر شئے کا منتہی ہے۔ اور تو کسی شئے تک منتہی نہین ہوتا۔ مین نے
تیرے لئے ساتون زمینون کو سات والون اور گٹھیون مین پیچیدہ کردیا ہے۔
جو کہ فعل مین مختلف قسم کے نباتات کے انواع مین ظاہر ہوتے ہین۔ پس
جب تو اون کو پہیلانا چاہتا ہے تو اون مین آسمان کے جواہر داخل کرتا ہے
اور وہ حرکت مین آتے اور پیدا ہوتے اور ہر ایک عمدہ جوڑے سے اُگتے ہین
بیشک جس نے ان کو زندہ کیا وہ ضرور مردون کا زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر
چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ پس جب اُسکی خلقت کامل ہوجاتی اور وہ موجود و
آراستہ ہوجاتا ہے تو اقدام کے قدمون سے بحکم استقصا تیری مسجد اقصیٰ کی
طرف دوڑتا ہے۔ اور تیرے حواس کلیہ وجزیہ کے ارباب کیلئے سجدہ عبودیت
مین گرپڑتا ہے۔ تقدیس کی زبانون سے تیری تسبیح کرتا۔ اور تنزیہ کے منہ سے
تیری تقدیس کرتا۔ اور جس طرح مخلوق خلاق کی تعظیم کرتا ہے ویسی تیری تعظیم
کرتا ہے۔ پس اسکے املاک تسبیح وثنا اور اُسکے افلاک قیام وسجدہ کرتے ہین
اور تو اپنی سلطنت کی مجلس مین بیٹھا ہوا اپنے ناطقۂ انسان کے عرش پر مستوی
ہے۔ بیشک احسان کی زبان سے تو موجودات کے محضر مین یہ آیت تلاوت
کی ہے ع‌۵ اور دب گئین آوازین رحمٰن کے لئے پس کہسر پہسر کے سوا تم کچھ نہین

ع‌۵ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا ۵

سنتے اور اِس کو انہون نے اِس قدر طول دیا ہے کہ عقل مین اون کی گنجایش نہین ہے جسکا جی چاہے اصل کی طرف رجوع کرے۔ اِن کی تالیفات مین سے کتاب العروس کتاب الشعائر بڑا سا دیوان اور بہت سی کتابین ہین۔ اور ہم نے اِن کے مناقب ایک مستقل کتاب مین بیان کئے ہین۔

(۱۱۶) استاذ سیدی علی فرزند سید محمد وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

حد درجہ کے خوش رو و صاحب جمال تھے۔ مصر مین اون سے زیادہ خوبصورت وجامہ زیب دیکھا نہ گیا۔ اِن کی نظم زبان زد ہے و اور اپنے دلچسپ موشحات مین انہون نے اہلِ طریقت کے اسرار عمدہ سانچہ مین ڈہالے ہین۔

اور ان کی متعدد عمدہ تالیفات ہین۔ اور اِن کو فرق و تفصیل کی ایسی زبان عطا ہوئی تھی جو جمع پر فایق تہی اور اولیا مین ایسے تہوڑے ہین جنکو یہ بات عطا ہوئی ہو اور ادب مین اِنکا کلام ملبند پایہ اور نفیس نصیحتین اور کارآمد وصیتین کئی جلدون مین ہین جن کو انہون نے تین دنون مین لکھوایا تھا۔ اسلئے مینے چاہا کہ ان اوراق مین اُنکا خلاصہ اِس طور پر درج کرون کہ جو باتین کہ غیر اہل کشف کے لئے گہری ہین اون کو چہوڑ کر صاف اور واضح امور کو لے لون۔ کیونکہ یہ کتاب اہل و نااہل سب کے ہاتہون مین پہونچے گی۔ پس مین اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہون۔

انکا قول ہے کہ میری ولادت شب یکشنبہ گیارہوین محرم ۷۶۱ھ سات سو اکسٹھ

ہجری مین واقع ہوئی جیسا کہ مین نے اِن کے ہاتھ کے نوشتہ مین دیکھا ہے اور ۸۰۸ھ آٹھ سو ایک مین جیسا کہ کہا گیا ہے انکی وفات ہے۔
اللہ تعالیٰ کے قول وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اے صاحب حق! اپنی شان کے ظاہر کرنے مین ایسا اہتمام نہ کر جو خلق سے مدد چاہنے کا باعث ہو۔ کیونکہ اگر تو نورِ حق پر ہے تو وہ اللہ کے ذریعہ سے ظاہر ہو کر رہے گا اور اللہ کا دوست ہونا اور اللہ کا معاون ہونا بس کرتا ہے۔ اور اگر تم ظلمت باطل پر ہو تو اُس کے ظاہر کرنے اور پھیلانے کے اسباب نہ ڈھونڈو کیونکہ تم اوس سے تمتع نہین حاصل کرنے کے۔ اور اگر تمتع بہی حاصل کروگے تو بہت ہی کم۔ اور اسکے بعد اللہ کا زور (سب سے) زیادہ قوی اور اسکی سزا (سب سے) زیادہ سخت ہے تو جو دین حق کی راہ دکھائی گیا وہ اسکا زیادہ حق کہتا ہے کہ انکے حکم کی پیروی کیجائے تو جب ہم فران پڑھچکا کرین تو اگر پڑھانے کی پیروی کرو اور شب معراج کی حدیث کے انہون نے یہ معنی بیان کئے ہین کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ ''مین آدم سے ملا''، یعنی مین حقیقت آدم کی صورت مین آیا اور اون کے ناطقہ کے ذریعہ سے ناطق ہوا۔ اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شب کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کی نسبت فرمایا ہے سب کی نسبت انہون نے یہی کہا اور یہ تصریح کی ہے کہ آپ سب کے حقایق کی صورتون اور سب کے ناطقون مین ظاہر ہوئے اور اُن پر جو بڑہایا وہ بڑہایا اور ہم اون سے رقایق کے وارث ہین۔

عہ۔ اور اللہ تو اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا گو کافرون کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔ پارہ ۲۸ رکوع ۹۔ سورۂ صف ۱۲

رسولون مین سے سات اولوالعزم ہین اور وہ آدم نوح - ابراہیم - موسیٰ داؤد - سلیمان اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین - اور اس سے کے ستر مین طویل تقریر کی ہے -

خاتم الانبیار کا زمانہ اونکے زمانہ کے ولیون کی تعداد کے مطابق ہوگا اور ان ولیون کی تعداد کُل زمانون کے ولیون کی تعداد کے مساوی ہے - لیکن اونکا ظہور خاتم الانبیا کے ساتھ ویسا ہی تھا جیسے ستارون کا آفتاب کے ساتھ ہے -

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اسلئے قابل نسخ نہین ہے کہ اس مین وہ سب باتین آئی ہین جو اونکے متقدمین مین تھین اور اونکے علاوہ مخصوص زیادتیان بھی ہین - اور ان کی شریعت فلک ہشتم ستارون والے فلک کرسی سے اتری ہے اور یہ فلک ثابت ہے - اِسی لئے اور انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتین قابل نسخ تھین اور ان کی قابل نسخ نہین ہے - اور اس مین انہون نے کلام کو طول دیا ہے -

کسی شخص کے لئے درست نہین ہے کہ نماز شروع کرتے وقت "وما انا من المشرکین" (مین مشرکون مین سے نہین ہون) کہے مگر اُس صورت مین کہ اوس کے غیر کو نہ دیکھے نہ مصلی کو نہ قبلہ کو اور نہ مناجات کنندہ کو بس اپنے رب ہی کو اپنا مشہود بناؤ نہ کسی اور کو -

سب سے عجب انگیز امر حق تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے لن ترانی فرمانا ہے یعنی یہ فرمانا کہ باوجود اِسکے کہ تو مجھے ہمیشہ دیکھتا ہے "تو مجھے ہرگز

نہ دیکھے گا، اس کو سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کے قول ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر کی تفسیر مین کہتے ہین کہ جس چیز کو تم اپنے لئے بری اور ممنوع امر سے روکنے والی اور عدل و احسان قایم کرنیوالی پاؤ بس وہی ہر مقام مین اوس کے موافق نماز ہے "اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز مین رکھی گئی ہے" اسلئے ہر مرتبہ صلاتیہ مین یہی سرّ فعّال ہے۔ اور صلوٰۃ بندہ اور اوس کے رب کے درمیان مین صلہ (یعنی پیوند) ہے "اور بیشک اللہ کا ذکر بڑا ہے" اور یہ اوسکی ذات وحدہٗ لاشریک لہ کا شہود ہے جسکے سوا کوئی چیز موجود نہین ہے فافہم۔

جنید رضی اللہ عنہ کے قول "پانی کا رنگ اسکے ظرف کا رنگ ہے" کے بارہ مین جو اونھون نے معرفت اور عارف کی نسبت سوال مین کہا تھا۔ یہ کہتے ہین کہ اسکی دو قسمین ہین ایک یہ ہے کہ پانی کا کوئی رنگ ہو اور اسکے ظرف کا کوئی رنگ نہو جیساکہ اون برتنون کا حال ہے جو شفاف اور رنگ سے معرّا ہون۔ اس صورت مین ظرف اپنے پانی کی رنگت مین دیکھا جائے گا۔ اور دوسری قسم اس کا عکس ہے۔ اس صورت مین پانی اپنے ظرف کی رنگت مین مشہود ہوگا۔ اور صورت اولیٰ مین پانی ہی کی رنگت دیکھنے مین آتی ہے اور اسکے ظرف مین ہونے کی وجہ سے تشبیہ وہمی ہے اور صورت ثانیہ مین اسکا الٹا ہے۔ اسلئے تحقیق نہین ہے مگر ہر مقام مین اس مقام کے موافق ہر حقیقت کو بعضہا الگ کرکے بیان کرنے مین۔

اللہ تعالیٰ کے قول الا انہ بکل شیءٍ محیط (سن لو کہ وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے

ہے) کی تفسیر مین ان کا قول ہے کہ جس طرح دریا کا پانی اپنی موجون کو صورۃً اور معنیً گھیرے ہوئے ہے۔ پس وہی ہر چیز کی حقیقت اور وہی ہر چیز کی ذات ہے اور ہر چیز اوسکی عین اور اوسکی صفت ہے۔ فافہم

عارفین اپنا وجد اون دیکھنے والون کیلئے ظاہر کرتے ہین جو انکی مقبولہ دلیلون کے آئینون مین دیکھتے ہین اور دیکھنے والے اپنا وجدان مقبولہ دلیلون سے اخذ کرتے ہین فافہم۔

جس نے پالیا اور اس کے بعد کر یدا تو اوس کا کریدنا ہر مقام مین اوسی کے انداز سے عیب ہے۔

جب تمنے حقایق کو لواحق اور نسبتون سے مجرد کر لیا اور جس چیز سے رتبون کی آپس مین تمیز ہوتی ہے اوس سے الگ کر لیا تو صرف عادت و خو رہ جائے گی۔ پس اگر تم نے حقیقت تحقیق کو چکھا ہے تو ہمین سے اس لئے اوس کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

تغایر حجابون اور کثرتون کی جڑ ہے۔ پس جس نے نہ دیکھا مگر ایک ہی کو اوسکے نزدیک کچھہ زائد نہین ہے۔ اور جس نے صرف حق ہی کو قابلیت والے مخلوق مین فاعل دیکھا اوس کے نزدیک کوئی چیز باطل نہین ہے اور جس نے نہ دیکھا مگر رحمٰن ہی کے حکم کو اوسکے نزدیک شیطان کا امر ہی نہین ہے۔ اور اسی پر قیاس کر لو۔ پس ہر مقام کے لئے ایک خاص گفتگو ہے۔

جس نے جان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے۔ اوسکو

کسی سے کوئی مواخذہ نہ رہا خصوصاً اوس سے جس کو اسکا اعتراف ہو۔ اِس
لئے جانو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور اپنے گناہ کی مغفرت چاہو
یعنی لاالٰہ الا اللہ کے ذریعہ سے حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی و انا
معہ اذا ذکرنی (مین اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہون جو اوسے
میرے ساتھ ہے اور مین اوس کے ساتھ ہون جب وہ میرا ذکر کرتا
ہے) کی شرح مین کہتے ہین کہ یعنی صورتون مین جس صورت سے مجھے
تصور کرے گا مین اُسی صورت کے ساتھ اوس کا مدد کرنیوالا اوسی
صورت کے افق سے اُسی صورت کے حکم کے ساتھ ہون۔
کسی پوجنے والے نے کسی معبود کو نہین پوجا ہے مگر اِس حیثیت سے
کہ اوس مین کوئی خدائی رُخ پایا ہے لیکن کامل ناطقۃ النو الحق کو خدائی رُخ
کی قید سے جو اپنے معبود کے مرتبہ مین محجوب ہے خصوصاً جبکہ اُسکی معبودیت
آدمی کی نظر مین ناشناختہ ہو رہائی کیطرف بلاتا ہے۔ اور اِسکے بیان کو
انھون نے طول دیا ہے۔
تعابد (ایک کے دوسرے کو پوجنے) کے مرتبہ کی طرف نظر دوڑاؤ کہ کیونکر
اون مین سے ہر ایک اپنے ظہور مین اوس دوسرے کی طرف جو اوس کے
مقابل مین ہے محتاج ہے پس اگر واجب نہ ہوتا تو ممکن ممکن ہو کر ظاہر نہ ہوتا
اور اگر ممکن نہ ہوتا تو واجب واجب ہو کر ظاہر نہ ہوتا۔ پس ہر ایک کا دوسرے
مین اثر ہے جیسا کہ علت و معلول اور فاعل و مفعول اور عالم و معلوم۔
ان سے فرعون کے قول "وما رب العلمین" ؟ (رب العالمین کیا ہے)

کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ کی ماہیت کی نسبت سوال تھا جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ اور آیا جواب مطابق سے موسیٰ علیہ السلام کا عدول کرنا سائل کی غلطی پر متنبہ کرنے کیلئے تھا کہ اوس نے مجرد تیغی کی نسبت لفظ "ما" کے ذریعہ سے سوال کیا جس سے ایسی چیز کی حقیقت دریافت کیجاتی ہے جس کے جنس و فصل ہوتے ہیں اور وہی جواب میں واقع ہوتے ہیں اسکا جواب انہون نے یہ دیا کہ یہ اللہ کی صفات مین سے ایک صفت کی ماہیت کا سوال تھا نہ کہ اللہ کی ماہیت کا اور جواب مین رسمی مطابقت ہے کیونکہ انہون نے اوس خاصیت سے جواب دیا جو سائل کو معلوم تھی۔ اور ممکن ہے کہ جواب کو لفظ کی تفسیر اسیات پر متنبہ کرنے کو قرار دیا کہ مستثنیٰ ہر عاقل کے نزدیک اپنی دلیلون کے واضح ہونے کے سبب سے بدیہی پہچان سے پہچانا ہوا ہے اسلئے اوسکی نسبت سوال نہ کریگا مگر توہین کرنیوالا یا جسکو عقل نہوگی اور اسی سے لئے حضرت موسیٰ نے تیسری بار مین اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو) کہا پھر ان سے پوچھا گیا کہ آیا اسمین کوئی بھید ہے؟ انہون نے کہا کہ اس مین بہت سے بھید ہیں۔ ایک یہ ہے کہ رب العالمین وہی ہر موجود پر اپنی تربیت کے ذریعہ سے قائم ہے تاکہ وہ موجود قوی ہو جاوے اور کہے کہ جس کے قویٰ اوس کی تربیت کے لئے متوجہ ہوئے وہی کُل کا وجود ہے اور سارا امر اوسیکا ہی اور اسی لئے فرعون کا قول لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ" (اگر میرے سوا کسی اور کو تو نے خدا مانا تو مین تجھکو قیدیون مین داخل کرونگا)

بیان ہوا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اوس کی تنظیری بیت کا پاس کر کے اس سے زیادہ جواب اوسکو نہ دیا کہ "اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ" (کیا اگر مین ایک کُھلا ہوا معجزہ آپ کو لا دکہاؤن تو بہی؟) چنانچہ وہ عصا لائے جو اژدہا ظاہر ہوا اور عصا کا وجود جو اژدہا کی صورت مین متعین ہوا وہی تہا پس عصا کے لانے سے نہ آیا مگر وہی اسلئے اپنی تعینات کے پردون اور اپنی تجلیات کے مظہرون مین وہی اپنی ذات سے تصرف کرنے والا ہے اس لئے وہ کُھلا ہوا حق لائے کیونکہ آیا ہے کہ "قد جاءت رسل ربنا بالحق" (ہمارے رب کے رسول حق لائے)۔ مگر فرعون بڑا ادب کے دیکھنے والا تھا اور موسیٰؑ زندہ جاوید کے مشاہدہ کرنے والے تھے۔ اور کہان فرعون کا کہنا اون سے "انی لاظنک یا موسیٰ مسحورا" (موسیٰ! مین تیری نسبت ایسا خیال کرتا ہون کہ کسی نے تجہپر جادو کردیا ہے) اور کہان موسیٰ کا یہ کہنا کہ "لقد علمتُ" (مین

۵ع۔ یہان سے یہ سوال وجواب شروع ہوئے ہین وہان سے سورۂ شعراء (پارہ ۱۹) کی تیئیسوین آیت سے پچاسوین تک کو پیش نظر رکہ لینا ضرور ہو ورنہ کچہ بہی سمجہ مین نہ آئیگا۔ اور اس مقام پر انہون نے سورہ بنی اسرائیل (پارہ ۱۵۔ رکوع ۱۲) کی آیت ۱۰۱ اور آیت ۱۰۲ کو بہی شامل کرلیا ہے۔ اور یہ بہی سمجہ لینا چاہئے کہ مشہور قرأت علمت بفتح تاء یعنی بصیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ اور انکی گفتگو کا مدار علمت بضم تاء بصیغہ وحدان حکایت نفس متکلم پر ہے۔ اور قرأت آخر الذکر حضرت علی وزید بن علی رضی اللہ عنہما وکسائی سے منقول ہے۔ اس صورت مین معنی یہ ہوتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی نسبت خبر دیتے ہین کہ وہ مسحور نہین ہین جیسا کہ خدا کے دشمن فرعون نے گمان کیا ہی بلکہ وہ جانتے ہین کہ ان معجزون کو نہین اوتارا ہی مگر آسمان وزمین کے پیدا کرنیوالے نے۔ (دیکھو تفسیر روح المعانی جلد چہارم) مترجم

ضرور جان چکا ہون) یعنی جو شخص مسحور و مجنون ہوتا ہے وہ تو مستور و محجوب ہوتا ہے اور اِس کو نہین جانتا ہے مگر مشاہدہ کرنے والا عارف کہ اوسکا مشہود اسکے سوا سے مستور ہوتا ہے - اور یہی حال اسوقت ہوا جب جادوگرون نے کہا کہ " آمنا برب العلمین رب موسیٰ وھرون " (ہم رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے) پس یہ لوگ اپنی استعدادون ہر ہر مقام مین اوس کے موافق چھپانے کا پردہ اٹھا کر ایمان لائے - اسی لئے جادوگر ہوئے اور مغفرت چاہی تب اِن سے فرعون نے کہا کہ " تم اوس پر ایمان لائے " پس یہان اوسکے کشف و تحقیق کو دیکھو اگر وہ اوس تلبیس کی طرف مائل ہونے سے بچا رہتا جو مرتبۂ ابلیسیت کی شان ہے (تو گمراہ نہوتا) اسلئے اللہ نے اُسکو علم کی بنا پر گمراہ کیا و لقد ارینٰہ اٰیاتنا کلھا فکذب و ابیٰ و استیقنتھا انفسھم لقد علمت ما انزل ھولاء الا رب السموات والارض بصائر یعنی کھلے ہوئے حق کا وجود - اور ہر مقام کے لئے مقال اور ہر مجال کے لئے رجال ہین -

کوئی شخص کبھی کسی قوم کا سردار نہین ہوتا مگر اُسی صورت مین کہ اونکو اورون پر ترجیح دے اور ہر مقام مین اُسکے موافق -

شیطان کی کنیت ابومرة (مرہ کا باپ) ہے اور خبر بھی ہے کہ " مرہ " کون ہے جسکا وہ باپ ہے ؟ وہ نفس جسمانیہ بڑی شانون والا ہے - جس کو

عہ اور بیشک ہمنے اسکو اپنی سب نشانیاں دکھا دیں مگر اُسنے جھٹلایا اور انکار کیا اور اُنکی جانون نے اون نشانیون کا یقین کیا بیشک میٔ جانا کہ انکو آسمان و زمین کے پروردگار ہی نے اُتارا ہے -

شہوت بہیمیہ کہو تو آزاد نہین ہے اور درندون جیسے غضب والا کہو تو نیک
نہین ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ اسکا "مرّۃ" کیون تام ہوا؟۔ اس لئے
کہ جس چیز مین یہ داخل ہوا اوسکو اس نے ضرور ہی بگاڑا۔ جیساکہ اندراین دودھ
کو بگاڑ دیتی ہے۔

حدیث "فاذا احببتہ کنت سمعہ" اور بروایتے "کنتہ" کی شرح مین
یہ کہتے ہین کہ اس سے مراد نفس الامر مین معنی حدوث نہین ہے کیونکہ وہ ذات
سے تو ایسا ہے ہی اور یہ اسلئے ہے کہ شہود اوس شرط یعنی محبت پر مترتب
ہو پس ترتیب شہودی کی حیثیت سے حدوث آیا ہے نہ کہ تعزیر وجودی کی
حیثیت سے اپنے بھائی کی ذات کو ترک نہ کرو بلکہ اون برائیون کو ترک کرو
جن مین وہ آلودہ ہوا سلئے جب وہ اوس سے توبہ کرلے تو وہ تمہارا بھائی ہی
اپنے بھائی کو دُنیا کے عیبون کی وجہ سے عیب نہ لگاؤ کیونکہ وہ اس بارہ
مین اگر مظلوم ہے تو ضرور اللہ اوس کی مدد فرماے گا اور اگر گنہگار ہے تو سزا
پاے گا اور اللہ اُسکو پاک کردے گا اور اگر آزمایا گیا ہے تو اللہ پر اوس کا
اجر ہے۔

یہ بھی رعونت ہے کہ جس چیز کے چھن جانے سے تم بے غم نہ ہو اوس پر فخر
کرو یا ایسی بات پر کسیکو برا سمجھو جس کا تم مین پایا جانا محال نہو اور تم جانتے
ہو کہ جو اورون کے لئے جائز ہے وہ تمہارے لئے بھی جایز ہے اور علیٰ ہذا اسکا

عہ بالکسر عربی مین بت کو کہتے ہین۔ ۱۲

عکس۔

حدیث "انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا" (بیشک تم اپنے رب کو ہرگز نہ دیکھو گے جبتک کہ مر نہ جاؤ گے) کی شرح مین انکا قول ہے کہ۔ چونکہ ایک ظاہر طبیعی ہی موت ہے اسلیئے غافلون نے اس کو دشوار اور مشتاقون نے آسان سمجھا اسلیئے معنوی موت کی توجیہ سے دونون گروہون کے لئے تخفیف کردی گئی۔ اس لئے ارشاد ہوا "موتوا قبل ان تموتوا" (مرنے سے پہلے مرجاؤ) یعنی اگر اپنے نفوس کو صفات مذمومہ سے خالی کردوگے تو اوس کو مار ڈالوگے اور اسکی تائید عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتی ہے جو پیاز کے بارہ مین ہے کہ اگر تم خواہی نخواہی اوس کے کھانے والے ہو تو پکا کر اوسے مار ڈالو یعنی اوسے اسقدر پکاؤ کہ اوسکی برائی چلی جاے۔

شیطان نار ہے اور حضرت رب نور اور نور نار کو بجھاتا ہے۔ پس اس پر ایسی سختی نہ کرو کہ اوسکے ساتھ تم اپنے رب حق کی حضرت سے دور ہوجاؤ۔ بلکہ اُسکے ساتھ اس طور پر مجاہدہ کرو کہ اوس کو تم اپنے رب کے نور کے سامنے کردو۔

پس اگر سعادت مین اوسکا کچھ حصہ ہوگا تو اوسکی ناریت بجھ جاے گی اور نور صاحب السلام ہوجائے گا تمکو حکم نہ دیگا مگر نیکی ہی کا۔ اور نہین تو تمہارے رب کا نور اوس کو بجھا دے گا اور اُسکے شہاب اوسے جلا ڈالین گے اور وہ خاکستر ہوکر رہیگا۔

ابن عمر کی اس مضمون کی حدیث کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم اپنے آپ کو مردون مین سے شمار کرو" کی شرح مین یہ کہتے ہین کہ

ایسے ہوجاؤ کہ تمسے سب کفور (ناشکرے) اوسیطرح مایوس ہوجائین جس طرح کفار اصحاب قبور سے۔ کیونکہ مردہ کو اس سے چھٹکارا نہیں ہے کہ اللہ تعالی کے سامنے اسطور پر کھڑا کیا جاے کہ اپنے نفس کیلئے کچھ تصرف نہ کرے نہ شہوت مین اور نہ غضب مین اور جسطرف پھرے اپنے رب کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔

اللہ کی راہ اوسکا طریق ہے جو اوس مین مرا وہ شہید ہوا اسلئے مومنین سب کے سب اللہ کی راہ کے شہدا ہین "اور جو لوگ اللہ کی راہ مین قتل ہوئے اونکو مردے نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہین آلایہ"

یہ کہتے ہین کہ سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عشق قطب ہے اور ساری نیکیان اوسی پر چکر لگایا کرتی ہین۔

اس حدیث "لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک" (روزہ دار کے منہ کا لعاب اللہ تعالی کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھا ہے) کی شرح مین یہ کہتے ہین کہ۔ وہ اللہ کو اس قدر پسند ہے کہ اوس پسندیدگی کی تعبیر اس سے کی جاتی ہے کہ اگر روزہ کا مکلف تقرب اور عبادت کی ستھرائی کیلئے اپنے منہ مین مشک مل لے تو لعاب کی بُو اوس مشک کی خوشبو سے بڑہی رہیگی۔

پیشوائے ہدایت اپنے پیرون کے سامنے اپنے وہی افعال ظاہر کرتے ہین جنہین اونکے کمال ہوتے ہین۔ اور جو خصوصتین ہین اگر اونکو وہ ظاہر بھی کرین تو اونکا فائدہ اپنے پیروون کو یہ جتلانا ہے کہ اونکے پیشوا مین ایسی باطنی خصوصتین ہین جیسی کہ اوسکے وقت مین کسی اور کو حاصل نہین ہین۔ تاکہ اونکا ایمان قوی ہو اور وہ جان لین کہ اُن

ع ۵ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء

کیلئے اوسکا کوئی بدل نہین ہے۔

جب تمکو ایسا شخص ملے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے تو اوسکو دوست رکھو۔ اور اس باعث اوس سے نہ رکو کہ وہ اُس گروہ کا ہے جس کے غیر کی طرف تم منسوب ہو۔ کیونکہ تمہارے قبل اشقیاء ایسی ہی باتون کی وجہ سے رُکے تھے۔ چنانچہ یہودیون نے کہا کہ اگر محمدؐ ہم مین سے ہوتے تو ضرور ہم اونکی پیروی کرتے مگر وہ تو عربون مین سے ہین اسلئے ہم اون کی پیروی نہ کرینگے اور بنی اسرائیل کو نہ چھوڑینگے اور جنون نے جو رابطہ مین اُن سے زیادہ عاقل تھے موافقت کی اس لئے کہ اونہون نے کہا کہ "اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانیوالے کو مانو اور اُسپر ایمان لاؤ" آخر آیات تک۔ اور جان لو کہ ہر دور مین اللہ تعالیٰ کیطرف بلانے والی حقیقت اس دور کا صاحب وقت ہی ہے قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ اور اوسکے زمانہ کے سب بلانیوالے صرف اوسی کے رقایق اور "انا ومن اتبعنی" کی زبانین ہوتے ہین۔ اور اسکی علامت یہ ہوتی ہے کہ اُنکے بیانات اور کشوفات اسکے بیان وکشف مین مندرج رہتے ہین اور وہ باعتبار اون کے ایسی باتون سے مخصوص ہوتا ہے جنکی طرف اونہین راہ نہین ہوتی مگر اُسی کی مدد اور اوسی کے فیض سے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے کے سامنے اپنی سیر اور اپنے اسباب اور اپنی معلومات ومعمولات کو جنپر تمکو تکیہ ہو ڈالدو تاکہ اوسکا حلم اور اُسکی حکمت اون کو اپنا لقمہ بنا لے

پس تمہارے لئے کوئی سہارا باقی نہ رہے مگر اوسی کے حق پر اور تم نہ پہنچو مگر اوسی کے صدق سے۔ تاکہ وہ تم کو اپنے نفس کے تئین مٹا دینے کی حالت مین ایک رات اپنے رب کے پاس شباشب لیجائے۔ اور دشمن کی حکومت کی جگہون سے نکالکر مولی کی حکومت کے مقامات مین پہنچائے۔ بس یہان آکر زلزلے بہی چاہے وہ جسقدر شدید ہون تمکو متزلزل نہ کر سکین گے۔ جیساکہ موسی علیہ السلام کے ہمراہیون نے کہا تھاکہ "عہ اب تو دشمن نے ہمکو آلیا (موسی نے) کہا ہرگز نہین کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے کوئی دم مین وہ مجکو رستہ دکھائے گا" چنانچہ اوسکے رب کی حکمت سے اوس قوم کے لئے جسکو شباشب لیچلے تھے ہوا جو کچھ ہوا۔ پس سمجھو کہ جس طرح موسی علیہ السلام فرعون کے شہر سے ڈر کر اپنے رب کی اُمید پر اور اوس مین مستغرق باہر آئے تو اونکا معاملہ مقام مناجات تک پہونچا تو یہی طریقہ اون کے پیرون مین جاری ہوا پس اللہ کے بندون کو ارض فرعون سے ایسی حالت مین لیجاتے ہین کہ وہ ڈرتے اُمید رکہتے اپنے نور ایمان مین مستغرق رہتے ہین اس سے اُنکا معاملہ مقام نجات تک پہونچتا ہے۔

خضر علیہ السلام نے جو کشتی کو ایسی حالت مین کہ اوسپر لوگ سوار تہے توڑ دیا تو اسمین چند حکمتین تہین جن مین سے ایک یہ تہی کہ اُنپر اس بات کو کہولدین کہ کشتی اگر اپنے تختون اور رسون کی وجہ سے لوگون کو اوٹھائے رہتی ہے تو ضرور تہا کہ اوسکے پہٹ جانے پر سب ڈوب جاتے لیکن اونکا خدا ہی اونکو خشکی و تری مین اوٹھائے

عہ سورہ شعراء کی آیت ۶۲ و ۶۳ (پارہ ۱۹۔ رکوع ۷) مین ہے۔ فلما تراءا الجمعٰن قال اصحٰب موسٰی انا لمدرکون ہ قال کلا ان معی ربی سیھدین ہ

لئے پہرتا ہے اسلئے یقین کامل والے کے نزدیک کشتی کا وجود و عدم دونون برابر ہے۔ اور اسی لئے جنکو یہ یقین حاصل تہا وہ پانی پر چلے اور اگر وہ ہوا پر چلنا چاہتے تو بہی ممکن تہا۔

جب مین نے دیکہا کہ خضر علیہ السلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پانے تک کی حیات عطا ہوئی تو مین سمجہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے فتیٰ (خادم یعنی یوشع علیہ السلام) کے ساتہ اون تک پہونچنے کی راہ نہ ڈہونڈی تہی مگر اس مشہور قول کے مطابق کہ کاش مین دیکہتا اونکو یا جو دیکہے اونکو۔

موسیٰ علیہ السلام خضرؑ سے جو اپنے خادم کے ساتہ ملے تو صرف اسی لئے کہ اپنے خادم کے لئے بحرِ رسالت کو جو اون کی نبوت سے نکلا تہا اور بحرِ ولایت کو جو خضر علیہ السلام کی خصوصیت سے نکلا تہا جمع کرین۔ اور اس مین بہید یہ تہا کہ ولی کا حکم اوس رسول کے حکم کے ساتہ جسکی شریعت کی پابندی اوسپر لازم ہے ویسا ہی جیسا ستارہ کا حکم آفتاب کے ساتہ۔ اور اوسکی تمثیل یہ ہے کہ جب نص پایا گیا تو اجتہاد کے سارے احکام اوسکے تحت مین آگئے اور نص ہی کا حکم باقی رہا۔ اور جب نص غائب ہو گیا تو ہر مجتہد اپنے حکم کی طرف لوٹ آیا۔ پس جس طرح ہر مجتہد کا حکم نبی کی زندگی مین نبی کے حکم مین مندرج ہے اگر یہ ثابت رکہے تو ثابت رہے اور یہ مٹادے تو مٹ جاوے۔ ایسا ہی ولی کا حکم ہے رسول کے ساتہ۔ لیکن ابوبکر اور ان کے بعد جو خلیفے ہوئے اونکے زمانہ مین ہر مجتہد کے لئے اپنا حکم تہا اوس پر غیر کے اجتہاد کی پابندی نہ تہی۔ بس اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین اولیاء بنی اسرائیل کے حکم اون کے حکم مین مندرج تہے پس جب

اون کی وفات نزدیک پہونچی اور اون کی رسالت کا آفتاب اونکے اوس خلیفہ
کے حجاب مین چھپ گیا جو اون کے بعد اون کے خلیفہ ہونیوالے تھے اور وہ
خلیفہ وہی (فتیٰ) خادم تھے جنکو ساتھ لیکر خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے تو جانا
گیا تھا کہ اہلِ ولایت کے احکام عنقریب اوس فتیٰ کے زمانہ مین ظاہر ہون گے
اسلئے اونکو یہ بات دکھلائی کہ ازنکا معاملہ لوگون کے ساتھ کیسا ہونا چاہیئے جبکہ انکی
خلافت کے زمانہ مین ظاہر ہو اور ان کے لئے امر رسالت اور امر ولایت دونون کو
جمع کر دیا۔ اسلئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے فتیٰ (خادم) سے کہا کہ مین نہ ٹلونگا یعنی
نہ مرون گا جب تک کہ مین دو دریاؤن کے ملنے کے مقام پر نہ پہنچ لون یعنی تجھ مین
یا مین سالہا سال گذار دون گا۔ یعنی یا زندہ رہون گا اوسوقت تک کہ یہ حاصل ہو جائے
گو مین سالہا سال ہی کیون نہ زندہ رہون۔ پھر جب یہ دونون اُن دو دریاؤن کے ملنے
کی جگہہ پر پہونچے اپنی مچھلی بھول اوٹھے۔ اس کے بعد جو کچھ معاملہ پیش آیا اوسکو
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین بیان فرمادیا ہے۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اون کو
(اپنے فتیٰ۔ یوشع علیہ السلام کو) تعلیم دی۔ کہ باطن کی رو سے اولیار کی اطاعت
کرین اور اگر شرع اونکے کسی امر کے انکار کی مقتضی ہو تو ظاہر کی رو سے دریافت
کرنے کے طور پر انکار کرین تاکہ جو اونکے مقام مین نہین ہین وہ اونکے احکام سے
مشتبہ نہ ہو جائین۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام کو کیا ہوا تھا جو اون باتون کی وجہ سے جن کو
خضر نے ظاہر کیا تھا اونپر احکام شریعت جاری کرنے سے باز رہے۔ کیونکہ اس قسم
کی توجیہون سے ظاہر شرع کا مطالبہ ساقط نہین ہوتا۔ کیونکہ جو کوئی کسی قوم کی کشتی
اون کی اجازت کے بغیر توڑ دے اور کہے کہ مین نے اوسکو اس لئے توڑا ہے

کہ زبردستی چھینی نہ جاسے تو ظاہر مین اس سے مطالبہ ساقط نہین ہوتا۔ اور جو شخص کسی بچہ کو مار ڈالے اور کہے کہ مجھکو یہ اندیشہ ہوا کہ بڑا ہوکر اپنے والدین کو سرکشی و کفر سے کہین ایذا نہ دے۔ تو اُس سے اس بیان کیوجہ سے ظاہر شرع مین مطالبہ ساقط نہین ہونیکا۔ اور ولی کا یہ کہنا کہ اس کو مینے اپنے حکم سے نہین کیا ہے ظاہری حکم مین اس قسم کے کامون کو جایز کرنیوالا نہین ہے گو اوسکی ولایت متحقق ہو۔ پس اولاً موسیٰ علیہ السلام کا انکار نہ تھا۔ مگر نظام شرع کی حفاظت کے لئے۔ اور آخر مین اونکا باز رہنا حکم اللہ کی نگہداشت کیلئے جو اپنے اولیاء کے بارہ مین اوسکا تھا اور "جو صاحب دل ہے یا کان لگاکر حضور قلب سے سنتا ہے اوسکی نصیحت کے لئے"[۹۵]

اور موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ مین یہ کہتے ہین کہ مقصود یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہین جنکو اُس نے مکتسبات (کسبی امور) کے بیان کرنے کو مقرر فرمایا ہے اور کچھ بندے ایسے ہین جنکو وہبی باتون کے بیان کے لئے تعینات فرمایا ہے اور ان دونون مین سے کسی کو جایز نہین ہے کہ دوسرے پر اعتراض کرے اور جس پر ایک مقرر کیا گیا ہے اسمین دوسرا اوس کی شرکت نہ کرے گو ان دونون سے ایک نبی اور دوسرا ولی ہو۔

جبال اور رجال دونون مماثل ہین۔ پس جسطرح جبال کو اپنی جگہہ سے جب تک کہ عالم ہے کوئی چیز ہٹا نہین سکتی مگر شرک۔ اوسی طرح ولی ہے کہ جس نے اوسکی پناہ لی ہے اوس کے قلب سے ولی کی ہمت کو کوئی چیز ہٹا نہین سکتی ہے مگر

---

۹۵ اس پورے پارہ گراف کے سمجھنے کیلئے سورۂ کہف (پارہ ۱۵ و ۱۶) کا آٹھوین اور نوین رکوع تمام و کمال سامنے رکھہ لینا واجبات مین سے ہے۔ ۱۲

اوس کے قلب کے موضع محبت مین بدون اپنے رب کی ورار کے شرک خالص. گو اونکا مکر ایسا ہو کہ اُس سے پہاڑ ٹل جائین تب بہی ولی اپنے مرید کے قلب کو اپنے ہاتھ سے جانے نہین دیتا۔ اور بجز شرک کے نہ کوئی تقصیر اور نہ کوئی اور چیز مرید کو ولی سے جدا کرتی ہے۔

خضر علیہ السلام نے جو موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا "ما فعلتہ عن امری" اس مین لفظ "ما" موصولہ ہے اور خضر کا امر اون کی شان تہی۔ کیونکہ یہ افعال الہام ولائی کی روح کے احکام تہے۔ فافہم

خضر علیہ السلام مظہر عرفانی تہے ان مین موسیٰ علیہ السلام نے ان کے پاس جانے کے وقت وہ چیز دیکھی جس کے شہود مین دیکھنے کی درخواست انہون نے اپنے مقام عرفانی مین کیا تہا۔ اور یہ مظہر اُسی سے اور اوسی کی طرف تہا۔ فافہم۔

کسی رتبہ مین کوئی کامل نہین ہے مگر وہ اپنے رتبہ کے نیچے کے کمالات کا جامع اور اُسکے اوپر کے کمالات کا محتاج ہے۔ یہان تک کہ امر اُس شخص تک منتہی ہوتا ہے جسکے لئے منتہی ہے اور اوسکے پرے تیر چلانے کی جگہہ نہین ہے۔ واللہ اعلم

نفس وہ ہے جس کیلئے ادراک ہے اور روح وہ ہے جس کے ذریعے سے ہر مقام مین اوسکے موافق ادراک ہے۔ اسی لئے قرآن کا نام روح ہے عیسیٰ کا نام

عہ عام مفسرین کے موافق اسمین لفظ "ما" نافیہ ہے اور اس بنا پر اسکا ترجمہ یہ ہے کہ "مینے اسکو اپنے حکم سے نہین کیا ہے" اور "ما" موصولہ ہونیکی صورت مین معنے یہ ہوتے ہیں کہ جو کچہ میں نے کیا ہے وہ میری شان مین سے ہے" یعنی میرے مقام وحال کا اقتضا ہے۔ ۱۲ مترجم۔

روح ہے اور جبرائیل اوس نبوی وحی کی روح ہین جو معانی جلالیہ مین بھیجی جاتی تھی اور میکائیل اوس وحی کی مراتب جمالیہ مین روح ہین۔ اور الیاس کی نشانی آگ ہے جہان کرہ جاتے ہین آگ ساتھ جاتی ہے۔ اور خضر جو ہین وہ خشک زمین پر بیٹھے تو سرسبز ہوگئی اور چونکہ موسیٰ کے لئے اوسکی تجلی مین آگ اور درخت دونون اکٹھے کئے گئے اور آن کے لئے یہ پورا ہوا اس لئے اونکے لئے دونون امر کا عین اون کی قوم کے الیاس وخضر مین ظہور پذیر ہوا اور اسی لئے جس طرح نبیون کے لئے جبرائیل ہین اوسی طرح ولیون کے لئے الیاس ہوئے اور اکثر ان کے دیکھنے والے اصحاب مجاہدات ہوئے۔ اور خضر ان لوگون کے لئے بمنزلہ میکائیل کے ہین اور اونکے دیکھنے والے اکثر اصحاب مشاہدات ہوئے۔ اور یہ دونون کسی کے لئے ظاہر نہین ہوتے مگر اپنے غیب سے اپنی شہادت کی طرف متمثل ہوکر۔ اور ہر شخص ان دونون کو اپنے حال اور اپنے مقام کے موافق دیکھتا ہے۔ اور ان دونون کو آنِ واحد مین متفرق جماعتین دور دور کے مقامات مین مختلف شکلون مین دیکھتی ہین۔ اور یہ دونون بیک وقت ظاہر نہین ہوتے مگر اسی شخص کے سامنے جسمین کمالِ ذاتِ جلال وجمال کی روح ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے مین اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو شخص باطن مین متبوع ہو وہ کبھی ظاہر مین تابع ہوتا ہے جیساکہ کسی چیز کی غایت اوس چیز کے اعتبار سے پس ظاہری اتباع کو لازم نہین ہے کہ متبوع باطن مین بھی تابع سے افضل ہو۔ چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی تھی کہ "ملت ابراہیم کی یکسو ہوکر پیروی کرو" حالانکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ "مین سردار فرزند آدم ہون قیامت کے دن یہان تک کہ ابراہیم اسدن کہین گے کہ مجھے تم اپنی امت مین داخل کرلو"

دُنیا کے مزے غلاظتین ہیں پس جس شخص نے اپنے پاس کی خصوصیات ربانیہ کو اسلئے ظاہر کیا کہ اِس ذریعہ سے دنیاوی مزے لوگون سے حاصل کرے گا اوس نے ساری سلطنت کو غلاظتون کے بدلے بیچ ڈالا۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ ایک مرتبہ گھورے کے پاس اسقدر ٹھہرے رہے کہ لوگون نے گھبرا کر اون سے کہا کہ آپنے ہمکو یہان کیون روک رکھا ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی تو تمہاری وہ دُنیا ہے جسپر نفسانفسی کرتے ہو۔

جو چیز اللہ کے عارف کو خوش کرے گی وہ اوس کے معروف (اللہ تعالیٰ) کو بھی خوش کرے گی۔ اور جو چیز اوسکو ناخوش کرے گی وہ اوسکو بھی ناخوش کرے گی۔ جیساکہ حدیث مین آیا ہے کہ بیشک اللہ عمرؓ کے خوش ہونیسے خوش ہوتا ہے اور اوسکے رنجیدہ ہونے سے رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور یہی مضمون حضرت فاطمہؓ و بلالؓ و علیؓ و سلمانؓ و حبیبؓ کے بارہ مین بھی آیا ہے۔ پس اے مریدو! ایسے کام کرو کہ عارفین تم سے راضی و خوش ہون۔ اگر تم اپنے پروردگار کی رضامندی اور اوسکی نعمتون کی فراخی اپنے لئے چاہتے ہو۔ اور بچتے رہو! کیونکہ اسکے عکس مین نتیجہ بھی برعکس ہے۔ اور اللہ سے درخواست کرو کہ تمکو اِس کی توفیق دے۔

حق کی طرف سے تکلیف و آزمائش اوسی صورت مین واقع ہوتی ہے جب خلق کی طرف سے اختیار و اقتدار کا دعویٰ ہوتا ہے۔ اِس لئے جس نے عاجزی کی اور سر تسلیم خم کیا وہ تکلیف و امتحان سے بچا رہا (مین کہتا ہون کہ) تکلیف

سے بچے رہنے کے معنی یہ ہین کہ تکلیف ہین اوسکو کوئی دشواری نہ معلوم ہوگی فافہم
نماز منتج بہ دعویٰ رعونت ہے اور نیند منتج بہ تقویٰ معونت ہے۔

کسب کی زبان کہتی ہے کہ "جو کچھ[عہ] تمھارے پاس ہے نبڑنے والا ہے اور
جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے" اور وجود کی زبان کہتی ہے کہ "جو
رحمت[عہ] اللہ آدمیون کیلئے کھول دیتا ہے۔ اوس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے"

جو شخص اپنے ایمان کے لئے کمزور کیا گیا اوسکے لئے آخر میں تمکین و بلندی
شان ہے "ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم
الوارثین" الآیہ۔ اور جو شخص اپنے گناہون کے ذریعے سے بڑا بنا اوسکا مآل حقارت
ہے "سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ وعذاب شدید" الآیہ

تعلیم کرنے والا جو کچھ مستفید کو فائدہ پہونچاتا ہے وہ حقیقت میں خود اوسی کے
لئے ہوتا ہے۔ جو غلام کہ اپنے آقا کی جگہہ کام کرتا ہے وہ قوم کا غلام خود قوم کی طرف
سے ہوتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے کوئی چیز نہین آتی مگر اوسی کی طرف اس کو
سمجھو اور میری بات کو اون لوگون کے سوا جو میری طرف منسوب ہین دوسرا
نہیں سمجھتا۔

اس حدیث "قیامت قایم نہ ہوگی جس حال مین کہ روے زمین پر اللہ اللہ
کہنے والا ہوگا" کی شرح مین یہ کہتے ہین کہ یعنی عارف باللہ حقاً۔ پس خلق
کے درمیان حق کے عارف کا وجود اون پر ہولناک قیامت کے قایم ہونیسے

عہ ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق

عہ ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا۔

امان ہے۔

کسی نے اللہ کی عبادت نہ کی مگر غیب پر۔لیکن ذوق والی شرع نے تیرے لئے ذوق شرعی محمدی مین اسطور پر جمع کی طرف ایک دروازہ کھولدیا ہے کہ تو ہر چیز کو یہان تک کہ اپنی عبودیت کو بھی اپنے معبود کی طرف سے مشاہدہ کرتا ہے پس تو اوسے دیکھتا ہے کہ وہی ان احکام کو تجہپر جاری کرتا ہے اور اپنی قیومیت سے اونکو تجہ مین قایم رکھتا ہے۔پس اس شہود کے وقت تو ایسا ہوجاتا ہے کہ "تو اوس کی عبادت اسطرح کرتا ہے کہ گویا تو اوسے دیکھتا ہے" کیونکہ اگر تو اوسے دیکھتا تو اوسے تو اپنا وجود اپنی کُل صفات کے ساتھ دیکھتا۔اور لسان محمدی نے اس شہود کا نام مقامِ احسان رکھا ہے۔اور اسکے بعد نہین ہے مگر ایقان کا مقام اور وہی عیان ہے۔

کسی شخص کے لئے حلال نہین ہے کہ خلق اللہ مین سے کسی شخص کو اپنا ہاتھ اور اپنا پاؤن چومنے دے مگر اوسی صورت مین کہ اسکے ساتھ حق کی طرف سے وہی باتین ہون جو سنگ اسود مین ہین۔یعنی خلق مین حق تعالی کے عہد کی نگہداشت اور اللہ وحدہ کا قصد اور بہیمی وہم کی زبردستی کے لوث سے خوب پاک ہونا اور غفلت مین ڈالنے والی شہوت اور باز رکہنے والے مزون اور گمراہ کرنیوالی رعونتون کا نہونا۔اور خلق کی خطاون کا بار اوٹھانا اور سیاہ ہوجانے کی پرواہ نہ کرنا۔اور اونکو اونکے رب کی یاد دلانا جس سے اون کے دل اُجلے ہوجائین۔پس جس مین یہ صفات جمع ہون وہی اونکے لئے زمین مین اللہ کا ہاتھ ہے "بیشک[ع] جو لوگ تمہارے ہاتھ

ع ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ پارہ ۲۶ رکوع ۹ (سورہ فتح کی دسوین آیت)

پر بیعت کر رہے ہین وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہین۔

ہر زمانہ کے لئے ایک "واحد" ہوا کرتا ہے جسکا علم و حکمت مین نہ اوسکے اہل زمانہ مین سے اور نہ اون لوگون مین سے جو اوسکے زمانہ سے پہلے گذرے ہین مثل ہوتا ہے کیونکہ ایک دوسرا زمانہ اوس سے پہلے گذر چکتا ہے۔ اور اِس واحد کی زبان ۱ پنے زمانہ مین اپنے تلامذہ سے کہتی ہے کہ "لوگون ؏ کیلئے جسقدر امتین پیدا ہوئین ان مین تم سب سے بہتر ہو"۔ کیونکہ ان لوگون نے ایسے امام سے اخذ کیا کہ اوسکا مثل اوس سے پہلے نہ گذرا اور نہ اوسکا نظیر اوسکا معاصر ہوا۔ اور جو حکم امام کا وہی اوسکے مقتدی کا۔ پس اگر وہ اس بات کو اپنی زبان سے کہے تو یہی حق اور سچ ہے اور اگر وہ یہ کہے مگر وہ اس مقام کے لوگون مین سے نہو تو اوسکا حال اوسکے مقال کو جھٹلاے گا۔ اور حق ہی اِسکا سزاوار ہے کہ اُسکی پیروی کی جائے۔

حق تعالیٰ کو آخرت مین بلا حجاب نہ دیکھین گے مگر تنزیہ مطلق ہی والے۔ اور یہ توحید کو ایسے شرک سے مُجرّد کرتا ہے جس مین اوسکا تقابل یا تقابل کا شائبہ پایا جائے۔ کیونکہ یہ لوگ احد کو ایسا یکتا مشاہدہ کرتے ہین کہ مطلق اوس کا کوئی شریک نہین ہے۔ اور اوس عیان کا متہ ہے جس کے ساتھ حجاب محالات مین سے ہے۔ اور جو تنزیہ مقید والے ہین اون کے لئے حجاب لابدی ہے جیساکہ اِس حدیث مین اوس کی طرف اشارہ ہے "درمیان اہل جنت کے اور

؏ چوتھے پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ آل عمران کی ایک سو دسوین آیت) کنتم خیر امة اُخرجت للناس ۱۲منہ

درمیان اسکے کہ وہ اپنے رب کو دیکھین نہ ہوگی مگر ردا رکبریا، اوس کے چہرہ پر جنت عدن مین ''۔ اور یہی وہ لوگ ہین کہ جب حق تعالیٰ قیامت کے دن اِن کے غیر معتقدات مین انکے لئے تجلی فرمائے گا تو حق تعالیٰ کو نہ پہچانین گے۔

اِن سے ایسے مرید کی نسبت پوچھا گیا جس نے دعوی کیا کہ مین نے اپنے پیر کا کمال مشاہدہ کیا ہے بعدہٗ اوس نے اوس کی حضوری سے مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ یا بیت المقدس کی زیارت کا ارادہ کیا اور اُسپر یہ سند لایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے اپنی مَنّت پوری کرنے کے لئے مکہ کا سفر کیا تھا۔ اِس کے جواب مین انہون نے کہا کہ سچا مرید سب سے پہلے جو کمال اپنے پیر مین دیکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اوسکو حضرت حق مین پاتا ہے جہان اون سب لوگون کی روحین ہوتی ہین جو اوسکی نسبت مین ہدایت کے امام ہین پھر اسکے ساتھ وہ کیونکر اوس بارگاہ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آثار کی جگہون کے لئے جو اوس بارگاہ سے جس مین اوس نے اپنے پیر کو دیکھا ہے کم ہین چھوڑیگا؟ اور کیونکر اوس مکان کو چھوڑکر جسکو حق نے خود اوسکے لئے بنایا ہے اوس مکان کی طرف مشغول ہوگا جس کو اُسنے لوگون کے لئے بنایا ہے ؟ یا ارواحِ انبیاء کے مظہر کی ہمنشینی اور اون سے دو بدو اور رو در رو ملنے کو چھوڑکر اونکے اجسام و افعال کے آثار مین مصروف ہوگا ؟ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سفر تو اللہ کے حکمِ عام کی تعمیل کے لئے تھا کیونکہ قرآن مین ہے '' یوفون بالنذر '' (منت پوری کرتے ہین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حکم کی بجاآوری کے لئے کیونکہ حضرت عمر نے عرض کیا کہ '' یارسول اللہ مین نے جاہلیت کے

زمانہ مین منت کی تہی کہ مسجد حرام مین اعتکاف کرونگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔" اور تمہارے لئے یہ اشارہ بس کرتا ہے کہ جسدن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ منت مانی تہی اوسدن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانتے ہوتے تو یہ منت ہی نہ کرتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمنشینی کو ہر چیز پر مقدم جانتے "انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ۔ واستغفر لھم اللہ تک۔ اب دیکھو کہ ضروری کامون کے لئے جانے مین باوجود اجازت مانگنے اور دئے جانے کے کیونکر وہ اپنے استغفار کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج کئے گئے اور اسپارہ مین خود اونکا استغفار اونکے لئے کافی نہوا۔ اسلئے مرید صادق کے لئے جائز نہین ہے کہ اپنی ہدایت کے امام کی حضوری سے کبہی جدا ہو (مین کہتا ہون کہ) حج مفروض کا شیخ کے کلام سے مستثنیٰ ہونا متیقن ہے۔

ع۵ انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ط ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یومنون باللہ ورسولہ ج فاذا استاذنوک لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ سورۂ نور کی باسٹھوین آیت (پارہ اٹھارہ رکوع پندرہ) مسلمان توبس وہ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب کسی ایسی بات کیلئے جسمین لوگون کو جمع ہونے کی ضرورت ہے پیغمبر کے پاس جمع ہوتے ہین تو جبتک پیغمبر سے اجازت نلین نہین جاتے۔ جو لوگ تمسے اجازت لے لیتے ہین حقیقت مین وہی لوگ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لاے ہین۔ تو جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے تم سے جانے کی اجازت طلب کیا کرین تو تم ان مین سے جسکو چاہو اجازت دیدیا کرو اور خدا کی جناب مین اوسکے لئے مغفرت کی دعا بہی کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۱۵

اور اللہ تعالیٰ کے قول "مسیح یعنی عیسیٰ بن مریم تو بس اللہ کے رسول اور اُس
کے کلمہ ہین جسکو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا تہا۔ اور اوس کی طرف سے اک روح
ہی ہین" کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے کلمہ علمیہ اور روح ارادیہ
کو ایجاد فرمایا اور کہا کہ "پس بہیجا مین نے اسکی طرف اپنی روح کو پس وہ اچہے خاصے
آدمی کی صورت بن گئی" پس روح تو وہی ہے جو اپنے حکم علمی سے اوس
لوتھڑے پر جو مریم سے وجود مین آیا تھا غالب آئی اور اوس لوتھڑے کے سبب
سے اوس نے صورت اختیار کی۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اور
اوس کو لوگون نے قتل نہ کیا" کیونکہ جو چیز اوپر غالب تھی وہ حیات کی صورت تھی
پس اوس پر قتل کا واقع ہونا نا ممکن ہے۔ اور اگر اوس لوتھڑے پر جس کے
ذریعہ سے اوس نے صورت اختیار کی تھی کوئی حکم اون حکمون مین سے جو لوتھڑے
کے مناسب تھے واقع ہوا تو اس سبب سے وہ صورت اختیار کرنے والے
مین ہرگز موثر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ جو چیز بالذات ہے وہ حقیقۃً عرض سے زائل
نہین ہو سکتی۔ اور اگر وہ دوسرے حکم مین جو اوسکے مخالف ہو پوشیدہ ہو جاسئے
تو یہ اوس شخص کے اعتبار سے ہے جس نے اوس سے ادراک نہ کیا۔ مگر اوسی
حکم کو جس کے اعتبار سے وہ پوشیدہ ہوا ہے۔ اور اکثر لوگ کہتے ہین کہ اگر یہ توجیہ
صحیح ہے تو یہ واقعہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت
کی آنکھ نکال لی تو وہ لوٹکر پروردگار کے پاس گیا اور اوسنے وہ آنکھ اوسے
واپس دی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فرشتہ طبعی روح ہے جو صورت طبعیہ
مین متشکل ہوتا ہے اسلئے اس سے یہ امر بعید نہین ہے۔ کیونکہ یہ اوسی کے

عالم مین سے ہے۔ اور اگر وہ طبیعی نہوتا تو آنکھہ نکالنے کا وقوع نہوتا مگر صرف مثال مین اور اِسکے بعد وہ دوسری مثال مین متشکل ہوتا اور نکالی ہوئی آنکھہ کی جگھہ مین دوسری درست آنکھہ بدلدیجاتی اور اس مین انہون نے تقریر کو طوالت دی ہے۔

بعض صوفیون کے قول "حق ہر چیز کی ذات ہے اور محدثات اوسکے نام ہین" کے بارہ مین انکا قول ہے کہ پہلے جملہ کے معنی یہ ہین کہ ہر چیز کا قایم و ایجاد و محقق کرنے والا نہین ہے مگر حق ہی کیونکہ عرض کی متقوم و محقق ذات ہی ہے۔ اور حق جب اس منزلت مین محدثات مین سے ہوا تو وہی محدثات کا وہ قایم رکھنے والا ہوا جس کے بدون اوسکا قیام نہین ہے اسلئے حق پر اونکی ذات کا اطلاق ہوا۔ اور محدثات کا اوس کے اسماء ہونا اس سبب سے ہے کہ محدثات کی دلالت اوسپر ایسی ہے کہ اونکی ذات کو لازمی ہے جیساکہ مفعول کی دلالت اپنے فاعل پر۔ اور نام وہ ہے جو اپنی ذات سے اوسپر دلالت کرے جسکے لئے وہ وضع کیا گیا ہے۔ بس اِسی وجہ سے محدثات کو اونکے اوس قیوم کے اسماء کہا گیا ہے جو اونکو وجود مین لایا ہے۔

جو شخص یہ چاہے کہ عالم ذاتی اطاعت سے اوسکی اطاعت کرے وہ نہ طلب کرے مگر اللہ ہی کو اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کمال کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے جسکو ساری مخلوقات اوسی طرح ڈہونڈہتی ہے جسطرح رحمٰن کو۔ کیونکہ وہ عالم ہستی مین اسکا نائب ہے۔

ذات کی شان یہ ہے کہ فی نفسہا مطلق رہے اور اوسکی صفات کی نسبتین

برابر ہون اسی لئے کسی موجود کو اطلاق کا شعور نہیں ہوتا مگر اوسی صورت مین کہ وہ اپنی ذات سے باعتبار تقیید کے اطلاق کا زیادہ ترگرویدہ ہو اور اسمین انہون نے طولانی تقریر کی ہے۔

جب روحین صاف ہوتی ہین تو آسمان و زمین کے اطراف سے نکل جانا چاہتی ہین تاکہ عالم کثافت و غبار کے حکم سے جدا ہوکر عالم لطافت و محض خیر کی طرف چلی جائین۔ اور اونکے جسم خاکی ہونے کا حکم اونکو روکتا ہے۔ اسلئے کشاکش واقع ہوتی ہے۔ اور اکثر ایسی روح والے کو رکاوٹون سے خالی نہ ہونے پر برابر حسرت و افسوس رہا کرتا ہے۔ اور اس مقام پر پہونچکر وہ نالہ و فریاد کرتا اپنے آپ کو سیلی و طمانچے لگاتا اور کپڑون اور اپنے چمڑے کو نوچتا ہے۔ اور بعض اوقات نفس کا حال ان روحون پر غالب آجاتا ہے تو معارف بدن سے الگ ہوجاتے ہین اور موت حاصل ہوتی ہے۔ اسکو انہون نے طوالت سے بیان کیا ہے۔

جہانتک کہ قوم کا ساربان اونکے عشق و حال مین اونکے مطلب کے موافق ہوگا اوسیقدر اوسکی تاثیر اونمین زیادہ ہوگی۔

امام رہنما کی شان یہ ہے کہ مریدون کے دلون کو پاک و صاف کرنے سے غافل نہ رہے۔ کیونکہ یہ حق کے مظاہر کا طواف کرنے والے ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ "میرے گھر کو طواف کرنے والون کے لئے پاک و صاف کرو اور انصاف پر قایم رہنے والون اور رکوع و سجدہ کرنے والون کیلئے" بذریعہ قربت ایمانی جستی کے۔ اور اسمین تقریر کو انہون نے طول دیا ہے۔

ہر ولی کا اہل (محرم) وہ شخص ہے جو اونکے پاس قلب سلیم کے ساتھ آئے
جو حظوظ و شہوات بہیمیہ سے بچا ہوا ہو کیا تم نہین دیکھتے کہ دلہن کے اہل (محرم)
نہین ہین مگر وہی لوگ جو شہوت بہیمیہ سے اوسکی طرف نہین دیکھتے جیسے باپ
بھائی چچا اور شوہر کہ یہ بھی اوسکی طرف شہوت بہیمیہ سے نہین دیکھتا بلکہ ارادہ
امر سے۔ اور عورتین منع کردی گئی ہین کہ اپنے چہرے اور اپنی پیٹھون اور چہپانے
کے قابل زینت کو ظاہر نہ کرین مگر قرابت مندون یا اون مردون کے سامنے جنکو
عورتون سے غرض مطلب نہین یا اون لڑکون سے جو عورتون کی پردے کی
بات سے آگاہ نہین ہین[٥٧] اور یہ اون ضعیف عقل والون کی مثالین ہین جو پختہ
دلی کے ساتھ اہل نظر کے مقلد اور حقایق کے ادراک سے قاصر ہین۔ بس
یہی حال ہر مرید کا ہے۔ جو اپنے پیر کی بارگاہ مین خلوص کے ساتھ آتا ہے وہ اوس
کے اہل مین سے ہوتا ہے اور اوسپر اوسکا ستر کہلتا اور اسرار کا جلوہ ہوتا ہے
اور جو نہین تو نہین۔

اہل تخصیص کی خصوصیت کو پہچاننے کے لئے اپنے نفس سے خلوص کا
مطالبہ کرو۔ اور جو کچہہ تم اون سے چاہتے ہو وہ تم کو اونکے دوست رکہنے سے حاصل
ہوگا۔ اور اونسے یہ فرمایش نہ کرو کہ وہ اپنے دلون کو تم مین مشغول کرین اور تم اپنے
نفس کے معاملہ کو چہوڑ بیٹھو کیونکہ اسمین تھوڑا فائدہ ہے۔

جو امور کہ کسب سے پیدا ہوتے ہین اونکے لئے اسباب ویسے ہی ہین جیسے
کہیتی کے لئے پانی کہ جب اوسکو پانی نہ ملے گا وہ خشک ہوجائے گی۔ بس یہی

[٥٧] دیکھو سورۂ نور کی اکتیسوین آیت (پارہ ١٨ رکوع ١٠)

حال سوچنے والون کا ہے کہ جب وہ غور و فکر چھوڑ دین گے۔ اون کے معتقدات نظریہ بیکار ہو جائین گے۔ اور علیٰ ہذا تنگی سے زندگی بسر کرنے والے کہ جب وہ اپنی سختیون کو چھوڑ دین گے اونکی تاثیرات کونیہ اور مکاشفات صوریہ جاتی رہین گی۔ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی وہبی ہوتی ہے وہ برابر یکسان رہتی ہے۔

جس نے اپنا راز چھپایا وہ اپنے معاملہ کا مالک ہوا۔ اور جس نے ایسے احوال ظاہر کئے جو راز پر دلالت کرتے ہین اوسنے کچھ بہی نہ چھپایا۔ اور اپنے گروہ پر نہ ظاہر کرو۔ مگر اوسی قدر جسکو تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری نسبت مان لین گے "کہین اپنے خواب کو اپنے بہائیون سے نہ کہہ بٹھینا کہ تجھکو کسی نہ کسی آفت مین پہنسانے کی تدبیرین کرنے لگین"۔عـ۵

شکر کامل کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا جو شکر کرے اوسکو اللہ ہی کی طرف سے مشاہدہ کرے۔ "اور کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے لئے شکر کرتا ہے"عـ۶ اور حقیقت مین اللہ کا شکر نہین کرتا ہے مگر اللہ ہی۔ اور بندہ اس سے عاجز ہے۔

جب تمکو معلوم ہو کہ تمہارے پیر کو تمہارے سارے احوال کی اطلاع ہے تو گویا تمنے اپنا نامہ اعمال اوسکے سامنے پیش کر دیا اور اوس نے اوسکو پڑہا۔ پس وہ یا تو تمہارا شکر کرے گا۔ یا تمہارے رب سے تمہاری بخشایش چاہے گا۔ اسلئے اوسکی سنو اور اطاعت کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہین کو بصیرت عطا فرمائے تو تم اس کے ذریعہ

عـ۵ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۵ سورہ یوسف کی پانچوین آیت (پارہ بارہ۔ رکوع ۱۱)

عـ۶ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ۔ سورہ نمل کی بیالیسوین آیت (پارہ ۱۹۔ رکوع ۱۸)

سے جان لوگے۔ گویا تمکو تمہارا نامۂ اعمال پڑہنے کے لئے ملگیا۔ بس اگراول نیکیون پر تمنے عمل کیا جو اوس مین ہین تو تمکو نامۂ اعمال داہنے ہاتھ مین ملا۔ اور اگر اُس کے مضمون کی تم نے مخالفت کی تو تمکو وہ نامہ بائین ہاتھ مین ملا۔ اور اگر تمنے اوسکے دیکھنے مین غفلت کی تو تم کو وہ نامہ تمہاری پیٹھہ کے پیچھے سے ملا۔ اور جہان کہین یہ بیان تمکو ملے تو اپنے نامہ کو پڑہ لیا اور اپنے حساب کو لکھ لیا کرو " آج اپنا حساب لینے کے لئے تو آپ ہی بس کرتا ہے "[۵] بس اسکو سمجھو۔

پیشوایان ہدایت اللہ عزوجل کے امان مین ہین۔ اور وہ جو روتے اور گڑگڑاتے ہین تو اپنی پیروی کرنیوالونکے لئے یعنی خواہ اونکو تعلیم ہو کہ کیونکر عمل کرنا چاہیئے یا شفاعت غیبیہ ہو۔ اور کوئی شک نہین کہ تعلیم ہی شفاعت ہے اس لئے کہ جس نے سیکھا اور عمل کیا اوسکے حق مین سفارش منظور ہوئی اور اوسکو فائدہ پھونچا۔ اور جن لوگون نے ایسا نہین کیا اون کو سفارشیون کی سفارش فائدہ نہ دیگی " پس[۶] ان لوگون کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگردانی کرتے ہین "

کشف تمہارے پروردگار علیم کی طرف سے ہے اور اوسپر پردہ تمہارے بھی وہم کی طرف سے پڑتا ہے۔ اسلئے کشف کے لئے اپنے وہم سے مدد نہ لو اس لئے کہ اِس سے اور بھی پردہ بڑھجائیگا۔ اور جسوقت تم خلوص کے ساتھ

---

[۵] كَفَىٰ بِنَفْسِكَ ٱلْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ سورہ بنی اسرائیل کی چودہوین آیت (پارہ ۱۵۔ رکوع ۲) مترجم

[۶] فَمَا لَهُمْ عَنِ ٱلتَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ سورہ مدثر کی انچاس آیت (پارہ ۲۹۔ رکوع ۱۶) مترجم

اوسکے وجود کی طرف متوجہ ہوگے تو اپنے رب سے بخل کا اندیشہ نہ کرو کیونکہ وہ تم کو ضرور ہی دیگا۔

چونکہ حوّا، آدم کی پوشیدہ شہوت کی مظہر تھین اسلیئے عورت کبھی نہین دیکھتی مگر شہوت جسمیہ ہی کو جو نہین جانتی کہ اوسکے اوپر کیا ہے اور اوس کی ہمت اعلیٰ کی طرف رُخ ہی نہین کرتی اور نہ کبھی انجام پر نظر کرتی ہے۔ وہ تو صرف اوسی چیز کی طرف دوڑ جاتی ہے جسکی طرف اوسکا بہیمی وہم اوس کی خواہشون کو حرکت دیتا ہے۔

بعض باتین خلق کے لئے کمال کی اور حق کے لئے نقصان کی ہین مثلاً ازواج و ذرّیت۔ پس اگر کوئی کہے کہ ازدواج نہو تو نتیجے ظاہر نہ ہون۔ تو اوس سے کہو کہ نہین نتیجہ وہان سے حاصل ہو سکتا ہے جہان سے آدم علیہ السلام کیصورت مین حاصل ہوا۔ لیکن بالکل اسباب ہی کی طرف رخ کرنا ہی تو وہ ممنوع کہانا ہی جو اوس عذاب کے مسلط ہونے کا باعث ہے جو ضروریات مین ہے۔ فافہم۔

اللہ تعالیٰ کے قول خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ[ع۵] مین "زینت" سے یہان مکارم و محامد و فضائل مراد ہین کیونکہ نفوس آدمیہ کیلیئے تو یہی آراستگی ہے۔ اور اسکی ضد تو جانورون کی آراستگی ہے۔ اور "كُلِّ مَسْجِدٍ" سے مراد کل وہ لوگ ہین جو اپنے نور سے خلق کو راہ دکہاتے اور اونکو حسن عبودیت کیطرف لیجاتے ہین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ[ع۵] ط ذَٰلِكَ

ع۵ سورہ اعراف کی اکتیسوین آیت (پارہ ۸۔ رکوع ۹) ع۵ اور پرہیز گاری کا لباس یہ بہتر ہے۔ یہ خدا کی نشانیون مین سے ہے تاکہ لوگ غور کرین۔ سورہ اعراف کی چہبیسوین آیت (پارہ ۸۔ رکوع ۱۰) ۱۲

مِّنۡ آیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ۝ حق پیدا ہوا ہے حق کی صورت مین بس یہی اوس کی زندگی وشباب ہے۔ اسلئے جب حجابون اور غفلتون کے عوارض اس کو بوڑہا کر دیتے ہین تو وہ آگ کا سمندر ہو جاتا ہے کہ جب وہ آگ مین ڈالا جائے تو اوسکا شباب لوٹ آئے بس اسکو سمجھو۔ اور جو بندہ کہ بخیل یا گنہگار ہے یا اُس مین بغیر حلم کے عجلت ہے اوسپر محبت کی صفت کا اطلاق صحیح نہین ہے۔

قلب کا نام قلب اسلئے ہوا کہ یہ علم ازلی مین حق تھا جسکی قوت مین اوسکا خلق ہونا پوشیدہ تھا۔ اور علم ابدی مین اسکا اُلٹا ہو گیا۔ یعنی یہ وہ خلق ہوا جس مین اس کا حق ہونا پوشیدہ ہے۔ بس وہ حق جو ازل مین تھا اپنے رب کا گھر ہے۔ اور وہ خلق جو ابد مین ہے اوسکے بندہ کا گھر ہے۔ اور جیسا کہ ازل کے روسے حق کے ذریعے سے خلق کا ظہور ہوا۔ اوسی طرح ابد کے اعتبار سے خلق کے ذریعہ سے حق کا ظہور ہوا۔ اور اسمین لمبی تقریر کی ہے۔

جب بندہ پر حق تعالیٰ کی نظر عنایت ہوتی ہے تو جو چیزین کہ بدبختون کی شقاوت کے سبب ہوتی ہین وہی اوسکی سعادت کے ذریعے ہوتی ہین۔ یہ گناہ کرتا ہے۔ اور اسکے بعد دل شکستہ شرمندہ و ذلیل ہوتا اور حجاب وجدائی کا مزا چکھتا اور اس سے وصل کی قدر پہچانتا ہے۔ اور اس سبب سے زیادہ شکر کرتا اور زیادہ مورد فضل ہوتا ہے۔ اور جو اسکے برعکس ہے اوسکا معاملہ بھی برعکس ہے بیشک اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے قول وَاِذَا رَاَیۡتَ الَّذِیۡنَ یَخُوۡضُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡھُمۡ[ع٥]

ع٥ دیکھو سورہ انعام کی اڑسٹھوین آیت (پارہ - ۷ رکوع ۱۴) - مترجم

آلایہ مین اون لوگون سے روگردانی کا حکم ہے جنھون نے جو اولیار کمسلین کا مشغلہ بنار کھا ہے۔کیونکہ یہی اللہ تعالیٰ کی وہ آیات ہین جو اللہ تعالیٰ کو پہچنواتی ہین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ط (اور مقصود یہ ہے کہ ہم تمکو لوگون کے لئے ایک آیت یعنی نشانی و نمونہ بنائین)

چونکہ وکالت سے یہ بات نکلتی ہے کہ جس بات کو مؤکل نے وکیل کے سپرد کیا ہے اوسمین وہ عاجز ہے اور وکیل کو اوس پر گونہ قدرت ہے کیونکہ بذات خود کام کی انجام دہی کے مانع کا پایا جانا لابدی ہے۔ اسلئے اللہ کو اپنے بندہ کا وکیل کہا گیا اور بندہ اپنے رب کا وکیل نہ کہلایا۔

اِنسے پوچھا گیا کہ کیا حق کے مُرید (ارادہ کرنے والے) کیلئے جائز ہے کہ ایسی چیز مین مشغول ہو جو اوسکو اوسکی مراد سے روکے؟ اونہون نے کہا کہ نہین۔ تب یہ سوال کیا گیا کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی امت کو نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اس مین کیا حکمت ہے؟ حالانکہ اِس مین جو رکاوٹ ہے وہ ظاہر ہے۔ اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ نفوس بشریہ کی پیدائش اسپر ہوئی ہے کہ اپنے عوارض مزاجیہ سے مغلوب ہون۔ اسلئے انکو ایسی چیز کی اجازت دی گئی جس سے اِن عوارض کے غلبہ سے رہائی پائین تاکہ یہ عوارض اونکو حق سے نہ روکین۔ اور نکاح کرنے سے پہلے ضرورت واقع ہونے کی شرط اسلئے لگا دی گئی کہ یہ حق کیطرف متوجہ نہ کر اوس سے روگردان ہونے کا ذریعہ ہو۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے قول "ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا" کو نہین دیکھتے۔ "عول" کے معنی زیادتی کی

ع۵ دیکھو سورہ بقرہ کی دوسو انسٹھوین آیت (پارہ ۳ رکوع ۳) ۱۲

ہین۔ یعنی نکاح قریب تر اس سے ہے کہ تم اپنے مولی کو چھوڑکر اوسکی طرف جو اوس سے کم ہے جھکو۔ اسلیئے جو شخص اچھی نیت سے نکاح کرے گا وہ اپنے نکاح کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے۔ علاوہ برین نکاح مین زنا سے بھی جو اللہ تعالیٰ سے بہت ہی بڑا حجاب ہے بچاؤ ہے۔ اور جس نے محض شہوت ہی کے لئے نکاح کیا اوسی کے لئے یہ پروردگار سے باز رکھنے والا ہے۔

تیری روحانی حقیقت کے مبدء کا تیری جسمانی حقیقت کے مبدء سے تجھپر زیادہ حق ہے۔ اور جب تو نے اسکو جان لیا تو اپنے رب کے کام کو جو تیرا روحانی مبدا ہے سب پر مقدم رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تیری نسبت فرمایا ہے "پس مینے اوس مین اپنی روح پھونکی"۔ اسلیئے تیرے مان باپ اور اللہ کے سوا ہر چیز سے حق تعالیٰ کا حق تجھپر زیادہ ہے اور وہ تجھپر اول سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ تیری خوشی کا خواہان ہے اور چیز کا مالک سب سے زیادہ اوس چیز کا مستحق ہوا کرتا ہے۔

تیرا مرشد و تربیت کنندہ جسکا خلیفہ ہو وہی اپنی حقیقت کی رو سے تیرا پروردگار و رہنما ہے۔ پس اے مرید اوس شخص کو پہچان جو تیری مراد ہے۔ اور اے شاگرد اوسکو جان جو تیرا اوستاد ہے۔ اور اسکی پابندی کو غنیمت جان

بُرے علمار لوگون کے حق مین ابلیس سے زیادہ ضرر رسان ہین۔ کیونکہ ابلیس جب وسوسہ ڈالتا ہے تو مومن سمجھ جاتا ہے کہ یہ کھلا دشمن و گمراہ کرنے والا ہے۔ اسلیئے جب اوسکے وسواس کی اطاعت کرتا ہے تو جان لیتا ہے

کہ مین نے گناہ کیا اور اپنے گناہ سے پروردگار کی درگاہ مین توبہ واستغفار کرتا ہے
اور برے علمار حق و باطل کو گڈمڈ کردیتے اور اپنی کجی اور ہٹ دھرمی سے غرضون
اور خواہشون کے موافق احکام مین زیادتی کرتے ہین۔ اسلئے جس نے اِن کی اطاعت
کی اوسکی محنت رائگان گئی حالانکہ وہ یہ سمجھا کہ مین نے اچھا کام کیا۔ اسلئے ان سے
اللہ کی پناہ چاہو اور پرہیزکرو اور سچے علمار مین سے ہوجاؤ۔

مولویون سے احکام دین کے علم کا دعویٰ حاصل کروگے۔ اور علمار
باعمل سے احکام دین پر عمل کرنا سیکھوگے۔ اسلئے دیکھ لو کہ دونون مین سے
کون سا فائدہ رب العالمین کے نزدیک قربت کا ذریعہ ہے۔ بس استحکام کے
ساتھ اوسی کے پابند رہو۔ اور جب تم سے مولوی کہین کہ تم نے خلوص والے
صوفیون سے کیا حاصل کیا؟ تو اون سے کہو کہ مین نے احکام دین کے جو
اقوال تم سے سیکھے تھے اون پر خوبی کے ساتھ عمل کرنا مین نے ان سے سیکھا۔

قربت کی نیت عادات و مباحات کو بھی عبادت بنا دیتی ہے۔ یہانتک
کہ اہل اللہ کے پشمی جُبہ کو تم اورون کے ریشمی لباس سے بہتر سمجھتے ہو۔ اور یہ
اسوجہ سے ہے کہ اوس سے اونکا مقصود اللہ تعالیٰ کا رُخ ہے "اور جو شخص نیکی
کرے گا اوسکے لئے ہم اور زیادہ خوبی پیدا کردین گے"[ع]

تیرے اور تیری دریافت کے بیچ مین یہی ہے کہ تو دُنیا کی محبت کو اپنی پشت
پر ڈالدے۔

ع وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهِ حُسْنًا سورہ شوریٰ کی تئیسوین آیت
(پارہ ۲۵- رکوع ۴) ۱۲ مترجم

خاتم الاولیا خاتم الانبیار کے طور پر ہوتے ہین۔ اور اسکی علامت یہ ہے کہ کل اولیار کی یافت اوس مین ہوگی اور اپنی خاص یافت کے ساتھ مخصوص ہوگا جیسا کہ خاتم الانبیار مین کل نبیون کے کمالات تھے اور اسنے اپنی خصوصیت کے باعث ممتاز تھے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ "واحد" دوجہتوں سے دو اعتبار کے باعث صدیق قطب ہوتا ہے اور اس مین شک نہین کہ صدیقیت نظام قطبیت کے ضمن مین ہوتی ہے اسلئے کہ وہ اسکے دائرہ کے مراتب مین سے ہے۔

قطب ایسے کمال پر کہ نوع انسان کے لئے اوسکے زمانے اور اوس کے دائرہ کے موافق ممکن ہے نورِ حق کا مظہر ہے اور صدیق ایسے کمال پر جو اوسکے مثل کے لئے ممکن ہے قطب کے نور کا مظہر ہے۔ اور نور وہ ہے جس سے کشف و بیان اور معانی کی تحقیق اعیان مین حاصل ہوتی ہے۔

اولیارِ عارفین کی مجلسین روحانی محاضرات ہین ان مین وہ روحانی زبان کی فصاحت کے سوا کسی چیز کی پروا نہین کرتے۔ اور وہ ذوق کی روسے معانی کی تحقیق اور حق و صدق کی روسے اونکا حسن قبول ہے۔ اور جب اونکی یہ فصاحت درست ہے تو پھر کوئی مواخذہ نہین ہے چاہے اونکی جسمانی زبان فصیح ہو یا کند یا غلط کار یا درست گفتار۔ حدیث مین ہے کہ " اللہ تعالیٰ تمھاری صورتون کو نہین دیکھتا ہے

ما برون را ننگریم و قال را ... ما درون را بنگریم و حال را

ان سے پوچھا گیا کہ شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی حزب النور مین

"اعوذبك من السبعين والثمانيه" سے کیا مراد ہے۔ انہون نے کہا کہ سبعین یعنی ستر سے وہ زنجیر مراد ہے جس کی ناپ گزون مین ستر گز ہوگی اور یہ ہلاک ہونے والے فرقون کا مظہر ہے اور ثمانیہ یعنی آٹھ سے سات راتون اور آٹھ حسوم یعنی منحوس دنون کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ آٹھ دروازے جہنم کے مظہر ہین۔[۵]

ہر ولی کے لئے خضر ہے جو اوسکی روح ولایت کی متشکل صورت ہے جیسا کہ ہر نبی کے لئے جبریل کی صورت ہے جو اوسکی روح نبوت کا تمثل ہے کہ اسکے حس مین اوسکے نفس کے فوق سے ظاہر ہوتا ہے۔

صحیح حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "قسم ہے اوسکی جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ کبھی تم کوئی راہ نہ چلے مگر شیطان تمہاری راہ کے سوا دوسری راہ چلا" اس سے حضرت عمرؓ کی وہ صورت روحانیہ مراد ہے جس کے ساتھ وہ اس خطاب کے وقت تھے۔ اسلئے اس پر یہ اعتراض نہ ہوگا کہ جاہلیت مین ان کو شیطان نے کیونکر گمراہ کیا تھا۔

"میرے والد صاحب ختم الاعظم تھے پس شاذلی اور سب اولیا اونکی سلطنت کے سپاہیون مین سے تھے۔ اسلئے سارے دائرون مین وہ حاکم تھے محکوم نہ تھے پس ہم سے نہین کہا جا سکتا ہے کہ تم لوگ شاذلی کا حزب کیون نہین پڑھتے کیونکہ تم اونکے تابعین مین سے ہو۔ (مین کہتا ہون کہ) جو لوگ اوائل مین

[۵] دیکھو سورۂ الحاقہ (پارہ ۲۹۔ رکوع ۵) کی ساتوین آیت تیسوین آیتین۔ ۱۲ مترجم

صادقین تھے اون مین سے ایک جماعت نے مقام ختمیت کا دعوی کیا ہے
اور جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر زمانہ کے لئے ایک ختم الاولیا ہوا کرتا ہے۔
اور اسپر قرینہ انہین کا قول ہے جو اوپر گذرا کہ "ہر ولی کے لئے ایک خضر ہوا کرتا ہے"
واللہ اعلم

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ" (سب سے پہلا گھر جو لوگون کے لئے ٹھیرایا گیا وہ یہی ہے جو مکہ مین ہے) اس آیت مین گھر سے آدم علیہ السلام کا قلب مراد ہے کیونکہ یہی پہلا گھر ہے جو بشر مین پروردگار کے لئے ٹھہرایا گیا اور آدم علیہ السلام اپنے جسد کے ساتھ خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے نیچے مدفون بھی ہین جیسا کہ اونکو کشف ہوا تھا۔ اور کعبہ کی عمارت تو قاصرون کے لئے مثال ہے کہ اسکو دیکھکر معنی کو یاد کرین۔

غذا ہر مقام مین مقام کی مناسبت سے غذا کھانے والے کے مشابہ ہوا کرتی ہے پس جسم کی غذا جسم۔ روح کی روح۔ نفس کی نفس۔ عقل کی عقل علم کی علم۔ حق کی حق اور خلق کی خلق۔ بس اسکو سمجھو۔

خنق کے معنی لغت مین تنگ کرنے کے ہین اور خانق تنگ راستہ کو کہتے ہین۔ اسی وجہ سے جس تکیہ مین رسمی صوفی رہتے ہین اوسکو خانقاہ کہتے ہین کیونکہ یہ لوگ اون شرطون کی وجہ سے جن کی پابندی خانقاہ کی دوامی سکونت مین کرنی پڑتی ہے اپنے نفسون پر تنگی کرتے ہین۔ اور لوگون کا مقولہ ہے کہ "جو شخص حضور سے غائب ہوا اوسکا حصہ بھی غائب ہوا مگر اہلِ خوانق یعنی سختیان برداشت کرنے والے"

جو شخص احترام کو دوست رکھتا ہے اوسکی ہتک حرمت تم نہ کروگے مگر اُسی صورت مین کہ تم مین حق سے مغائرت کا کچھ شائبہ باقی ہوگا۔ اور وہی شائبہ تمھاری نسبت یہ حکم لگاے گا کہ تم قلیل الادب ہو کیونکہ اوس مظہر مین احترام کو در حقیقت دوست نہین رکھتا ہے مگر حق ہی۔ لیکن اگر تم مین حکم غیریت کا شائبہ باقی نہین ہے تو جو امر تم سے سرزد ہوگا وہ حق کی طرف سے اپنے لئے ہوگا" پس نظر دوڑاؤ کہ کیا دکھائی دیتا ہے" بلکہ خود انسان اپنے مقابلہ مین حجت ہے۔ گو وہ بہانے پیش لایا کرے"

بیٹا جب کمانے پر قادر ہوا اور اسکی صلاحیت اُس مین آگئی تو اوسکی کفالت اوسکے باپ پر نہ رہی۔ اور غلام کی کفالت آقا کے ذمہ سے کسی سبب سے ساقط نہین ہوتی۔ اسلئے جو اوسکا بندہ ہو اوسکی بندگی کو لازم کرلو اور غنیمت جانو

جب عارف دیکھے کہ وہ اپنے معروف کا عین ہے تو لوگون کے اوس کی تعظیم کرنے مین اوسپر کوئی الزام نہین ہے۔ (مین کہتا ہون کہ) اوسکے عین معروف ہوجانے کے معنی یہ ہین کہ معروف کی وہ صفات جن سے متخلق ہونے کا حکم ہے اوس مین آجائین اور یہ بیان اسپر مبنی ہے کہ صفات عین ہین غیر نہین ہین۔

جس کے ساتھ کوئی چیز نہین ہے اور نہ کوئی چیز اوس کے سوا ہے اُسکے ساتھ تم کیونکر متحقق ہوسکتے ہو حالانکہ تم اپنے نزدیک ایک چیز اوسکے سوا اُس کے ساتھ موجود ہو۔ کیونکہ اول کا وجود دوسرے یا دوسرے کے لوازمات سے کے نہ رہنے کے ساتھ مشروط ہے۔ فافہم۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول "ارقبوا محمداً فی عترتہ" کی شرح
مین یہ کہتے ہین کہ محمد کو ان کے ذریعے سے مشاہدہ کرو۔ پس اگر ان مین کوئی ایسی
بات پاؤ جو تم پر گران گذرے تو اوسی طرح اوسکو مان لو اور اوسپر راضی ہو جاؤ کہ
گویا وہ تمہارے روبرو آنحضرت سے آئی ہے اور پھر جو کچھ[ع۵] وہ فیصلہ کردین اُس
سے کسی طرح دلگیر بھی نہ ہو بلکہ دل و جان سے اوسکو قبول کر لو" اور اگر تم کو اون
سے کوئی تعجب انگیز امر پیش آئے تو اس کو رسول اللہ کی عترت مین رسول اللہ
کی طرف سے مشاہدہ کرو تا کہ ان کی وجہ سے تم رسول اللہ سے محجوب نہ ہو اور رسول اللہ
سے کم ان کو دوست رکھو اور انکو یاد کرنے کے سبب سے رسول اللہ کو بھول جاؤ۔
اسلئے کہ حقیقت مین ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی نسبت ہے
جو اچھے خالص بشر کو اوس روح سے جو اُس شکل مین آئی ہے۔ اور کیا شاخ
حقیقت مین جڑ کی غیر ہوتی ہے؟ اور اسکے پھل نہین آتے مگر اسی مین سے۔
"کُنتُ کَنزاً لَا اُعرَفُ" (مین ایک غیر معروف گنجینہ تھا) اس سے تجرد کا
مرتبہ مراد ہے "فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ خَلقاً" (پس مینے چاہا کہ پہچانا
جاؤن اسلئے مینے خلق کو پیدا کیا) یعنی تقدیری ذاتین مین نے مقدر کین اور اُن
سے اپنے آپ کو پہچنوایا اور ان سب کو انہین کے ذریعہ سے ان کی راہ دکھلائی
پس میرے ہی ذریعہ سے انہون نے مجھے پہچانا کیونکہ مین ہی توکل ہون۔ تحقیق
مین اس کلام کی حقیقت یہ ہے جو مین نے بیان کی اور فرقان مین اسکے دوسرے

ع۵ یہ سورہ نساء کی پینسٹھوین آیت (پارہ ۵- رکوع ۶) کا اقتباس ہے۔ اسلئے اُسکو
دیکھ لو- ۱۲ مسترجم

معانی بھی ہین۔ اور سب اللہ کے پاس سے ہین۔ فافہم۔

اور ہر صورت آدمیہ مین آدم ہے اور فرشتہ اوسکو سجدہ کرنے والے ہین۔ اور ایسے ہی اماموں کے حقایق ہین بس ان مین سے ہر ایک ایک کُلی ہے جو اپنے پیروون کے اعتبار سے مقتدی ہے "پس جسنے میری پیروی کی بس وہی مجھسے ہے" پس یہ لوگ مجملاً وہ ہین۔ اور وہ مفصلاً یہ لوگ ہین۔

تو اے مرید شاخ ہے اور تیرے پیر کا نور آفتاب ہے جو تجھکو زندہ رکھتا ہے اور ماہتاب ہے جو تیری پرورش کرتا ہے۔

جب تو نے اپنے آلات ادراک کی رکاوٹین دور کردین تو تو اون مین سے ہر ایک سے وہی کام لیگا جو دوسرے سے نکلتا ہے۔ پس تو کسی بات کو نہ سنے گا مگر اوسکو دیکھے گا بھی اور ہر مقام مین اسی کے موافق قیاس کرلو۔

جب تم نے نفس کو قلب کے حکم کا تابع کردیا تو نفس کو کوئی جھگڑا اپنے رب اور حاکم سے نہ رہا۔ ورنہ جسقدر نفس مین شرک رہتا ہے اوسی انداز سے اوس مین جھگڑنے کا مادہ رہتا ہے۔

جہان عالم کے ذمہ کلام کرنا ہے وہان اسکا سکوت ویسا ہی ہے جیسا جاہل کا کلام کرنا۔

حدیث "مَنْ وَلِّیَ الْقَضَاءَ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ" (جس نے قاضی کا عہدہ قبول کیا وہ بغیر چھری کے ذبح ہوا) کے مطلب مین یہ کہتے ہین کہ ذبح سے فضلات ردیہ کا دور کردینا مراد ہے۔ بس معنوی ذبح یہی ہے کیونکہ یہ بدون چھری کے ہوتا ہے۔ پس جس نے وہمی رعونتون کو دور کرکے قاضی

کا عہدہ قبول کیا وہ صاحب حکومت اور قاضی بالحق ہے۔ اور جس نے ایسا نہ کیا وہ زبردستی کرنے والا قاضی جور ہے (مین کہتا ہون کہ) اسکی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے جو مردار کے چمڑے کے بارہ مین ہے کہ "اسکا گلا یاجانا ہی اسکا ذبح کرنا ہے"۔ فتامل۔

جب تک تیرا تعلیم کرنیوالا تعلیم کے ذریعہ سے تیرے نزدیک معلومات کو پیدا کرتا ہے وہ تیرا باپ ہے۔ اور جب اوس کے نور سے تیری روح متحقق ہوگئی تو اوسکا علم تجھہ مین معلومات کو عظمت کے ساتھ جلوہ گر کرنے لگا اور وہی وحی ہے اور تیری طرف تیرا رب ہی وحی بھیجتا ہے۔ پس پہچان اور غنیمت جان۔

اللہ تعالیٰ کے قول "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (اور ہماری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو) کی تفسیر مین یہ کہتے ہین کہ۔ یعنی نہ میرے اجر اور نہ میرے سوا کسی چیز کے لئے۔ پس یہی عاشقون کی عبادت ہے۔

ہر محق مُصَدِّق ہے اور ہر مصدق محق نہین ہے۔ پس جس نے حق کو حق کے ذریعے سے پایا وہ محق مصدق ہے۔ اور جسنے کسی امر زائد سے پایا وہ صرف مصدق ہے۔

جس نے اپنی حد سے تجاوز کیا وہ مقید ہوا اور جسکا کوئی غیر ہی نہین ہے اُس کے لئے کوئی حد نہین ہے۔ فافہم

تجھکو نہین دیکھتا ہے مگر تو ہی پھر اوسکے ساتھ جو تو ہی ہے تجھے کون فائدہ

ع٥ سورہ طٰہٰ کی چودہوین آیت (پارہ ۱۶ - رکوع ۱۰) ۱۲-

پہونچا سکتا ہے کہ تو وکہا واکرتا ہے تاکہ وہ تجھے دیکھے۔

تیرا مرشد تجھکو تجھ سے زیادہ جانتا ہے کیونکہ وہی تیری حقیقت ہے اور تو ظلمت ہے۔

تم اوسیقدر اپنی حقیقت کو پہچانوگے جسقدر اپنے مرشد کو۔

جبتک کہ تمہارے نزدیک تمہارے مرشد کی مغائرت کا حکم اُٹھ نہ جائے اوسوقت تک حقیقت کے اعتبار سے یقیناً تم نکمے ہو۔ اسلئے اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس سے اس چیز کو مانگو۔

جہان کہین ربانی خطاب "اے بنی آدم" کے الفاظ مین آیا ہے وہان اون سے داہنی جانب والے مراد ہین۔

جب ایمان کا ریشمی جامہ دونون جہان کے کانٹون سے چھوٹ گیا تو واللہ وہان نہین ہے مگر اللہ ہی لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

حدیث "کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی" (فرزند آدم کا ہر عمل اوسیکے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہے) کے متعلق انکا قول ہے کہ فرزند آدم سے وہ لوگ مراد ہین جو محجوب ہین کیونکہ مقربین کے سارے عمل اپنے رب ہی کے لئے ہین اور وہ سب کے سب روزے ہی ہین کیونکہ یہ لوگ عملون کی نسبت اپنی طرف سمجھنے سے بری ہین البتہ مین مجاز کے طور کی نسبت کو نہین کہتا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

مرشد ناطق کی صورت مرید صادق کے سرّ کا آئینہ ہے کہ جب اوس مین بصیرت کے ساتھ نظر کرے گا تو اپنے سرّ کو اوسکی سریرت کی صورت

مین مشاہدہ کرے گا پس مرید کے پہلے مبادی یہ ہین کہ اوسکا باطن اہل صلاح
وولایت کے خط وخال سے آراستہ ہو۔ اور اسکے ہوجانے پر جب اپنی چشم
بصیرت اپنے مرشد پر ڈالے گا تو اپنی صلاح وولایت کی صورت اپنے مرشد
کی صورت کے صفا مین دیکھے گا اور بول اوٹھے گا کہ اوسکا مرشد ہی ولی صالح
ہے۔ تب اوسکی لگاتار نگاہون کی برکتون اور اوسکی بلند ہمتون سے مدد چاہیگا
اور برابر اپنے مرشد سے اعلیٰ درجہ کی دعاؤن اور عمدہ ونفیس خطرات کا طالب
رہے گا۔ اس سے وہ مرشد کے نزدیک ویسا ہی دوست سمجھا جائے گا جیسا
بہت ملنے جلنے والا۔ یہان تک کہ اسرافیلِ عنایت اُسکے قلب کی صورت
کے صُور مین تخصیصِ آدمی کی روح پہونکے گا۔ اور اس مقام پر وہ اپنے مرشد
کو آدم زمان اور موجودات کا مالکِ عنان مشاہدہ کرے گا۔ تب اوس کی ویسی
تعظیم کرے گا جیسی کہ جوان بیٹا اپنے بارعب باپ کی کرتا ہے۔ یہان تک کہ صورتِ
آدمیہ کا حجاب اُٹھ جائے اور اوسکی مخصوص روح محمدیہ کا جمال جلوہ گر ہوجاے۔
اور اس مقام پر وہ اپنے مرشد کو محمدی سردار مشاہدہ کریگا۔ اور اوسکا غلام بن
جائے گا اور اسکے سوا نہ کسی کی طرف حاجت لیجائے گا اور نہ کسی طرف رُخ
کریگا۔ یہانتک کہ انوارِ روحانیہ اوسکے سدرۂ باطن پر چھا جائین گے اور کدورت
کجی و پردۂ سرکشی کو دور کردین گے۔ اور اسوقت جب اپنے مرشد پر نظر ڈالیگا
تو نہ دیکھے گا مگر ایک ہی کو جو ہر جلوہ گاہ مین دیکھنے والے کی وسعت کے مطابق
جلوہ گر ہے۔ تب وہ وجود کے سامنے عدم اور حضرت شہود مین محو ہوجائے گا
پس مرید کا اول امر توفیق ہے اور اوسط تصدیق اور آخر تحقیق۔ اور یہی انتہا ہے

مقعد صدق مین ملیک مقتدر کے پاس قدم صدق سے دوڑ کر جانے کی ابتدا ہے
جو شخص اندرائن کے چھلکے مین شہد رکھتا ہے اوسکا اصل حال ناواقفون
پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شہد مین جب ظاہری ظرف کی تلخی محسوس ہوتی ہے
تو بیوقوف آدمی اوسکو اصل کی تلخی گمان کرتے ہین "کہو کہ جو لوگ ایمان رکھتے
ہین اُن کے لئے تو یہ ہدایت و شفا ہے۔ اور جو ایمان نہین رکھتے اون کے
کانون کے حق مین گرانی اور اون کی آنکھون کے حق مین نابینائی ہے"۔

بندگان مکرمین کو اون کی شناخت کے بعد ذلیل و خوار کرنا فوری زہر ہے کہ
جہان قلب مین پہونچا اور فوراً آدمی مرا۔

اللہ کا مخصوص وہی شخص ہے کہ اوسکا سر و جہر تمام اقطار سے نفوذ کرے
پس اس مین غیر اللہ کی سمائی نہو اور نہ اللہ مین اس کے غیر کی گنجایش ہو۔
اور جو اللہ کے مخصوص نہین ہین وہ اسکی ضد مین اسلئے وہ زمین یا آسمان یا
برزخ یا جنت یا دوزخ مین مقید ہین۔

ایک نہین ظاہر ہوتا کل مین مگر ایک ہی گو صورت مین وہ ایک سے زیادہ
ہون۔ اسلئے وہ سریت مین ایک ہی ہین جیسے عیسیٰ و یحییٰ و موسیٰ و ہارون
مثلاً پس یہ دونون حس کی رو سے دو تھے اور حقیقت مین دونون ایک تھے
"پس تم دونون کہو کہ مین رب العالمین کا رسول ہون"۔ یہ ویسا ہی ہے کہ

ف قل ھو للذین امنوا ھدی و شفاء و الذین لا یومنون فی
اذانھم وقر و ھو علیھم عمی۔ ۵ سورہ حم السجدہ کی چوالیسوین آیت
(پارہ ۲۴۔ رکوع ۱۹) ۔ ۱۲ مترجم

جب تم اسم ذات اقدس کی تعبیر عربی زبان مین کرنا چاہو تو اللہ جل جلالہ کہو۔ عبرانی مین تو اُلوہیم۔ فارسی مین تو خدا۔ ترکی مین تو تنگری۔ رومی مین تو تیبوس۔ اور قبطی مین تو لیصا۔ یعنی ہر زبان مین ایک دوسرے لفظ سے تعبیر کی جاتی ہے۔ اور اسپر نظر دوڑاؤ کہ جبریل جب آدمی کی صورت مین متشکل ہوتے ہین تو کئی بازوؤن اور متعدد سرون والے جبریل ہونے سے خارج نہین ہوتے بلکہ وہ دونون صورتون مین ایک ہی ہین متعدد نہین ہین

عقل "تم" کا حجاب ہے اور نفس "مین" کا اور جوان دونون سے بلند ہوا اوس نے طورِ سینا کے محضر سے "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ" کے مشہد تک ترقی کی۔

معشوق کی عاشقون کے اغراض سے مخالفت ان کے عشق کے سچے ہونیکی دلیل ہے۔

قریب کا قرب بلاشبہ قرب ہے اور بعید کی دوری بلاریب دوری ہے اور ایسا ہی معاملہ شہادت وغیب مین ہے۔

غیر حکیم مین علم کا ہونا ویسا ہی ہے جیسے مغرب سے آفتاب نکلنا۔ اور عمل بغیر ادب کے گویا شہد کو اندرائن کے تلخ چھلکے مین رکھنا ہے۔

مشکور ہوکر بچ جانے سے معتوب ہوکر بچ جانا بہتر ہے۔

جس کا کوئی پیر نہین اوسکا کوئی مولیٰ نہین اور جسکا کوئی مولیٰ نہین اوسکے لئے شیطان اولیٰ ہے۔

مرید وہ ہے جس کی مراد اوس کے مرشد کی آنکھون کے سامنے پائی جائے۔

جو شخص افعال مین اپنے مرشد کی موافقت کرے گا اوسکا مرشد اپنے اُن معارف مین جن کی خبر اوسکو دیگا اوس کو اپنی مطابقت پر لے آئیگا۔ اور جو شخص افعال مین اوسکی مخالفت کرے گا وہ اوسکے اقوال کے معانی کے توہم مین مطابقت کو کہو دیگا۔

جو شخص بدون اپنی اپنے مرشد کے ساتھ ہوگا اوسکا مرشد اللہ کے ساتھ اُسکی معیت مین ہوگا۔

جس شخص کو یہ وہم ہو کہ اسکا مرشد اوسکے غیر کی خبر دیتا اور اُسکے سوا غیر کے ساتھ باتین کرتا ہے وہ دور پہینکا ہوا ہے۔

مُرید صادق اپنے مرشد کی رحمانیت کے استواء کے لئے عرش ہے۔

اللہ نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے کہ اوس قلب مین داخل نہو جسمین اوسکا غیر ہو اور اُس آنکہہ کے سامنے ظاہر نہو جسنے اوسکے دیکہنے کی جگہہ سے اوسکے غیر کو دیکہا ہو۔

جس کو جہت نے بند کیا وہ حق کا چہرہ نہ دیکہیگا۔ اور جہت سے الگ نہ ہوگا مگر وہی جس نے آسمانون اور زمین کے اطراف سے نفوذ کیا۔ اور جسمین جسمانیت کا اثر مضبوط ہو گیا ہے وہ اونکے اطراف سے نفوذ نہین کر سکتا۔ کیونکہ انسان کا جسم ہی اوسکا قید خانہ ہے۔ پس جب اِس سے چہوٹا تو قید خانہ سے چہوٹا۔

جس نے اپنے آدمی ہونے کی طرف بالکلیہ التفات کیا اُس سے حقایق انسانیہ سلب ہوئے۔ اور جس سے حقایق انسانیہ سلب ہوئے وہ علوم الٰہیہ

کے حقایق سے جاہل رہا۔

مُریدکے اپنے مرشد سے کامیاب ہونے کی تین علامتین ہین۔ اُسکو سب سے بڑہکر دوست رکھنا۔ اور جو کچہہ اوس سے سنے اوسکو مان لینا۔ اور اُسکے کل شئیون مین موافقت کے ذریعے سے اُسکے ساتھ رہنا۔

جسنے اپنے مرشد کا تقرب خدمت کے ذریعے سے حاصل کیا اوسکے دل سے اللہ سخاوت کیواسطے سے قریب ہوا۔

جس نے اپنے مرشد کو اپنی جان پر مقدم رکھا اللہ تعالیٰ نے اوسکے لئے اپنے خطیرۂ قدس کو کھول دیا۔ اور جو اپنے مرشد کی بارگاہ کو نقائص سے منزہ سمجھا اوسکو اللہ تعالیٰ نے خصائص عطا فرمائے۔

اور جسکا مرشد اُس سے پلک جھپکنے بھر بھی اوجہل رہا اُسکو اللہ نے جدائی کے مہلکون مین ہلاک کیا۔ اور مرید اور اوسکے مرشد کے مشاہدہ کے مابین کوئی چیز حائل نہین ہوتی مگر یہ کہ مرشد کی مراد کی جگہہ اپنی مراد کو قایم کرے اور جس کے مرشد نے اوسکے نقائص پر اوسکی تنبیہہ نہ کی وہ اوسکے خصائص کے حضرت مین فرحت اندوز نہوا۔ اور جس نے مرشد کے کوڑے برداشت نہ کئے اوسکے سامنے عروس مودت کبھی جلوہ گر نہوئی۔ پھٹکار اُس مرید پر جسنے اپنی طبیعت سے رہنماے سرکشی کی۔ بیشک وہ سیدہے راستہ سے بہک گیا۔ "اور جس کے لئے اللہ نے کوئی نور مقرر نہ کیا اوسکے لئے کوئی نور ہی نہین ہے"

اللہ تعالیٰ کی بات سنے جو بدلتی نہین اور اوسکے حملد رآمد نے جو پلٹتا نہین پہلے سے یہ قاعدہ باندہ دیا ہے کہ کسی مخصوص مین اوسکے علم کی روح نہین

ہوتی جاتی مگر اوسکے لئے خلایق کی دو ٹولیان ہو جاتی ہین۔ ایک تو ملکی جو اوسکو سجدہ کرتی ہے۔ اور دوسری شیطانی جو اوس سے حسد کرتی ہے۔ اس لئے تم اسکی حرص کرو کہ نعمت علیہ والون کے محتاج بنو۔ اور اون سے فروتنی کے ساتھ ملو تاکہ تم بچو یا علم حاصل کرو یا مورد رحم ہو۔ اور خبردار اون کے دشمن یا حاسد نہ بنو ورنہ یا تمہاری نعمت چھن جائے گی یا سنگسار ہو گے یا محروم رہو گے۔

عارف کا قلب اللہ کی بارگاہ ہے اور اوسکے حواس اوس بارگاہ کے دروازے ہین۔ پس جس نے مناسب نزدیکی کے ذریعہ سے عارف کے حواس کا قرب حاصل کیا اوسکے لئے اُس بارگاہ کے دروازے کھلگئے۔

جو اپنے اخلاق کا مالک ہوا اوس نے اپنے خلاق کو پوجا اور جسکے اخلاق ہی اوسکے مالک ہوئے وہ اپنے خلّاق سے محجوب رہا۔

عادت وہ ہے جس مین لذت نفوس ہو اور عبادت وہ ہے جسکا خالص مقصود ملکِ قدوس ہو۔ چاہے وہ نماز و روزہ ہو۔ اور چاہے سونا اور کھانا۔ عارف کے نزدیک یہ سب عبادتین ہین۔

جس کی مالک اوسکی عادتین ہوئین اوسکی عبادتین رائگان گئین۔ اور جس سے عادتین دور ہوئین بس وہی عارف بامراد یا مشاہد ہے۔

جس نے اپنے پروردگار کو واحد مختار کی زبان سے یاد کیا اوسنے گھر کو خاص اوسی کے ذکر کیلئے خالی کیا۔

جس شخص کی برأت گھر سے ظاہر ہو گئی اور اسپر بھی اوس نے کہا کہ "مین اپنے نفس کو بری نہین کرتا" اوس کے لئے بادشاہ کا فرمان ہوتا ہے کہ

اسکو میرے پاس لاؤ مین اِسے اپنے لئے خاص کرلینا چاہتا ہون۔

مفید ترین قلم وہ ہے جس کے فیض کو افہام قبول کرین۔

آئینہ کو دیکھو کہ تمام صورتون سے مُعرّا ہوا اور ہر صورت والے کو اُس نے وہ باتین بھی دکھائین جنکو وہ دیکھہ سکتا تھا اور وہ بھی جنکو اپنی صورت مین نہین دیکھہ سکتا تھا۔ اسی طرح جو شخص تمام عالم کے علایق سے مجرد ہے اوسکا بولتا ہوا چہرہ حقایق کا آئینہ ہے کہ جو صورت والا اوسکے سامنے آئیگا۔ وہ ضرور اپنی حقیقت کے چہرہ کو اوس مین دیکھہ لیگا۔ پس جسکو خوبی نظر آئے وہ اللہ کا شکر کرے اور جسکو کچھہ اور دکھائی دے وہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔

جو خون کی پھٹکی کہ دانۂ قلب کے گرداگرد ہے وہ ہی وہ سانپ ہے جو ملکوتی مین سے عرش کے گرد حلقہ باندہے ہوئے ہے اور وہی وہ سانپ ہے جو جبروتی مین سے چشمہ حیات کے گرد حلقہ باندہے ہوئے ہے اور وہی وہ سانپ ہے جو مُلکی مین سے قاف کے گرد حلقہ باندہے ہوئے ہے۔

دماغ کا لبطن اوسط ہی جسکا نام دودہ (کیڑا) ہے وہ قوت ہے جو بہشت والون کیلئے ریشم پیدا کریگی۔

مین گویا کہڑا تہا کہ روح علمی نے مجھہ سے پوچھا کہ جس سے مین نے پیمان باندہا ہے اوس نے سبب کہا یا تو بہول گیا پہر وہ کہان تہا جس کے ذریعے سے تم اقرار کرتے اور نہین بہولتے ہو؟ مین نے کہا کہ روح الامین کے پوٹے مین۔ چنانچہ میرے رب نے جو الہام مجھے کیا تھا اوسکو میرے لئے اُس نے صواب قرار دیا۔ جیسا کہ اُس نے مجھے اوسکا مشاہدہ بھی کرایا اور مین نے اوسکو پایا بھی

اور اوسی کے لئے فضل واحسان ہے۔

مین سوئے ہوئے کی طرح تہا کہ میرے فہم مین اک بات گذری جس کا مضمون یہ ہے کہ اے علی وہ پرندہ کونسا ہے جسکو ہم نے ہر انسان کے گلے منڈھ دیا ہے ؟۔ مین نے کہا کہ آقاے من وہ ناطقہ ہے۔ پھر مجہہ سے پوچہا گیا کہ اس پرندہ کا پوٹا کونسا ہے ؟ مین نے کہا کہ آقاے من گویائی کی قوت جو عبارتاً زبان کے آلہ سے اور کنایتہً واشارتاً باقی اعضائے سے کام لیتی ہے تب مجہسے کہا گیا کہ اے علی یہ پرندہ جو کچہہ حس وخیال وادراک وقلب و فواد کے میدانون سے چگتا ہے وہ اوسکے پوٹے مین آجاتا ہے بعدہٗ اوس کے سب آلات مین سرایت کرجاتا ہے اور پہر عبارت وکنایت واشارت مین اوس سے ٹپکتا ہے۔ پس جب دنیوی ترکیبین اپنے اخروی بساط کیطرف لوٹین گی تو یہ پوٹا کہلی ہوئی کتاب ہوجائیگا جس مین ہر پرندہ اون چیزون کو دیکہے گا جنکو اوس نے چگا تہا۔ اسلئے وہ ہی اچہا ہے جو اچہی بات کہے یا چپ رہے۔

عقل کی فضیلت فضول کے ترک مین ہے۔ اور جو چیز کنایہ سے جسکی محسوس اور معقول دو قسمین ہین زیادہ ہے اور جو مقصود کہ غیر ضروری ہے وہ فضول ہے۔ اور جو وسیلہ ایسا ہو کہ اوسکا ضروری مقصود اوسکے بدون حاصل نہو سکتا ہو وہ کسی طرح فضول نہین ہے۔ اور غذا مین سے تمکو اوسی قدر بس کرتی ہے جو اللہ کے حکم کی تعمیل مین تمکو قوت دے۔

لباس مین سے تمکو اوسی قدر کافی ہے جسپر عقل والے تمکو بیوقوف نہ بنائین

اور بیوقوف تمہاری ہنسی نہ اڑائین۔ اور سواری مین سے جو تمہارا بوجھ اوٹھائے
اور تمہاری ٹانگون کو آرام دے اور تمہارے جیسے آدمی کیلئے معیوب نہو۔ اور گھر
مین سے جو تمکو اون لوگون سے چھپائے جنکی نسبت تم چاہتے ہو کہ تمکو نہ دیکھین
اور بیبیون مین سے دوست رکھنے والی بچے جننے والی۔ اور خادمون مین سے
امانت دار۔ فرمانبردار۔ اور ساتھیون مین سے جو تمہارے ہر حال مین تمہارے
کمال کا معین ہو۔ اور ادب مین سے جو تمکو کریم و عالم کی ناراضی اور لئیم و ظالم کی
زبردستی سے بچائے۔ اور علم مین سے جو صحیح مذاق کے مطابق ہو۔ اور اعتقاد مین سی
جو تم سے معتقد کی طاعت بغیر روگردانی کے کرائے۔ اور حق کی معرفت مین
سے جو تمہارے اختیار کو اوسکے غیر کے لئے ساقط کردے۔ اور باطل کی معرفت
مین سے جو تمکو اوسکے اختیار کرنے سے روکے۔ اور محبت مین سے جو تم کو اپنے
محبوب کے تئین اوسکے ماسوا پر مقدم رکھنے مین مضبوط کردے۔ اور خلق کیساتھ
حسن ظن مین سے جس کے ساتھ نہ بُری تاویل قبول کیجائے اور نہ خوردہ گیر
کا قول بلا دلیل مانا جائے ۔ اور احتیاط مین سے جو ایسے میلان سے روکے
کہ اوسکا مآل جدائی ہو۔ اور اللہ کی نسبت گمان مین سے جو نہ اوسکی معصیت پر
دلیر کرے اور نہ اوسکی رحمت سے مایوس ہونے دے۔ اور یقین مین سے جو
حیرت کے سبب طلب کے رُخ کو پھیر دینے سے بچائے۔ اور توحید مین سے
جس کے ساتھ اوسکے غیر کا اثر باقی نہ رہے۔ اور فکر مین سے جو اوسکی مراد کی سمجھ
تک پہونچائے۔ اور اوسکی نعمتون پر نگاہ مین سے جس سے اوسکے وداد کی
روح وسیع ہو۔ اور خطرات مین سے جو قابل تعظیم کی تعظیم اور قابل تحقیر کی تحقیر

کی باعث ہو۔ مین نے تمہارے لئے انوار ظاہر کردئے ہین۔ پس اگر چاہو تو نور حاصل کرو۔ اور اصول ثابت ہو چکے اسلئے جامع کو سمجھو اور مانع کو دور کرو اس کے بعد قیاس سے کام لو۔

کانون مین محفوظ رہنے کے لئے تصریح کرنیسے ذہن کی آنکھون کے لئے منور کردینا زیادہ تر بکار آمد ہے۔ اور جس نے نصیحت مانی فضیحت سے بچا۔

بالون کی جگہہ ظاہری جسم ہے نہ باطنی اور اگر ایک بال بہی قلب مین چپک جائے تو فوراً موت آجاے۔ اسلئے اپنے باطن کو کسی دنیاوی چیز مین جو جسمانی ہے مشغول نہ کرو۔ اور اپنے قلب کو فانی مشغلون سے جو بالون کے مانند ہین خالی کرو کیونکہ دل اوس یکتا کی منزل ہے کہ جس نے اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک کیا اوسکو اوس نے اوسی شریک کے ساتھ چھوڑدیا۔ اور جس نے محبت کے ساتھ اوسکی توحید کی اوسکے قلب کو اوس رب کے نور سے تسکین ہوئی جس کے ملک مین کوئی شریک نہین ہے۔ بس سمجھو کہ کیونکر اللہ کے بندے اُمرد بے ریش دبروت سرمہ دئے ہوئے بازو سے بازو ملاے ہوئے ایک دل ہوکر جنت مین داخل ہونگے۔ اسلئے اگر اوس کی طلعت روشن کا سرمہ تیری چشم بصیرت مین ہے تو ایک ہی کو مشاہدہ کر اور اس ذخیرہ کو غنیمت جان۔

جسکو جوہر عقل کا خزانہ بغیر موانع کے اور بالکل کہلا ہوا ہاتھ آگیا واللہ وہ خس وخاشاک اور خاک دہول سے اپنے آپ کو بچائے گا۔ اور دنیوی زینت خاک دہول کے سوا اور کیا ہے جو جاننے پر ٹلی ہوئی ہے۔ اور آزمایش کیلئے پیدا ہوئی ہے جس سے اللہ کی سچی محبت رکہنے والے چہوٹون سے تیز کئے

جاتے ہین۔ اسلئے جو اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے اوسکے نزدیک دُنیا مکھی کی ایک ٹانگ کے برابر بھی نہین ہے۔ بلکہ اوسکے نزدیک ساری کائینات محض ہیچ ہے۔ اور جو شخص حسن صورت کا عاشق ہے اوسی کو وہ پوجتا ہے۔ پس اللہ کا عاشق سارے عاشقون کا مخدوم ہے۔ وہ اِن اسباب مین سے کسی کو نہین پوجتا۔ اور جو شخص حسن صورت کا عاشق ہوتا ہے وہ اوسی مین مل جاتا ہے۔ اِس سبب سے اللہ کے عاشق کے سامنے گردنین جھکتی ہین۔ پھر وہ خاکی زینت کے سامنے کیا جُھکیگا جسکی ایسی عزت و توقیر ہو۔ "جو کچھ زمین پر ہے اوسکو ہم نے اوسکی آرایش بنایا ہے تاکہ ہم لوگون کو آزمائین کہ ان مین کون اچھے عمل کرتا ہے" "اور جو کچھ اسپر ہے اُسکو ہم بنجر زمین بنانے والے ہین"۔ اسلئے خاکی لذتون سے بچنے والون مین سے ہوجا۔ کیونکہ تم کو معلوم ہوچکا کہ خزانون کا خزانہ تمہارے ہاتھ آیا ہے۔

حجاب والون سے مخالطت یعنی مِلنا جُلنا اور جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہین اونکا دیکھنا عذاب ہے۔ مگر اون پیشواؤن کے لئے جو دلون کے طبیب اور اپنے مولیٰ کے حکم کی روح سے ایسی مخالطت قایم کئے ہوئے ہین جو لوگون کو خوشنود کرتی ہے۔ "جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حجت تمام ہوئے پیچھے ہلاک ہو۔ اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ حجت تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے" "اور اللہ ہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے اور اللہ ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

نفس مؤمن کا مرکب ہے۔ اسلئے سُن رکھو کہ مُنہ زوری و بدخوئی مین نفس کو ڈھیل نہ دو اور نہ اوسکو بد کنے کا خوگر ہونے دو ورنہ دیار کی طرف واپس آجائے

ع۵ سورہ انفال کی بیالیسوین آیت (پارہ دہم۔ رکوع اول) لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ ۵

مین اوسکے سبب سے تھک جاؤگے اور بہشت و دوزخ کے بیچ برزخ کے صحرا
مین چلنے کے وقت اوسکے بارہ مین اپنی تفریط سے پچھتاؤ گے۔

اور جان لوکہ دربار مین جانے والے کے لئے پل صراط سے گذرتے وقت
نفس مرکب ہے۔ پس اگر تم اوسپر سختی کروگے تو تم اوسکو دوزخ کے گڑھے مین
گرادوگے اور اگر اوس سے نرمی برتوگے تو اوسے منتہای مطلوب تک پہونچاؤگے
"پس جو دوزخ سے دور رہا اور جنت مین داخل ہوا بس وہ مراد کو پہونچ گیا"
جو شخص اپنے اقتدار و اختیار سے گھر بناتا ہے وہ اوس مین غلاظت ڈالنے
منہ ہاتھ دہونے، اور استنجا کرنے کی جگہین نہین مقرر کرتا مگر کسی حکمت سے
جو اوسکو پسندیدہ نظر آتی ہے۔ اسلئے نجس بندہ کو رحمت و رضوان کی نسیم جانفزا
سے مایوس نہ ہونا چاہیئے چاہے وہ جس حالت و کیفیت مین ہو۔

دیکھو ایسا نہو کہ تمہارے بدن اور کپڑے کے دہونے کا وسوسہ تمکو اپنے نفس
اور اپنے قلب کی طہارت مین باریک بینی سے باز رکھے اور تم اوس وسوسہ مین
اپنے وقت کو ضائع نہ کرو اور ناراضی کے مستحق نہ بنو۔ حقیقی طہارت تو بس یہی
ہے کہ تم کہو کہ "خداوندا ہمکو اپنی پاکیزہ نمازون کے ذریعے سے پاک کر اور اپنی مبارک
تحیتون کے ذریعہ سے صاف کر۔ اور ہمکو موت کے لئے اور موت کو ہمارے
لئے عمدہ بنا۔ اور اپنی عنایت سے موت مین ہمارے دلون کی راحت عطا فرما۔
اور اپنی معرفت اور اپنے مشاہدہ مین ہماری روحون کی راحت مقرر فرما۔ کیونکہ
توہی فتاح علیم ہے۔ اور سن رکھو کہ اب تم نے خوشگوار و صاف دریاے محیط
کو پالیا ہے اس لئے اچھی طرح سے طہارت کرو اور الحمد للہ رب العالمین

کہو۔

دیکھو کہ جو شخص جس چیز کو پسند کرتا ہے اوسکو اسی سے آرام ملتا ہے گو اُسکا ظاہر اوس پر دشوار ہو اور جو شخص جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اوسکو اسی سے تکلیف پہونچتی ہے گو اوسکا ظاہر اچھا معلوم ہو۔ اس لئے ایک ہی چیز ناپسند کرنے والے کیلئے عذاب و اذیت اور پسند کرنیوالے کیلئے آرام و راحت ہے پسند و خوشنودی منشاے نعیم اور ناراضی منشاے جحیم ہے۔ خداوندا اپنی وحدانیت کے چہرہ کے مکاشفہ پر اپنے سارے احکام کی نسبت اپنے آپ سے ہمکو رضاے مطلق عطا فرما۔ بیشک تو ہی غنی حمید ہے۔

زمین جو تمہارے لئے فرش بنائی گئی ہے تو صرف اسی لئے کہ تمکو فروتنی کی تعلیم دے۔ اسلئے فروتنی کرو دلکشائی حاصل ہوگی۔

جو شخص ظالم کی طرف مائل ہوگا وہ فتنہ کی آگ سے نہ بچے گا مگر وہی جس پر اللہ رحم کرے ”اور جن لوگون نے ظلم یعنی نافرمانی کی اونکی طرف کو جھکنا بھی نہین ورنہ آگ تمکو آ لگے گی“ اور میلان کے لئے نوکری کافی ہے۔ سن لو کہ جو ظالم کی طرف مائل ہوا اور فتنہ سے بچکر نکل آیا تو یہ اوسکی ابراہیمی کرامت اوسکی بساط کے مطابق ہے۔

جو امید و بیم رکھے گا وہی ستایش و ہجو کرے گا۔ اور جس نے رضا و تسلیم برتی اوسی نے تعریف و تعظیم کی۔ اب نظر دوڑاؤ کہ تمکو کیا دکھائی دیتا ہے اگر تم

ع ۵ و لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ہ سورہ ہود کی ایکسو تیرہوین آیت

(بارہوین پارہ کا دسوان رکوع)

حق کو بغیر شک کے دیکھتے ہو۔ لو بسط اللہ الرزق لعبادہ مین (ہ) کے ضمیر لفظ رزق کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی اگر رزق کے بندون کے لئے رزق کو فراخ کردی تو ضرور سرکشی کرنے لگین۔ اور یہ وہ لوگ ہین جن کو ربانی حکیم کی طرح تصرف کرنے کی قوت نہین ہے اسلئے اونکے تصرفات شہوتون اور لذتون سے مغلوب رہتے ہین۔ اسلئے ایسی قوت والے اللہ رزاق کے بندے ہوا کرتے ہین نہ رزق کے۔ بس ارزاق اور رزاق کے بندون کا فرق سمجھو۔ یہ روزیان اپنی ہستی مین ان لوگون کی طرف محتاج ہین۔ اور انکے بندے انکی ذات بلکہ انکی ہستی کے نشان کی طرف محتاج ہین۔

حدیث قدسی کے جملہ "فبی عرفونی" (پس مجھ ہی سے لوگون نے مجھے پہچانا) کی شرح مین یہ کہتے ہین کہ یعنی اسلئے کہ مین ہی اونکا وجود اون کی عقلونکا وجود اُنکے شہود کے شواہد کا وجود ہون۔

ایک شخص نے مجھسے کہا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ شاذلی فرقہ والے اپنی پوشاک اور اپنی ہیئتون مین آرایش کرتے ہین حالانکہ انکا طریقہ تو سلف صالح کا اقتدا ہے اور سلف صالح تو جیسا کہ یہ لوگ ہی جانتے ہین موٹے جھوٹے کھانی میلی کچیلی صورت اور پھٹے پرانے کپڑون مین تنگ حالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اسکے جواب مین مین نے کہا کہ شاذلیون نے جب معانی اور حکمتون پر نظر ڈالی تو اونکو معلوم ہوا کہ اگلے نیکو کارون نے ویسی زندگی اوسوقت اختیار کی تھی جب اونہون نے دیکھا تھا کہ اہل غفلت اپنی دنیا مین منہمک ہین۔ اور اوس پر تفاخر کرنے کے لیئے اور اوسپر مطمئن ہو کر اور یہ جتلانے کو کہ ہم

اہل دُنیا مین سے ہین ظاہری زینت کے حاصل کرنے مین مشغول ہین تو
دنیا کی جس کی اہل غفلت عظمت کرتے تہے حقارت ظاہر کرنے کے ذریعہ
سے نیکوکارون نے اون کی مخالفت کی اور اہل غفلت جس پر مطمئن تہے
اوس سے اللہ کے بہروسے پر بے نیازی ظاہر کی بس اوسوقت اون کے
چیتہڑے زبان حال سے کہتے تہے کہ شکر ہے اوس اللہ کا جس کے سبب ہم دُنیا
سے غنی ہین جسکا محتاج ہمارا نفس ہے۔ مگر جب زیادہ زمانہ گذر گیا اور اِس
معنی کو بہول جانے کے سبب سے دل سخت ہوگئے اور غافلون نے پہٹے
کپڑون اور میلی کچیلی صورتون کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا تو معاملہ برعکس
ہوگیا۔ اسلئے ان لوگون کی مخالفت اللہ کی نعمت اور سلف کا طریقہ وفعل
ہوگئی۔ اور حضرت ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اوس قول
مین جو اونہون نے اوس شخص کے جواب مین کہا تہا جو میلی کچیلی صورت مین
چیتہڑے لگائے ہوئے تہا اور انکی پاکیزہ صورت پر معترض ہوا تہا اسی امر
کی طرف جو میلنے بیان کیا اشارہ کیا تہا۔ وہ قول یہ ہے۔ اے شخص امیری یہ ہیئت
الحمد للہ کہتی ہے اور تمہاری یہ ہیئت کہتی ہے کہ اپنی دنیا مین سے مجھے کچھ دلواؤ۔ اس فرقہ کو اقعال
ربانی حکمتون کے ساتھ گردش کرتے رہتے ہین ان کی مراد اپنے رب کی
مرضی اور انکا ارادہ ہر حال مین ذوالجلال والاکرام کا رخ ہے۔ تم اونکو اونکی
خوشبو سے پہچان سکتے ہو۔ اس لئے اگر تم اون کی خوشبو اختیار کرو اور وہ
ریاضتین کرنا اور چمکتے ہوئے چہرے رکہنا ہے تو تم اونکو پہچان لوگے اور انکے
مقاصد تمپر ظاہر ہوجائینگے جن سے اون کے افعال کی خوبیان تم پر

ظاہر ہون گی"

وَسَارِعُوا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اور اپنے پروردگار کی مغفرت کیطرف لپکو) کے متعلق انکا قول ہے کہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ مغفرت نہین ہوسکتی مگر جہان گناہ ہوگا اسلئے مغفرت کی طرف لپکنے کا حکم گناہ کرنے کا حکم ہے۔ (مین کہتا ہون کہ) کوئی ہادی وامام ربانی ایسا نہ کہے گا مگر اس معنی مین کہ بندہ اپنے آپ کو گنہگار ہی سمجھتا رہے گو وہ حتی الامکان اطاعت کرتا ہو تاکہ یہ ثابت ہو کہ کسی حال مین بندہ اپنے رب کا حق پورا پورا ادا نہین کرسکتا اِس مین وہ عاجز ہے قطعہ سعدی

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش
عذر بدرگاہِ خدا آورد

ورنہ سزاوارِ خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد

اور اگر اُس قول کے یہ معنی ہون کہ وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو یہ صحیح نہین ہی کیونکہ جسکا امر کیا جاے وہ گناہ نہین ہوتا۔ فافہم۔

مین نے عقول کی مجلس وعظ مین روح القدس کا یہ وعظ سنا۔ اے عقلو جنکی پرورش الہام سے ہوئی ہے اور جن پر اوہام کی غذا حرام کی گئی ہے سنو۔ کہ مجالست کی کثرت فطرت مین مجالست پیدا کرتی ہے۔ اسلئے دیکھو طبیعتون کی مجالست سے بچے رہو مگر کسی عمدہ ضرورت کیلئے جسکو اوضاع کے ہاتھ نے مضبوط کردیا ہو۔ پس اگر تم مین سے کوئی طبایع کے حدود مین آجائے یہان تک کہ اِن کی قوتون مین سے کوئی قوت اُس مین پیدا ہوجائے۔ تو اوسکو لازم

ع٥ سورہ آل عمران کی ایکسو تینتیسوین آیت (پارہ چہارم رکوع پنجم) ۱۲ مترجم

ہے کہ اپنے اخلاص کے نجیب مرکب پر سوار ہوکر اپنے خلاص کی راہ اختیار
کرے اور اپنے حضرت اختصاص کو اوس شخص کی راہ پر لے چلے جو طبایع
کے شہرون مین اپنے تابوت کی چھت پر سوار ہے یہانتک کہ جس وقت
اوسکے ملکوت اوسکے لاہوت کے حضرات مین مستغرق ہون اوسکے ناسوت
کے شہر مین داخل ہو۔ اور وہان کے لوگون کی غفلت کے وقت شہر کے
اندر گھسے اور مشعلون اور نگہبانون کو اوسکے گرداگرد پاسے تاکہ نور مجرد کے ذریعے
اون جاسوسونکو گرفتار کرے جو اوسکی رعیت کا بھیس بدلکر اوسکی رعیت مین ملے
ہوئے ہین۔ چنانچہ اون مین دو شخصون کو لڑتا ہوا پاسے۔ جن مین سے ایک
شریف یعنی اوسکی طبیعت عزیزی ہو جو باعتبار اصل کے اچھے صفات اور
بزرگان کرام کے اخلاق کو اوس مین پہونچانے والی ہو اور اوسکی قوم مین سے
یعنی حقیقت کی مصدر اور شریعت کی مورد ہو۔ اور دوسرا اون عادتون کی
صورت ہو جو اوسکے دشمن اور رحمن کے دشمن سے پیدا ہوئی ہون جو عالم ہستی
مین ریاست و برتری کی عاشق اور جسکی صورت کی قبول کرنے والی اور
اوسکے اور اوسکے ابنائے جنس کے درمیان حائل ہون۔ پس جو اوسکی قوم کا
ہو وہ اوس شخص کے مقابلے مین جو اوسکے دشمنون کا ہو مدد مانگے جس حال
مین کہ اپنے سرور کی حالت مین اوس سے لڑتے لڑتے تھک گیا ہو۔ چنانچہ
صاحب قوت اپنے اوس نفس کو اختیار مین کرکے جو مشاہدہ قدس کا امین
ہے اوسکی مدد کرے۔ اور دشمن کو قدم صدق سے مکا مارے۔ اور اون عادتون
کا خاتمہ کردے جنکی حالت شیطان کے کامون کی خوبیون نے بدلدی تھی

بیشک وہ گمراہ کرنے والا کھلا دشمن ہے۔ پس ظالم لوگون کی جڑ کٹ گئی اور خدا کا شکر ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ خداوند اسنے اپنے اوپر آپ ظلم کیا جو اس وقت تک اوسکے احوال کی چھان بین نہ کی۔ اپنے حق کے نور عظیم کی برکت سے طبیعت کی تاریکی کو معاف کردے۔ چنانچہ اوسکو معافی دی گئی بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اوس نے کہا کہ اے میرے پروردگار اوس تائید کے سبب جو اپنی قوی وامانت دار روح کے ذریعہ سے تونے مجھے بخشی مین ہرگز گنہگارون کا پشت پناہ نہون گا۔ پس جب اوسکے حواس کے سامنے سے تکوین کی تاریکیان دور ہوکر چاندنا ہوا آیا تو مکرون اور باقی ماندون کی مصیبت سے ڈرتا ہوا صبح کو شہر مین آیا اور اوسکی نگاہ اون چھپی ہوئی چیزون پر تھی جو لذتون کے کونے کترے مین رہ گئی ہون۔ کہ ناگاہ اوسی شخص نے جس نے کل اس سے مدد مانگی تھی اسکو اوس شہوت کے مقابلہ مین جو ارادہ کا دشمن ہے آواز دی۔ پس جب چشم یقین سے اس دشمن کو اسنے گھورا تو اوس قوی نے اوس سے کہا کہ بیشک تو کھلا ہوا گمراہ ہے۔ مگر جب اوسکو پہلے کی طرح پکڑنا چاہا تو اوس نے کہا کہ مین اس شہر مین بقاے نسل اور تمکین کی صورتون کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہون جسطرح کل تو نے ایک نفس کو جو کمزورون کے ساتھ نرمی و مدارات کرتا تھا مار ڈالا تھا اوسی طرح مجھے مار ڈالنا اور سارے شہر والون کو ہلاک کردینا چاہتا ہے۔ تو دنیا مین صرف زور و ظلم ہی کرنا اور درست کرنے والون مین سے نہین ہونا چاہتا ہے۔ بس یہان آکر وہ زور والا اوس کے قتل سے رک گیا۔ یہان تک کہ اوسکا خون مجمع البحرین یعنی اپنی جگہہ تک پہونچ گیا

اور اگر اوسی دن اوسکو قتل کر ڈالتا تو دونون مدتین پوری کر دیتا اور دونون چوٹیون کو طے کر لیتا اور نعلین سے پامال کرتا اور دونون جانب سے خطاب کیا جاتا اور آنکھہ کو مکانیت سے خالی کرنے کے پہلے اوس رویت کی درخواست نہ کرتا جو "تک" سے محدود ہے اور اوسکی بعثت دو مین تقسیم نہوتی اور مجمع البحرین تک خادم کو ساتھ نہ لیجاتا اور دو حضوریون مین اطلاع کی درخواست نہ کرتا اور دوم تبہ "نہین" اس کو نہ کہی جاتی اور ہمنشین کے قتل کئے جانے کے وقت تک آپس کی جدائی ملتوی نہ رہتی۔ لیکن یتیمون کے خزانہ کی حفاظت ان سب تاخیرون کی مقتضی ہوئی۔ اور جب قوی امین نے اس ہمنشین کے قتل سے روگردانی کی تو نورِ الٰہی اول مصادر سے شوارع آفاق پر دوڑتا ہوا اوس کے پاس آیا۔ اور اس سے کہنے لگا کہ قوائے بشریہ کے گروہ تیرے بارہ مین مشورہ کر رہے ہین کہ تیری صورت بشریہ پر غالب آکے تجھے قتل کر ڈالین۔ اسلئے تکوین کے شہر سے نکلکر تمکین کے شہرون کی طرف جا۔ مین تیرے خیر خواہون مین سے ہون۔ چنانچہ علایق کی کشش سے ڈرتا ہوا حقایق کے نظر آجانے کی امید مین وہان سے باہر نکلا۔ اور واصلون کے قواطع کو دیکھکر صدق مراقبہ کی زبانسے اوس نے کہا کہ اے پروردگار ظالم قوم سے مجھے چھوڑا لے۔ اور جب مدین کے سامنے رخ کیا تو رہنما کی منزل کو اپنے سامنے کا قبلہ بنایا اور کہا کہ قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدہی راہ دکھاے۔ اور برابر دشوار گزار زمین کو قطع کرتا اور مہیب راہ پر چلتا اور گھاٹیون پر چڑہتا اور گڑہون مین اُترتا رہا اور خالص طلب دشواریون کو اوسپر آسان اور خطاب

راہ کی تلخیون کو اوس کے لئے شیرین وخوشگوار بناتا رہا۔ یہان تک کہ اوسنے مصرِ شہوات کے حدود کو طے کرلیا اور نگہداشت وخلوات کے مدین تک پہونچ گیا۔ اور جب مدینِ ذوق کے پانی کے پاس اُترا اور اوس وقت وجد کی گرمی اور شوق کی چنگاریون سے پھک رہا تھا تو اوس پر آدمی کے ایک گروہ کو پایا جو حکمت کے چشمون سے اپنی فہمون کو سیراب کر رہے تھے اور ان لوگون سے الگ فکر وہمت کو تدبیر ورحمت کی چادرون مین لپٹا ہوا پایا۔ اور ان دونون کو ساقی نے اپنی اوس رعیت کی حفاظت کے لئے بھیج رکھا تھا جو اوسکی جمعیت کے آثار سے پرورش پاتی تھی۔ پس جب اِن دونون کو اوسنے شنوائی کے حوضونکے پاس دیکھا کہ مخصوص پیرؤون مین سے جو لوگ قابل ہین اون کو بھیڑ چھٹنے تک روکے ہوئے ہین اور ان دونون نے کہا کہ جب تک کہ اوقات وانفاس کے نگاہ رکھنے والے معیت کی پنگھٹ سے الگ نہو جائین ہم اِس رعیت کو فرق کے گھاٹ سے پانی نہ پلائین گے۔ اور ہمارا باپ ازل وابد کی راہون کا پیر ہے اوسکی شہوت مرچکی ہے اور اوس کی قوت کامل ہوچکی ہے۔ پس جب اوسنے سالکون کے مرشد کے اوصاف سنے اور مخصوص پیرؤون کے بارہ مین اوسکے حسن رعایت کو دیکھا تو بلند ترین زینہ پر چڑہنے کا سخت مشتاق ہوا اور قریب ترین زینہ سے رُشد کی مودت تک پہونچنے کے لئے گڑگڑایا۔ اِس لئے ان دونون کی خاطر سے جبلت کی چٹان کو جو سائبان کے مانند تھا اوٹھا کر اپنی ذات کے چشمہ سے پانی بھرا یہان تک کہ اون کو خوب سیراب کردیا۔ بعدہٗ

سایہ کی طرف لوٹ آیا تاکہ سِرّ ربوبیت سے ملاقی ہو۔ اور جب عبودیت کی پوشاک کا اسکو خلعت عطا ہوا تو اس نے کہا کہ اے پروردگار جو کچھ بھی نعمت تو مجھے بھیجے مین اوس کا سخت محتاج ہون۔ پس اپنے نورِ منیر کی رویت کے نور سے اخلاق مرشد کے آفاق مین بمقابلہ میری فکر و میری حیات و میری قوت و میری تدبیر کے میری فریاد کو پہونچ۔ اور عبودیت و ادب کی راہ سے اپنی ساری ہستی سے خالی ہو گیا۔ اور خلوص و طلب کے اقتضار سے اپنی نگاہ کو اپنے آپ سے پیر و مرشد کی طرف پھیرا۔ تو مرشد کے قلب کی بصیرت سے بروقت ہمت ارشاد اوس کے اعضار مین شرماکر چلتی ہوئی آپھونچی۔ اور جب وہ ہمت تنگ و رقیق ہو جانے کے بعد اوسکی صورت کے حجاب کے سامنے آئی تو اوس نے اس کے ساتھ اس کے اوس ہمنشین کی صورت کو جو ڈوبتے وقت اسلام لایا تھا اوس سوز و گداز کے اجر کی طرف ملتفت دیکھا جو اوس نے برداشت کیا تھا (جیسا کہ دوسری منزلت والے نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اسکی مزدوری لیتا اور انہون نے کہا کہ یہی میرے اور تمہارے درمیان مین جدائی ہے۔ پس جو شخص بذریعہ اللہ کے کام کرتا ہے اور جو شخص اللہ کے حکم سے کام کرتا ہے دونون کے درمیان مین یہی جدائی ہے) اور جب اوس نے اجرت طلب کرنے والے کو دیکھا کہ اپنے حال کو اوس نے اس طور پر قوی بصیر سے چھپا رکھا ہے کہ "جو کچھ بھی نعمت تو مجھے بھیجے مین اوس کا سخت حاجت مند ہون" کہ میرا باپ تجھے بلاتا ہے کہ تو نے میرے لئے جو پانی بھرا ہے اوس کی مزدوری تجھے

دے اور اجر کے اعتبار سے تیرے کام کی وہی وقعت کرے جو تو نے میری
کی۔ چنانچہ جب وہ اوسکے پاس آیا اور اوس سے ساری سرگذشت بیان
کی اور اوس کی حکمت سے اوس سرگذشت کے کل مضامین کو اعلیٰ درجہ پر
لے گیا تو امان دینے کے قلم سے اوسکے لئے یہ فرمان صادر کیا کہ " تو خوف
نہ کر ظالم لوگون سے تو نے نجات پائی " اس موقع پر آکر فکر نے کہا کہ آبا
جان اس کو نوکر رکھ لیجیے کہ جس کو آپ نوکر رکھین گے اون مین سے
قوت والا امانت دار بہتر ہے۔ چنانچہ اوس نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی
ان دو بیٹیون مین سے ایک کو تمہارے لئے فرش فہم و عرش علم اس شرط
پر بناؤن کہ پورے آٹھ سال تک تم میری مزدوری کرو اور میری خدمت کے
مقام مین قیام کرو۔ پس ایک سال تک کلمات تعریفت کی وادی فہم مین
تحریف کے عیوب سے نگہبانی کرو۔ اور ایک سال تک میرے حکمون کی
دل تنگی و اختیار کے عیبون سے خوشنودی و فرمانبرداری کے ساتھ نگہبانی
کرو۔ اور ایک سال تک ذات کے احکام سریہ کی ضرورات بشریہ کی رویت
سے نگہبانی کرو۔ اور ایک سال تک میری سطوت کے احکام کی میری بارگاہ
سے بھاگنے کے عیبون سے حفاظت کرو۔ اور ایک سال تک میرے نافذ
ہونے والے علوم و رسوم کی اس سے حفاظت کرو کہ گذرے ہوے امور کے
ساتھ اونکا معاوضہ نہ کیا جائے۔ اور ایک سال تک میرے ارادہ لحظیہ و
حفظیہ کو منازعت کے عیوب سے بچاؤ۔ اور ایک سال تک میری محبت
کو جدائی و وصال مین سستی و غفلت کے عیبون سے محفوظ رکھو (مین

کہتا ہون کہ) اور آٹھوان سال رہ گیا فتامل بس اس مقام پر جسوقت
کہ تیری صورت میری بیٹی کے بطن سے ظہور پذیر ہوگی تیری مراد بر آئے گی۔ اور
مینے نگہبانی کو سال سال بہر پر صرف اسی لئے تقسیم کیا ہے کہ ہر حال کے
ساتھ ہر روز تیری طرف سے ایک سلام قایم ہو پس ہر سلام تیری طرف سے
اوس چیز کے ساتھ جو تیری جاری رہے۔ کسی اور ہر حضرت اوسکے
شکر مین قیام کرے جو تیرے لئے وہی ہے۔ لیکن اگر تم نے دس سال اس
طور پر پورے کئے کہ ایک سال تمنے اپنی بصیرت مین میری ذات کو اینیت
کے عیوب سے محفوظ رکھا اور ایک سال میرے کُل ارادہ کو آرزو کے عیبون سے
بچایا تو یہ تمہاری خوشی پر موقوف ہے میری حقیقت تمہارے پاس آئیگی اور
مجکو تمپر مشقت ڈالنی منظور نہین۔ اور جب تم ذات کی طرف کوچ کروگے اور پھر
تعین کی طرف لوٹ آوٴگے تو انشاءاللہ مجھے تم مجمع البحرین مین نیکوکارون
مین سے پاوٴگے۔ اوس نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان مین ہے
تمہارا کام حکم دینے کا اور میرا کام قبول کرنے کا ہے اور چلنا اور پہونچنا میرے
ذمہ ہے اور اگر جدائی ثابت نہ ہوتی تو عمل درست نہوتا۔ اور اگر مجمع البحرین پر
مفارقت نہ ہوتی تو امید بر نہ آتی۔ اسلئے جو معانی کہ نفس مین پوشیدہ ہین سکوت
کی حالت مین سمجھ مین نہین آتے اور کسی نفس کے لئے جایز نہین ہے کہ
جبتک مر نجائے اللہ کو دیکھ سکے۔ اور اسی لئے مرشد جلیل سے انہون نے
کہا کہ دونون مدتون مین سے جونسی مدت چاہون پوری کردون مجھپر کسی طرح کا
جبر نہین اور جو میرے اور آپ کے درمیان مین قول و قرار ہے اللہ اوس کا

گواہ ہے۔ بعدہ اوس کو نعمت واہل بخشا یعنی کاشتکاری وخانہ داری
کے احکام کی قوت عطا کی۔ پس جب اوس قوی نے مدت پوری کی اور
اوسکے حرکات حیوانیہ قابل ستایش ہوگئے اور اوس کی حریم کا مستحق ہوگیا
اس لئے کہ حضرت روحانیہ کی طرف سے اندر آیا اور صورت انسانیہ سے
نظرت رحمانیہ کی طرف اپنے اہل کے ساتھ چلا تو اوس نے طور قلب کی
طرف سے ایسی آگ دیکھی جو ذکر و تقرب کی موجب ہوئی۔ اور اگر اوس کے
ساتھ صرف جبریل علیہ السلام ہی ہوتے تو ضرور نور تنزیل کو سدرہ ڈہانک
لیتیا۔ اور مقربین سے جدا ہوا تو قاب قوسین کے مشہد مین پہونچا۔ اور اس
مقام میں نور و نار کا حجاب اوس سے دور ہوا۔ اور کلام سے پہلے سلام سے
ابتدا کی۔ اور ناموں اور کنیتوں کے حدود نے اوس کو نہ گھیرا۔ اور نفی انکاری مین
"لن" کا محتاج ہوا۔ اور نہ اثبات تعریف مین "انا" کا اور نہ بینائیون سے
پردہ کے لئے آنکھ پر پردہ رکھا۔ اور نہ پردوں کے بارہ مین ضرب المثل ہوا۔
بلکہ وہ آنکھ کے سامنے انسان جامع الانوار ہوگیا۔ اور سلام تمام اغیار سے
اوسکے لئے ایک پردہ ہوگیا۔ اور جب اوس ہمنشین کی استعداد کے موافق
نور مبین ظاہر ہوا۔ اور قوی امین کے سامنے اللہ کی بہڑکائی ہوئی آگ جو
دلوں کی جا خبر لیگی چمکی اور اوس آگ کے اعتبار سے وہ امام کے مقام میں
نہ کہ سلام کے ساحل میں مقام کی زبان حال سے تبارک اسم ربک ذی
الجلال والاکرام پڑہتا ہوا کھڑا ہوا۔ تو قوی امین نے اپنی اہل سے کہا کہ
ٹھیرو کیونکہ بارگاہ احد کی وسعت میں عدد کی گنجائش نہین ہے۔ مین نے

غیر کے حجاب سے راحت کی آگ سیر کیلئے دیکھی ہے جن کے سامنے
نہیں جا سکتے مگر نورانی صورت والے مین عنقریب وہان سے تمہارے
پاس کچھہ خبر یا آگ کی ایک چنگاری لیکر آتا ہون۔ چنانچہ جب اُس آگ کے
پاس آیا اور اُسکی قوت نمو بھڑکی ہوئی تھی اور نباتات سے سرسبز و شاداب
صورت میں متشکل ہوئی تھی تو اُسکے مزاج بشریت مصورہ کی نگہداشت
میں قوت مذکرہ نے اُسپر تکیہ کیا اور قوت مفکرہ اس کے ذریعے اعضاء پر
اعمال مطہرہ اور علوم مخزرہ کو حرکت دیکر سمیٹ لائی۔ تب شجرہ کے بقعہ مبارکہ
میں میدان کے داہنے کنارہ سے آواز آئی۔ اور اگر عالم خلقی کی بقا نہوتی تو۔
ضرور شرقی کنارے سے آواز آتی۔ کہ اے قوی امین ہمین اللہ ہین سارے
جہان کے پروردگار۔ مین اپنے بندہ کی تربیت کرتا ہون جیسی چاہتا ہون
اور اپنے مرید کو اختیار کے قیدخانے سے باہر لاتا ہون اور قدم صدق
کے ساتھ فرمانبرداری کی بساط پر اوسکو جماتا ہون اور اپنی مراد کے ذریعہ سے
سارے ہی مرادون سے خالی کرتا ہون۔ اور تمام اطوار مین اوسکو مین
اپنا وجود اور اپنا ایجاد مشاہدہ کراتا ہون۔ اور اُسکی طرف وحی بھیجتا ہون کہ میرے
حول و قوت کے سبب سے تو اپنے حول و قوت سے نکل آ۔ اور اپنے عصا کو
ڈالدے۔ تو جب عصا کو چلتے ہوئے دیکھا کہ گویا وہ سانپ ہے اور دشمن
کی حقیقت جان لی تو اپنے جسد کے ذریعہ اپنے نفس کی تدبیر سے پیٹھ پھیر کر
بھاگا۔ اور اُس کی حضرت قدس مین اپنے حس پر عتاب نہ کیا۔ تب تدبیر
کو ساقط کردینے کے وقت جیسا کہ حجاب مین مرشد نے کہا بھارو در ردیہ

آواز آئی کہ آگے آؤ اور خوف نہ کرو تم امن میں ہو۔ بس ظالم لوگون سے تمہاری واقعی نجات ہوگئی۔ اور اُسکے پہلے دشمن کی صورت پر اُسکو دسترس ہوا۔ اور اُس سے کہا گیا کہ اسکو لو اور خوف نہ کرو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر رکھو۔ اور اپنی شہادت و غیبت میں میرے ہاتھ سے تصرف کرو۔ بس جسوقت تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ کے نور مین سما جاے تو وہ بغیر کسی روگ کے بھلا چنگا سفید نکلے گا۔ اور رفع خوف کے لئے اپنے بازو اپنی طرف سکیڑ لو اور پھر جا میں تیری طرف بہترین پھرنے والا ہون۔ بس اوسی جگہہ تمہاری سیر کا مستقر اور تمہارے پرندے کے بسیرے کی جگہہ ہے۔ اور عادات کے انوار کی طرف لوٹ آؤ تاکہ اون مین عبادات کی روحین پھونکی جائین۔ اُس نے کہا کہ اے پروردگار مین نے اِن مین سے ایک جان کو مارڈالا اور معنیً وحسًا اوس کو اِن کے تعلق سے باہر نکالدیا۔ یہانتک کہ مین نے اسکو تیری روح سے لطفاً و اُنساً زندہ کیا۔ اِس لئے مین ڈرتا ہون کہ اگر تو مجھے اُنکی پاس واپس بھیجدے گا تو وہ اپنے آپ سے مالوف کرکے مجھے مارڈالینگے اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھہ سے زیادہ صاف ہے۔ اور حکمتِ تدبیر نے اُن کے لئے عالم حکمت مین بڑی شان مقرر کی ہے۔ اِس لئے تو اُن کو مددگار بناکر میرے ساتھ بھیج کہ وہ لوگ میری تصدیق کرین مجھکو اندیشہ ہے کہ لوگ مجھہ کو جھٹلائین گے۔ اور اگر عصا کو اُسکا سدرۃ المنتہیٰ بنادینے کے بعد اللہ اوس کو عصا کے لینے کا حکم نہ فرماتا تو وہ یہ درخواست نہ کرتا کہ اوس کے بھائی کو اُس کے ساتھ بھیجے اور اوسکو اُسکا قوتِ بازو بناے

لیکن جب اللہ نے اوسکو واسطون سے مجرد کردینے کے بعد سبب کے مراتب
کی طرف لوٹا دیا تو اُس نے کہا کہ اے پروردگار ان رتبون مین مدیر حفیظ کو میرا معین
گردان۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ مین تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بناؤن گا اور
ہمارے ہاتھ کا تصرف تیری طرف سے تجھے کافی ہوگا۔ اور تم دونون کو ہم اپنے
صفات کے ذریعہ سے غلبہ بخشینگے اور اپنی اصفیار کا گھر اور وطن بنائین گے۔ اور جب قطع کرنیوالی
چیزین تمہاری طرف رخ کرین گی تو ہم اُنکو وہین مسخ کردین گے پس وہ تم تک
نہ پہونچین گے۔ اور ہماری آیتون کے ذریعہ سے تم اور تمہارے پیرو غالب
رہین گے۔ اسلئے اے سننے والو! سمجھو اور اُس رہنما کی پیروی کرو جو سب
سے زیادہ اتباع کا سزاوار ہے۔ تاکہ طبائع کے شیاطین پر غالب آؤ۔ اور
جب تمہارے پاس کُھلا ہوا حق آئے تو کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر بیشک
یہی ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ ہم اِس سے پہلے صاحب
اسلام تھے۔ اور جب تم کو عمل مین بذریعہ توفیق کے تمہارا اجر ملے اور علم مین
بذریعہ تحقیق کے تو دیکھو ہرگز اسکو اسباب کی طرف منسوب نہ کرنا اور اِسکے
حاصل ہونے کو اکتساب سے گمان نہ کرنا ورنہ کشفِ ساق کے وقت
تم خبرون سے اندھے ہو جاؤ گے اور روزِ تلاق تک اپنے اکتساب کے
حجاب مین رہو گے۔ اور ہمیشہ اللہ کے لئے احتیاج کے قدم پر کھڑے رہو
کیونکہ تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا اور اختیار کرتا ہے۔ اور جو شخص صرف
اللہ ہی سے خوش ہوا اللہ اپنے پاس کی چیز سے اوس کی مدد کرتا اور اُسکو
وہ سترِ مشاہدہ کراتا ہے جس کے کنہ تک ادراک کی رسائی نہیں ہے۔

اُسکے رُخ کے سوا سب چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ اُسی کا حکم ہے اور
اوسی کیطرف تم لوٹنے والے ہو۔ اور اُسکے محمدی دن کے لیئے سارا عالم دوڑے
گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وشرّفہم وکرّم۔ واللہ اعلم۔ (مین کہتا ہون کہ
مینے اِس قسم کی تقریر کبھی اولیا رضی اللہ تعالی عنہم مین سے کسی کے کلام مین نہ
دیکھی اور یہ اِنکے علو حال کی دلیل ہے۔
اور انکا قول ہے کہ اگر تو اپنے حس کے محبت کے چقماق سے آگ نکالے
تو ضرور اپنے حضرت قدس سے تجھے اپنی نشست کی جگہہ دکھائی دے۔
اور جسوقت آفتاب حقیقت کی شعاعون سے تیرے نفس کی تاریکی کے
پردون کی دھجیان اُڑین تو تیرے مٹجانے کے آفتاب کے مطلع کی حقیقت
کی تجھے تحقیق ہو۔ پس سکر جانے کے بعد تیری چشم بصیرت کے پٹھے کھُل
جائین۔ اور تیری روح تیرے قلب کے مژدہ رسان کو باطن کی زبان سے
آواز دے کہ "کھیہی میری راہ ہے مین بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا
ہون" اور اِسوقت تو موجودات کے ٹیلھون کی تاریکی نے آفتاب عرفان
کے دیکھنے سے تیری بینائی کو روک رکھا ہے۔ پس اگر تو صبح میں جھوٹے
خیال کا بندہ اور شام مین وہم غالب کا مغلوب ہو گیا۔ تو حقایق کی خبرون سے
تو اندھا ہو جائے گا۔ اور موانع کی طرف مائل ہونے کے باعث گڑھے مین
گر جائے گا۔ حالانکہ معشوق غیور کی زبان تجھے بآواز بلند کہہ چکی ہے کہ اے
مغرور تو نے اپنے اختیار کو دخل دیا تو حیرت مین مبتلا ہوا اور تیرے وہم نے
تجھے تاریکی مین پھینکدیا اور اللہ نے جسکو نور نہ عطا کیا اوسکے لیئے کوئی نور نہین

ہے۔ اور اگر تو اپنی فطرت کے آئینہ کو موانع و علل کے زنگ سے صاف کرکے معارف کے افق سے آفتاب ازل کے سامنے آتا تو ضرور تجھ سے لطائف کی شعاعین ظاہر ہوتین اور جو کثافتین تھین وہ پگھل جاتین۔

بایزید رضی اللہ عنہ کے قول "مین نے اس سمندر مین غوطہ مارا جس کے کنارہ پر انبیاء کھڑے تھے" کے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ۔ انکا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تکلیف کے سمندر کو عبور کرکے سلامتی کے کنارے پر پہونچے اور اسکے ساحل پر کھڑے ہوے ان لوگون سے ملتے ہین جو بچ نکلے ہیں۔ اور ان کو اسی کا حکم دیا گیا اور وہ اسی کے لئے بھیجے گئے ہین۔ کیونکہ جبدن آدم علیہ السلام نے اس شجرہ مین سے کھایا تھا کشتی تو اسیدن ٹوٹ گئی تھی۔

خلق کے اخلاق اون کی فطرت ذاتی کے معانی صفاتیہ ہیں۔ جس نے ہوا و ہوس کے غلبہ مین اونکو برتا اس نے برا کیا اور جس نے ہدایت کے کام مین اونکو لگایا اس نے بھلا کیا۔ فریب کو دیکھو کہ لڑائی مین حق کا بول بالا کرنے کے لئے اچھا ہو گیا۔ اور علی ہذا جھوٹ کہ لوگون مین میل کرانے وغیرہ مصالح مین جن کی شرع کی رو سے اجازت ہے درست ہے۔ اور جب وہ اخلاق کام مین نہ لائے جائین مگر ایسے ہی امر مین جو طبیعت کو پسند اور شرع کے نزدیک ناپسند ہو۔ تو وہ ہی بغیر ہدی کے اتباع ہوتی ہے۔" اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ سے رہنمائی کے بدون اپنے ہوا کی پیروی کرے۔"

جاہل اکثر ہماری نسبت گمان کرتے ہین کہ ہم جو بندون کی خبرین بیان کیا کرتے ہین تو اس لئے کہ ہم فائدہ اوٹھائین اور اون کو یہ خیال نہین آتا کہ عارف کا کام تو صرف یہ ہے کہ اورون کو دے نعمت عطا کرے اور فائدہ پہونچاے۔

عارف اپنے معروف کا عین ہے اور محقق اوس چیز کی حقیقت ہی جسکی اُس نے تحقیق کی ہے اور شہودِ کمال و تکمیل کے اندازہ سے شاہد کی محبت اپنے مشہود سے ہوتی ہے اور محبت کے اندازہ سے مُحب کا تحقق اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے اور تحقق کے اندازہ سے متحقق کا ظہور متحقق بہٖ کے حکم مین عین اور اثر کے روسے ہوا کرتا ہے واللہ بکل شئٍ علیم۔

مجھ سے کہا گیا کہ سُنلو! سارے موجودات میرے موجودات ہیں اِس لئے جو چاہو میرا نام رکھو اور جس سے چاہو میری صفت کرو اور جس شخص کا تم نام لوگے یا وصف بیان کروگے تو میرا ہی نام لوگے اور میرا ہی وصف بیان کروگے حالانکہ مین اپنی ذات سے اِن سب سے مجرد ہوں اور میری قیومیت اِس مین میری معین کرنے والی ہے۔ سُن لو! اگر کوئی بندہ اپنے رب کو نہین پُکارتا مگر مین ہی پکارنے والا ہوتا ہون اور کوئی بندہ اپنے بھائی کے محل کو اوسکی جنت مین نہین دیکھتا جیسا کہ سُہیل دیکھا جاتا ہے مگر میرے ہی محل کو دیکھتا ہے اور اور ملائکہ کسی عرش کو گھیرے ہوئے نہین ہین مگر وہ گھیرا ہوا میرا ہی عرش ہے اور کوئی کلمہ الٰہیہ تو نہیں بولتا مگر اللہ ہی اوس کا

بولنے والا ہے اور تو کوئی کام نہین کرتا مگر اللہ ہی اوس کا کرنے والا ہے۔
اوسی نے اوسکو اپنے علم سے اوتارا اور ملائکہ گواہی دیتے ہین اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اس فرقہ کا ناطقہ محققین کا ناطقہ ہے جس طرح کہ محمدی ناطقہ نبیونکا ناطقہ تھا بس وہی اونکا حق الیقین اور انکا نور مبین ہے۔

جس کو محبوب کھینچ لے اوسکا کوئی روکنے والا نہین ہے اور جس کو غیوب کا بلانے والا بلائے اوسکا کوئی باز رکھنے والا نہین ہے اور جو مطلوب کو چھوڑکر اور چیزون مین مشغول ہوا اوسپر سخت افسوس ہے کہ وہ محجوب ہے۔ جسوقت کہ مصیبتین دور ہون گی اور نفس گناہون مین ڈوبے ہون گے اوسوقت ایسے شخص کی تلاش ہوگی جو مدد کرے اور اوس پروردگار کی طرف رجوع کردے جو توبہ کرنے والے بندہ سے خوش ہوتا ہے۔ اور جب محبوب تجہ سے خوش ہوا تو تیری خواہش سے بڑہکر تجہے ملگیا۔

ہر مکان مین اوس کے اندازہ سے رب ہی موجود اور اصلاح کرنے والا ہے۔

یہ اپنے غلامون کو تعلیم کیا کرتے تھے کہ جب تم مین سے کوئی اپنے بہائی کو خط لکہے تو اوسکو لازم ہے کہ ہمیشہ اس طرح اوس کی ابتدا کرے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم یا مولائی یا واحد یا مولائی یا دایم یا علی یا حکیم ۔

ازجانب عبداللہ بن فلان ۔ بخدمت اخی فلان ابن فلان متعہ اللہ

بھا من بہ علیہ و بلغہ ما وجہہ منہ الیہ۔ اما بعد فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو وھو ھو بما ھو سیدی و ربی وھو مولائی و حسبی لیس الا ھو وصلی اللہ بذاتہ وسلم باسمائہ و بارک بصفاتہ علی احمدہ و محمدہ احاطۃ تنزلاتہ وحیطۃ تجلیاتہ وعلی الہ وصحبہ ومجلیہ عیون تعیناتہ ومثل تمثلاتہ بمحامدہ وسبحاتہ وکل من عند اللہ والی اللہ ترجع الامور"

بعض نفوس ایسے ہوتے ہین جو سب سے زیادہ منقولات کو قبول کرتے ہین ان کے اس حال سے جسمیں وہ تیرے ساتھ ہیں منتقل ہوجانے سے بیغم نہ رہو کیونکہ وہ بالطبع منقول ہین۔ اور بعض نفوس ایسے ہوتے ہین جو سب سے زیادہ معقولات کی طرف مائل ہوتے ہین۔ ان سے یہ امید نہ رکھو کہ اس قید سے رہائی پائین گے گو وہ کوشش کے ساتھ اُسکی طرف میلان ظاہر کرین کیونکہ وہ اصل کے اعتبار سے معقول ہین۔ اور اپنے لئے اُسکو چُن لے جسکو اللہ نے معتدل بنایا اور اپنے ماسوا سے پاک وصاف کردیا ہو۔ بس یہ نہ پوچھ گا مگر اوسی کو۔ اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

حدیث "تم مین سے جسکو جمعہ کا دن ملے اوس کو غسل کرنا چاہیئے" کے متعلق انکا قول ہے کہ جسم کا غسل پانی سے قوم کا غسل بجا آوری حکم اور اُسپر عمل کرنے کیلئے لپک کر جانے سے۔ نفس کا غسل توبہ سے ہمت کا غسل اخلاص سے اور قلب کا غسل توحید سے کرنا چاہیئے۔

یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ مین تمکو محبوب کی توحید کی جیسا
اوس نے حکم دیا ہے اور اوسکے ذکر کی برابر پابندی کی تاکید کرتا ہون۔ کیونکہ جو
اوسکا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا ہمنشین ہوتا ہے۔ اور بادشاہ کا مصاحب
نعمت سے محروم نہین رہتا۔ اپنے محبوب کے ذکر کو اوسکے ذکر کی خاطر سے لازم
کرلو۔ پھر تو کوئی مشکل نہوگی جس کو وہ آسان نہ کردے اور کوئی آرزو نہوگی جس کو
پوری نہ کردے۔ نمازون کی نگہداشت کرو اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ
کے لئے گڑگڑاتے ہوئے۔ اور سُن لو۔ کہ سفر مین ہو یا حضر مین عشار اور صبح کے
وظیفہ کے ترک کی رخصت نہین ہے کیونکہ یہ اپنے صادقین پر اللہ تعالیٰ کا
حُکم ہے۔ پس احسان کی پوشاکین رحمٰن کی امان مین زیب بدن کرو۔ اور آپس
مین نصیحتین کرو اور ایک دوسرے کی رسوائی نہ کرو۔ چشم پوشی کرو اور آپس مین
ردوکد نہ کرو۔ آسانی کرو دشواری پیدا نہ کرو۔ خندہ روئی سے ملو اور آپس مین نفرت
نہ کرو۔ اور آپس مین رحم کرنے والے رحمانی اور حکما ربّانی بنو۔

جس نے ہمارے امر کو سُنا اُس نے طاعت کی حقیقت چکھی اور جس نے
طاعت کی حقیقت چکھی وہ ایک گھنٹہ مین پہونچگیا۔

مراقبہ تمہاری کلّیت کا تمہارے محبوب کے رُخ کی طرف پھر جانا ہے۔
اور توجہ بندہ کی طرف سے اُس کے دل کے آئینہ کا اپنی صفائی کے سبب سے
اسکے لئے مستعد ہونا ہے کہ اوسکا محبوب اُس مین ظاہر ہو۔ اور مستعد ہونا
سب مرادون سے خالی ہوجانا ہے تاکہ جو کچھ تیرا رب چاہے وہ کرے۔
بس یہی استعداد کا مقام ہے۔

نور موجودات کا ستر ہر مقام مین اُسکے موافق ہوتا ہے۔ پس سارے حقایق کی جمع واحد ہے۔ اور اگر متعدد ہو تو وہ واحد کا احد ہے۔ اسلئے کہ واحد مظاہر سے متعدد ہوتا ہے اور احد متعدد نہین ہوتا۔ کیونکہ وہ واحد کا خلاصہ ہے۔ اِس لئے ساری کل کی جمع واحد سے ہے۔ اور اگر واحد اعداد کا آغاز ہے تو وہ اوسکا اختتام ہے۔ پس وہ عین دلیل ہے کیونکہ احد مفرد ہے اور واحد سب کا جامع ہے۔ اسلئے وہ مفرد جامع ہو جاتا ہے۔ پس کل ظاہر مین اُس سے نکلنے والا اور اسی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ اور اسپر دلیل یہ قول ہے کہ وہی واحد احد ہے۔ پس جب واحد متعدد ہوا تو وہ کمال دائرہ کی تنزیل ہے۔ اور جب مکمل ہوا تو سب دائرون کی حقیقت واحدیہ احدیہ ہو گیا۔ پس یہی حقایق کا خلاصہ ہے پس جس نے اللہ کی تصدیق کی اُسکو اللہ نے واحد بنایا اور وہ واحد عارف باللہ للہ ہو گیا؛

اعمال سے بیع و شرا نہین ہوتی مگر اونہین صورتون کی جنکو عقول نظریہ سلسلۂ خیال مین بالفعل یا آئندہ اچھی سمجھتی ہین۔ لیکن حقایق تو وہ سب امور ہین جو نفوس کے اوہام سے چھپے ہوئے ہین۔ پس جو شخص نفوس اور اُن کے عالم سے مجرد ہوا اور تحقیق اوسکو رنج و راحت پہونچانے والے اوہام کے قیدخانہ سے باہر لے آئی اوسکے سامنے اوسکا محبوب ظاہر ہوا اور اوس کی آنکھون کے سامنے اوسکا غیب روشن ہو گیا۔ اور اوسکا طالب و مطلوب متحد ہو گیا۔ اور اوس کا عاشق و معشوق ایک ہو گیا اور اُس کے مرغوب و نامرغوب ایک سے ہونے لگے۔ اور جو کچھ اِس سے پرے ہے اُسکی نسبت کہ کیا ہے

سوال نہین ہوسکتا۔

نور ایک جسم لطیف بسیط ہے۔ اور ضیا ر اک معنی ہے جو نور مین اسی طرح قایم ہے جس طرح جسد مین روح یا روح مین حیات۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ ماہتاب اک نور با ضیار ہے اور جب اِس سے آفتاب جو ضیار کا باعث ہے آڑ مین ہوجاتا ہے تو اسکا حال یہہ ہوجاتا ہے نور بدون ضیار کے دکھائی دیتا ہے اور وہی اوسکی موت یا نیند ہے اور آفتاب کا یہی حال سب ستارون کے ساتھ باوجود انکی چھٹائی کے ہے بات اتنا فرق ہے کہ ماہتاب کی حقیقت ظاہر و متمیز ہے اور ستارون کی نہیں ہے۔ اور چونکہ آدم کے سوا عالم ہستی مین روح محیطا کا کوئی مظہر نہ تھا۔ اِس لیئے اوس نے فلک قمر پر نزول کیا تاکہ اوسکو اوس شخص کا حال معلوم ہو جو اوس صورت مین اوس روح کی تجلی اور اوس کے اوس سے محجوب ہونے کے وقت انہین موجود ہو۔

نفس مذمومہ کی روح حیات نفسِ شہوانیہ ہے جو روح حیوانی کا مظہر ہے اور اسی کے سبب سے گہرا پردہ واقع ہوا کرتا ہے اور جب نفس مذمومہ کہ وہی دُنیا ہے زائل ہوگیا تو شہوت مین آخرت کا حکم ظاہر ہوگیا بخلاف اوس کے جو ازالہ کے مقارن ہے اور اِسی لیئے اِسم اللہ کا ذکر عمدہ ہے۔

عارف کو جائز نہین ہے کہ وہ اپنے مفتون یعنی گمراہ ہونے کا گمان کرے۔ اور کیونکر نہ یہ ناجائز ہو وہ تو اپنے معروف کا عین ہے۔ قرآن مجید مین ہے کہ "داؤد نے گمان کیا کہ مین نے اوس کو مفتون کیا ہے۔ اسلیئے اوس نے اپنے رب سے مغفرت چاہی۔

چنانچہ مین نے اوسکا یہ گناہ معاف کر دیا۔"

تم اسکو پسند نہین کرتے کہ تمہارے اور تمہارے لباس کے بیچ مین کوئی مکھی یا چیونٹی یا پسّو یا جوں آجائے اور تم اپنی حتی المقدور اوسکو دفع کرتے ہو اور اگر وہ دفع نہین ہوتی تو اُس کپڑے کے پہننے پر ننگے بدن ہو جانے کو ترجیح دیتے ہو۔ پھر تم اِسکو کیونکر پسند کرتے ہو کہ تمہارے اور تمہاری حقیقت کے بیچ مین کوئی غیر آجائے۔ بس اِسکو سمجھو کیونکہ ہر وہ شخص جسکو تمہارے غیر کے ساتھ تعلق ہے وہ تمہارا غیر ہی ہے گو تم اُسے تم ہی سمجھو۔

اگر تم کو محقق پیر و مرشد ملگیا تو تمکو اپنی حقیقت مل گئی اور جب تمکو اپنی حقیقت مل گئی تو تم کو اللہ تعالیٰ ملگیا اور سب چیزین حاصل ہو گئین اسلئے ساری مراد صرف اُسی پیر و مرشد کے ملنے مین ہے۔ فافہم۔

سچا مرید اپنی تجرید کے بعد اپنے پیر و مرشد کا عین ہے۔

سیادت کا مرتبہ نہ شرکت کو قبول کرتا ہے اور نہ اوسکو برداشت کرتا ہے اسلئے اسکو وہ اپنے آپ سے ایسے شخص جیسے رشک کے ساتھ دفع کرتا ہے جس کے تلوون سے لگی ہو اور اوسے بوسیدہ ہڈی بنا کر چھوڑ دیتا ہے۔

حق کا مظہر اپنے آپ کو تجھپر ظاہر نہ کرے گا جب تک کہ تجھ مین اُس کے سوا حق کے دیکھنے کی کوئی آنکھ نہ ہو اور جب تک کہ تو اوس کا غیر ہے وہ آنکھ تجھے نصیب نہین۔ اِس لئے جب وہ تجھے مغائرت سے چھڑا لیگا تب اپنے آپ کو اپنے نور سے تجھے دکھائے گا۔ اُسوقت تجھے عین الیقین

سے تحقیق ہو جاے گی کہ اِس کے سوا حق کے لئے اور کوئی آنکھہ ہی نہین ہے پس یہان آکر وہ تجھے بصیرت کے ساتھ حق کی طرف بلائے گا۔ اسلئے کہ وہ تجھ سے کہیگا کہ مین ہی تیرا رب ہون یا جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھہ لیا۔ اور جس نے نہین اُس نے نہین۔

جب تک کہ تم یہ سمجھوگے کہ تم مین ایسی آنکھہ ہے جو تم کو اوسکی طرف رہبری کرتی ہے اُس وقت تک تم غیب پر ایمان لانے والون مین سے ہو۔

تم اوسی صورت پر ہو جس پر تم اپنے مرشد کو مشاہدہ کرتے ہو۔ اِس لئے جیسا چاہو مشاہدہ کرو۔ اور نگاہ دوڑاؤ کہ کیا دیکھتے ہو۔ اگر تم اوسکو خلق مشاہدہ کرتے ہو تو تم خلق ہو اور اگر حق تو تم حق ہو۔

فرقان نور ہے اور جمع اوس کی ظلمت ہے۔ پھر تنہائی کا کیا کہنا ہے۔ اور مردانِ شب ہی مرد ہین جہان نہ تہ بند ہے اور نہ پائجامہ۔ پاک ہے وہ جو اپنے بندہ کو رات کے وقت لیگیا تاکہ یہ اوسے بلا فرقان دیکھے" جو کچھہ دیکھا تھا دل نے اسمین کچھہ جھوٹ نہیں ملایا"

بندہ کا شرف یہ ہے کہ اوسکا آقا اُس سے کام لے کیونکہ جس لباس کو مالک نہین پہنتا وہ رکھا رکھا میلا اور بوسیدہ اور دھونے سے پرزہ پرزہ ہو جاتا ہے۔ اور اِسی لئے مالک اوس کو پاک صاف کرنا نہین چاہتا۔ اِس لئے اپنے آپ کو اپنے پروردگار کے کام مین لگاؤ۔ اور خود اپنے کام مین لگ جانے سے حذر کرو۔ کیونکہ اسمین تم تلف ہو جاؤ گے۔

وہ نہین ہے مگر تیری یافت اپنے پیر و مرشد کی۔ اور جب تو نے اپنی مراد پالی تو بس وہین اللہ تیرا دل ہے اسکو سمجھہ۔

یہ سب صرف تیرے ہی موجودات ہین جن مین تو ہر مقام مین اوسکے موافق ظاہر ہوتا ہے۔ پس شریف تیرا اپنی شریف ہے اور کمینہ تیرا ہی کمینہ ہے۔

جو شخص کسی موجود کی از حد تعریف کرے گا۔ اوس کو خدائی علم نصیب نہ ہو گا۔

جہان مماثلت و مقابلت ہوئی وہان مغائرت موجود ہے۔

جس شخص نے ایک "آیت" (یعنی اللہ کی نشانی) کا انکار کیا اوس کا وجود اوس آیت کے اعتبار سے اوس کے لئے سب سے گہرا پردہ ہو گیا پس جب وہ اسکا منکر ہے تو اوسے دیکھہ کیونکر سکتا ہے۔ زہے سعادت ایمان والون کی اور جو اون سے اوپر ہین اون کا کیا پوچھنا ہے۔ اور ہر علم والے کے اوپر ایک زیادہ علم والا ہے۔ فافہم۔

ہر زمانہ والا ہی اللہ کی بڑی آیت اوس زمانہ مین ہوتا ہے پس اوسکا وجود وہ بڑی آیت ہے جسکے ذریعہ سے اُسکا وجود وہان ظاہر ہوا ہی۔ فافہم۔

عالم نے جانا۔ جاہل نے نہ جانا۔ اور منکر نے انکار کیا "کیونکہ ہر شخص اپنی بساط بہر کام کرتا ہے"

اے نفس جب تک تو صاحبِ وقت کے ہاتھہ مین اُسکا مملوک ہے وہ تجھے مقربین کی گذر کی جگہہ مین لے جائے گا اور جب اوس نے تجھے اپنے ہاتھہ سے چھوڑ دیا اور اپنی خدمت مین نہ رکھا تو تیرا اُنس وحشت سے

اور تیرا جمع فرق سے بدل جائے گا۔ مگر جب وہ تجھ پر مہربان ہوگا اور دوبارہ تو اوس کے ہاتھ مین آئے گا تو تُو اپنی پہلی حالت پر واپس آجائیگا۔

انکار سے کنارہ رہو۔ اس لئے کہ جس نے اپنے کان ایسے حق سے پھیرے جن سے اوس کا دل منکر ہے اوسکے کانون مین پگھلایا ہوا سیسا انڈیلا جائے گا۔

حکیم ہر رتبہ مین مطالبہ نہین کرتا مگر اوسی رتبہ کی زبان مین اور نہین معاملہ کرتا مگر اوسی رتبہ کے پیمانہ و ترازو سے "اور نہین بھیجا ہمنے کسی رسول کو مگر اوسی کی قوم کی زبان مین تاکہ وہ اونسے آیت کو بیان کرے"[ع]

اگر تو اپنے ہمنشین کا رنگ قبول کرنیوالا ہے اور جو نعمتین تجھکو ملی ہین اونکو وہ اپنے دل سے سچ سمجھنے والا ہے تو تو عالم کے لئے رحمت ہے وہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے اور کسکا رنگ بہتر ہوگا۔

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ جس چیز کو قلب بلا غرض اچھا سمجھتا ہے اوس کو نفس غرض سے برا جانتا ہے اور پھر قلب بھی اوس کو بالغرض برا سمجھنے لگتا ہے لیکن اگر تم کسی دن قلب کو اوس سے پھیر دو تو وہ پھر بھی سکتا ہے اسی لئے اوس کا نام قلب رکھا گیا ہے کہ اوس مین تقلب یعنی پھر جانے کی صفت ہے۔

ع پوری آیت یہ ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم فیضل اللہ من یشاء ویھدی من یشاء وھو العزیز الحکیم
سورہ ابراہیم کی چوتھی آیت الخ

اللہ تعالیٰ کے قول عہ وَاِذَا رَأَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ کے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ. اس آیت مین اسکی دلیل ہے کہ سالکون کو ایسی باتون مین نہ پڑنا چاہیئے جو جمہور کے نزدیک ثابت ہون مگر ان کی سمجھہ کے اعتبار سے دقیق ہون اور سالک کو ہالک سے کیا نسبت۔

جہان کہین تم اوس کو مشاہدہ کرو وہ تمہارے نزدیک اور تم سے اور تم تک ہے۔ فافہم۔

عہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کے بارہ مین ان کا قول ہے کہ "احسن تقویم" سے مراد اعلیٰ علیین ہے اور اس پر قرینہ عہ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ہے۔

جہان کہین کہ کسی برائی یا عذاب یا مصیبت یا پوشش کا کشف آئے تو اس سے مراد حجاب ہے کیونکہ دوری نہ ہوگا مگر حجاب ہی اور حجاب بلاشک ہر مقام مین اسکے موافق لقار حقیقی کا مانع ہے۔

جس نے تم پر ظلم کیا ہو اوس کے لیے بددعا کرنے سے احتراز کرو کیونکہ ایسی صورت میں تم خود اپنے لئے بددعا کروگے۔ قرآن میں

عہ اور جب ایسے لوگ تمہاری نظر پڑ جائین جنھون نے ہماری آیتون کا مشغلہ بنا رکھا ہو تو تم اون سے ٹل جاو یہانتک کہ ہماری آیتون کے سوا اور باتون مین لگ جائین۔ سورہ انعام کی اڑسٹھوین آیت (پارہ ۷، رکوع ۱۴)

عہ ہمنے انسان کو "احسن تقویم" میں پیدا کیا۔

عہ پھر ہم اوسکو کمتر سے کمتر درجہ میں لوٹا لائے۔ ۱۲

ہے کہ "اگر تم نے[عہ] اچھے کام کئے تو اپنے ہی لئے اور اگر برے کام کئے تو بھی اپنے ہی لئے"۔ "بیشک[عہ] تمہارے ہی لئے ہے جو تم حکم دیتے ہو"۔ پس جسپر ظلم ہو اوسکو سمجھنا چاہیئے کہ وہ اُسی سے اوسی کی طرف ہے۔ سن رکھو کہ خلق اور امر صرف اُسی کا ہے پھر ظلم کہان ہے۔

اِس سے حذر کرو کہ تم قدرت کا دعوی کرو حالانکہ تم مرتبہ اضطرار کی قیدو نمین ہو اور استغنار کا دعوی کرو حالانکہ تم محتاجی کی قیدون کے مرتبہ مین ہو۔ اور ہر مقام مین اوس کی مناسبت سے عمل کرو۔ اسلئے کہ جہالت سے مدد لینی تم جیسے کے لئے سزاوار نہین ہے۔ تمہاری شان تو احسن تقویم کی ہے۔

جو ہر چیز پر محیط ہے اُس میں کسی چیز کی گنجایش نہیں ہے۔ یہ تو اوس حال میں ہے کہ اوسکے ساتھ "چیز" ہی ہے۔ پھر اوسکا کیا پوچھنا ہے جو ہر چیز ہے اور اوس کے سوا کوئی چیز موجود ہی نہ ہوئی۔ اور تجھے یہی بس ہے۔ پس اپنی کوشش مین اپنے نفس کو متحمل بناؤ یا تجرید کو ثابت کرو۔ پس یہی تو بڑا ہنگامہ ہے۔ فافہم۔

غلام اپنے آقا کیلئے ہے پس جس کی چاہو بندگی کرو۔ فافہم۔

ہر مرتبہ ایسا ہے کہ جو اوس کو چاہتا ہے وہ حق کی عبادت نہین کرتا مگر حقیقت مُتَبَنیہ کا مرتبہ کہ جو اوسکو چاہتا ہے وہ حق ہی کی عبادت کرتا ہے۔

عہ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

عہ ان لکم لما تحکمون

اسی لئے حق نے اپنے ناطق محمدی سے کہا ہے کہ "عـ۵ کہو کہ میں خدا ہی کی فرمانبرداری کو نظر رکھکر اسی کی عبادت کرتا ہوں تم سوا اوسکی جسکو چاہو پوجو"

یعنی اب رہا اوسکا غیر تو اوس کو لوگ نہین پوجتے مگر صرف اِس کے چاہنے سے" اور عـ۵ "بے حکم خدا کسی کے اختیار میں نہیں ہی کہ ایمان لے آئے"

تمہاری بشری قیدین تمہارا قیدخانہ ہین اور تمہارا دوست وہ ہے جو تم کو اوس سے رہائی دلائے۔ اِس لئے ایسے شخص سے ہرگز ناواقف نہ رہو مبادا تم اوسکو اوس قید کا مضبوط و دائمی بنانیوالا گمان کرلو اور تم اوس سے اپنے دنیاوی و نفسانی امور کی فراخی چاہو۔ یا جو چیزین تم کو اوس قید سے چھڑانے والی ہین اُن کے روک دینے کی خواہش اوس سے کرو۔ کیونکہ جو لوگ اُس کو پہچانتے ہین وہ جو کچھ اُس سے چاہتے ہین یہ باتین اُنکے برعکس ہین۔

اُن لوگون کو اِن کے آثار سے نہین پہچانتا مگر وہی شخص جو اِن کے حقایق کو پہونچا ہے اور ان کے بشرہ سے نہین پہچانتا مگر وہی شخص جو اِن کے جیسے اخلاق رکھتا ہے۔

قلوب کی جبلت مین عالم الغیوب کی محبت ہے۔ اِسی لئے لوگ اُس شخص کو دوست رکھتے ہین جو اُن امورن کو کہ اونکے جسمون سے چھپے ہوئے ہین اون کے سامنے کہولدے اور اون کو وسوسون، وہمون وغیرہ سے بچالے کیونکہ یہ چیزین اون کے نزدیک اون کے ادراک کے قاصر ہونے کی وجہ

عـ۵ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی فاعبدوا ما شئتم من دونہ۔ (تیسویں پارہ کا سہ پارہ رکوع)

عـ۵ وما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ (پارہ گیارہ - رکوع ۱۷)

سے غیب کی بہاری چیزین ہین۔ اور کچہ لوگ ایسے شخص کو دوست رکھتے
ہین جو باریک بین نگاہ سے اونکے امور دنیا کو کہولکر رکھدے۔ اور کچہ لوگ
ایسے شخص کو دوست رکھتے ہین جو حق کے معارف وحقایق اونپر ظاہر کردے
کیونکہ انکے نزدیک غیب تو صرف اللہ ہی ہے۔

چیز جبتک اپنے اصلی مرتبہ مین رہتی ہے اُس کی قدر وقیمت نہین معلوم
ہوتی عزت تو اوس سے باہر نکلنے کے بعد ہوتی ہے۔ اس اصول کو تمام جواہرات
اور نفیس اشیاء مین دائر وسائر دیکہہ لو۔ یہی حال عارف محقق کا ہے کہ وہ اپنے
معروف کا عین ہے اور اوسکا معروف اوس کی حقیقت ہے۔ اور جب اپنی
اِس حقیقت کے حکم مین ظاہر ہوگا تو حق ہونے کی حیثیت سے اوسکی تنزیہ
اُن تعینات سے واجب ہوگی جو خلق ہونے کی حیثیت سے اوس مین ہین
اِس لئے وہ خوار وذلیل ہوگا اور اوسکا "انا الحق" کہنا اوس کے مُنہ پر مارا جائیگا
مگر جب مرتبہ عبودیت اور احکام خلیقت کی طرف سفر کرکے آئیگا تو اپنے گنجینہ
مین پہچانا جائیگا اور اپنی تعظیم وعزت کے حکم کے ساتھ ظاہر ہوگا۔

پیر ومرشد ناطق تم کو کسی ایسی چیز کا جس کو وہ خود کرتا ہو اور تمپر دشوار ہو حکم
نہ دے گا مگر اِس وجہ سے کہ تم نے اوسکو کامل طور سے قبول نہیں کیا یا تمہاری
استعداد ناقص ہے۔

جب حق تعالیٰ اپنے بندہ کی طرف توجہ فرماتا ہے تو اوسکو ایسی ہر ایک
حرکت کے اعتبار سے مُردہ بنا دیتا ہے جس میں نہ اوسکا کوئی نفع ہو اور نہ
خلق اللہ مین سے کسیکا۔ اور مجہپر یہ حالت طاری ہے۔ چنانچہ مین اپنے آپ

مین کچہ قوت نہین پاتا مگر نیک قول یا فعل کے وقت۔ اور اس کے سوا
ہین مجہ سے ایک نیبو بہی نچوڑا نہین جا سکتا۔ اِس سے لئے مین مردہ بشکل زندہ
ہون۔

یہ نہ چاہو کہ تمہارا کوئی حاسد نہو اور نہ یہ کہ کوئی حسد کرنے والا تمہارا حسد نہ
کرے۔ کیونکہ حکم وجودی کا اقتضا یہ ہے کہ نعمتون کے مقابلہ مین حسد ہو۔ اِس
لئے جس شخص نے یہ چاہا کہ اوسکا کوئی حاسد نہو اوس نے اوس کی آرزو کی
کہ اوسکو کوئی نعمت نہ ملے۔ اور جس نے ایسے حاسد کے شر سے جسکا
حسد متحقق ہو بچنے کی درخواست کی اوس نے یہ چاہا کہ اوسپر نعمت کا ظہور
بہی ہو اور اوس کے بارہ مین مبتلائے پریشانی ہونے سے بہی اوسکو امان
ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ "کہو کہ[۵] مین تمام مخلوقات کے شر
سے صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہون اور حسد کرنے والے کے شر سے
جب وہ شر کرنے لگے" اور "جب" کا لفظ لایا اور یہ نہ کہا کہ "اگر حسد کرے"
فافہم

جب علیم حکیم ہادی اپنے اہلِ زمانہ کے لئے آدمی کی صورت مین تحویل
کرتا ہے تو اوسکا ظاہر اپنے اہل زمانہ کے لئے پیشوائے ہدایت ہوتا ہے
اور اوسکا زبانی باطن اپنے اہل زمانہ کے لئے رب یعنی سردار ہوتا ہے جو
اونکے پاس اوس صورت میں آتا ہے جس سے وہ اُسے پہچانیں۔ اور اُسکو

ع۵ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ہ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ
اِذَا حَسَدَ (پارہ ۳۰)

اِس حیثیت سے نہین دیکھتا ہے مگر وہی شخص جو معنوی موت سے مرچکا ہے۔ اور وہ اِس طرح سے کہ اپنے آپ کو بھی اوہام سے خالی کرلیا ہے۔ جیساکہ یہ حدیث اِس کی طرف اشارہ کرتی ہے "کہ تم ہرگز اپنے رب کو نہ دیکھو گے جبتک کہ تم مرو نہین"۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اوسی طرح اوٹھائے گئے ہین جس طرح عیسیٰ علیہ السلام اُٹھائے گئے تھے اور عنقریب نیچے آئینگے جسطرح عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے میں کہتا ہوں کہ سیّد علی خواص رضی اللہ عنہ بھی اسکے قائل تھے۔ چنانچہ مینے اُن کو کہتے سنا کہ نوح علیہ السلام نے کشتی مین سے ایک تختہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے نام پر کہ وہ اوسپر ٹہلاکر آسمان کی طرف اُٹھائے جائینگے بچا رکھا تھا چنانچہ وہ برابر قدرت کی حفاظت میں محفوظ رہا یہان تک کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اوسپر اوٹھائے گئے۔ واللہ اعلم۔

عارف باللہ حبیب حبیب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا ذکر آپ کرتے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ اوسکو سُنتا ہے اور اسی طرح جو شخص اِس عارف کو حق الیقین کے طور پر جانتا ہے کیونکہ وہ اپنے معروف کا عین ہے۔

جس مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ خصوصیت ہے اوسکی حقیقت مرشد کے اعتبار سے ایسی ہے جیسے کوئی دیکھنے والا آئینہ مین اپنے آپ کو دیکھتا اور آئینہ کے ذریعہ سے مطابقت پاتا ہے۔

شرمگاہ خیانت کی جگہہ ہے پس معصوم وہ ہے جس مین محل خیانت نہ ہو اسلئے اوس مین شرمگاہ بھی نہ ہوئی۔ اور جس کی شرمگاہ کو حق چھپاے وہ اُسکے

خوف سے بیم ہے۔ کیونکہ خوف نہین ہوتا مگر اُس چیز مین خیانت کرنے والے
سے جس کو تم بچاتے ہو۔

جو شخص یہ مشاہدہ کرے گا کہ تمام امور پر قدوس ہی قایم ہے وہ وجود مین مشاہدہ
نہ کرے گا مگر کمال ہی۔ اور جس نے اسکا اُلٹا کیا وہ سرنگوں ہوا۔

- - - - - - - - - -

فرشتہ تنزیہ مین مقید ہے اور شیطان اوسکی ضد مین مقید ہے۔ اور دونون
فرقان کے دائرہ مین مقید ہین۔ اور مخلص وہ ہے جو اوس احاطہ کے شہود کی
وجہ سے جو سب مین پوشیدہ ہے دونون مقید سے رہائی پاگیا ہے۔ اسلئے
کسی مقید کا اوسپر زور نہیں باقی ہے۔ پس وہی قایم اور وہی اول وآخر وظاہر و
باطن اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اللہ کی قدس کے حضرات تو اوس کے عارفون اور اوس کی راہ دکھانے
والون کے مدارک ہین۔ اسلئے حسن مودت وخدمت اور صدق محبت وتعظیم
سے اپنے لئے اون مین سے ہر ایک مین مستقر بناؤ۔ اور غیر اہل حق سے تعلق
پیدا کرنے کا قصد نہ کرو ورنہ پچھتاؤگے۔ اور جس طرف رُخ کرو حق ہی کا قصد کرو
تب سلامت رہوگے اور غنیمت حاصل کروگے۔ واللہ اعلم

اللہ تعالی جس کو دوست رکھتا ہے اُس سے اللہ تعالی کی دوستی کا تعلق
نہین ہوتا مگر اللہ تعالی کے اوسی اخلاق کے ذریعہ سے جس سے اوس بندہ
نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
"تخلقوا باخلاق اللہ تعالی" اللہ تعالی کے اخلاق سے آراستہ ہو فرمایا ہے

جسکو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اوسے لوگ صرف اِس سبب سے
بُرا سمجھتے ہین کہ جس حال مین وہ ہوتا ہے اوسکو وہ جانتے نہین اور جس حال
مین وہ خود ہوتے ہین اوس کے خلاف مین اوسکو سمجھتے ہین اسی لئے اوسکا
نام گمراہ کرنے والا اور جادوگر اور کاہن رکھتے ہین۔ اور جس حال مین وہ ہوتا ہے
اگر اوسکو وہ دیکھین تو اوس کے عاشق ہو جائین۔ پس لوگ ولیون کو صرف
اپنے نفس کے اوہام کے باعث بُرا جانتے ہین۔

جو شخص یہ مشاہدہ کرے کہ ہر نفع رسان چیز اعیان حق میں سے ایک عین
ہے اور ہر ضرر رسان شے حق کے اعیان ضرر رسان میں سے ہے اور علیٰ ہذا
تمام امور یہان تک کہ نماز روزہ و زکوٰۃ و خوف و خندہ اور سب صفات کو پس
حقیقت مین ان مین سے ہر چیز کو اپنے پروردگار حق ہی کی دیکھے تو جسطرف
ایسا شخص رُخ کریگا وہین اللہ کا سامنا ہے۔ اور یہ جب سے کہے کہ جس طرف
مینے مونھ کیا ظاہر احق کا چہرہ دیکھا تو اسکو ملامت نہ کرو۔ اور جب تم اوسکو ملامت
کروگے تو اوسکا دل اوس سے کہیگا کہ "لا تطعہ واسجد واقترب" اس کا
کہا نہ مانو اور سجدے کرو اور قرب حاصل کرو۔ یعنی کل مظاہر کا۔

حق پر اوس وقت کے اعتبار سے نگاہ ڈالو جب اوس نے خلق کو پیدا نہین
کیا تھا اور دیکھو کہ تمکو کیا نظر آتا ہے۔ پس تم ہرگز اوس کے غیر کو نہ دیکھوگے۔

تمہارا وجود و موجود بیان مین دو ہین اور حقیقت مین ایک بس اسکو سمجھو۔

ہر ربانی کی نماز صورت اسرائیہ ہے۔ اور اسرار محمدی سے کوئی صورت وہان
اعلیٰ نہیں ہے۔ اسی لئے اسرار کیجائے شہود مین اوسکی سوا اور کوئی صورت فرض

نہوئی پس سمجھو کہ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور وہان اوس کے سوا
کوئی نہین ہے اور کلیم اوسکا کلیم اور سمیع اوسکا سمیع ہے جو چیز اللہ کی طرف
سے آتی ہے وہ اوسی کیطرف آتی ہے۔ اور جب تم نے اوس سے محبت کی
تو تم وہی ہوگئے اور ہمیشہ وہی رہوگے۔ اور اگر تم وہ نہ ہوے تو تم اوس کے
کان اور اوسکی زبان ہوے کیونکہ وہ متکلم سمیع ہے۔

اہلِ حق مین حق کسقدر اجنبی ہے فافہم

ہر مقام مین اوسکے موافق اسم عین مسمّٰی ہے۔" اور تم لوگ کہین بہی ہو وہ
تمہارے ساتھ ہے" اور اگر تمہارا عین اوس کی طرف راجع ہے تو پھر تم کون ہو
اے اوس کو راہ دکہانے والے جس کا کوئی راہ دکہانے والا نہین ہے۔
بس وہ وہی ہے۔

ضروریات و بدیہیات تو بس وجدانی ہی امور ہین اور یہی نظریات کے
اصول ہیں۔ اسلئے اِس باب مین اصل اصول دل کی یافت ہے۔ اور حجتون
و دلیلون و تعلیمون کی حاجت تو صرف اسی سلئے ہوتی ہے کہ وجدان اور اوس
کے لگ بہگ کے موقع مین نفس سے مطلوب کی توقع کی جاتی ہے اور جب
تم نے مطلوب کو پالیا تو ان چیزون کی حاجت نہ رہی۔ اور اسی سلئے ضروریات کو
دلیل کی حاجت نہین ہے۔ اس سلئے اسے تحقیق یا تصدیق کی روسے حق
کے پانے والے تجھکو تیری یافت کافی ہے۔ پس اگر تجھسے کوئی معترض
کہے کہ اِس کے حق ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو تم کہو کہ میری
یافت اور اگر اسپر تم سے وہ کہے کہ اگر مین بہی کہون کہ وہ باطل ہے اور

اس کی دلیل میری یافت ہے تو تم کیونکر بے خطر و رہ سکتے ہو تو تم اے محقق
اوسکو کچھ جواب نہ دو۔ اور اوس سے کہو کہ تمہاری یافت مین تم سے کون جھگڑتا
ہے تمہاری یافت تمہارے لئے ہے۔ اور میری یافت میرے لئے حق ہے
قل ھو للذین آمنوا ھدی و شفاء ہ (کہو کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہین اون کے
لئے یہ ہدایت اور شفا ہے) اولیٰك كتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح
منہ (یہی ہین جن کے دلون کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور اپنے
فیضان غیبی سے اونکی تائید کی ہے) پس اون کے نزدیک وجدانی معاملہ ہے
اور جس چیز کو وہ اپنے نزدیک نقش کیا ہوا پاتے ہیں وہی اونکے نزدیک جدانی
ہے۔ فافہم

دائرہ سمعیہ مین کلام عین متکلم ہے جیسا کہ فرمایا ہے ولقد جئناھم بکتاب
(اور ہم نے تو اِن کو کتاب ہی پہونچا دی) پس وہی متکلم اور وہی کلام ہے۔ اور
قرآن اوسکا عین عقلی ہے۔ اور فرقان اوسکا عین خیالی۔ اور جو چیز پڑہی جاتی اور
جسکی تعبیر لتقرأ کے ضمیر سے ہوئی ہے اوسکا عین حسّی ہے۔ اور فرقان
کا تنزل قرآن کا تنزل ہے۔ اور قرآن کلام کا تنزل ہے۔ اور کلام عین متکلم ہے۔
اور یہ سب کے سب اوسکی تجلی مجمل کی جس کی تعبیر کلام سے کیجاتی ہے تفصیلی
تعینات ہین۔

پیدا کرنا وہی مقدر کرنا ہے پس جو چیز کہ تحقیق مین عین ہے وہی تخلیق مین
مثل یا غیر ہے۔ کیا تم نے حق کا قول اوس کی محمدی جمعیت کی زبان سے
نہین سنا اِنّا کُلّ شیٔ خلقناہ بقدر لفظ کُل کے رفع کے ساتھ اس

تقدیر پر کہ وہ "ان" کی خبر ہے۔

واجب کی حقیقت علمِ فعلی ہے جس مین اوسکا قائل مضمر ہے اور ممکن کی حقیقت علم انفعالی جس مین اوسکا فاعل پوشیدہ ہی اور ممتنع کی حقیقت مجرد علم ہے جو تمیز اثباتی کے صیغہ مین حاصل نہین ہوا ہے مگر قول میں۔ کیونکہ یہ تعریف اور کُل تعریفین تمیزی اثباتی صیغے ہین۔

جو تجھے گھیرے ہوے ہو اور تو اوس کو گھیرے ہوے ہو تو تو نہ اوس کا مثل ہے اور نہ اوس کی صورت پر ہے۔

جب تک تم فرق کے دائرہ میں رہو گے اوسوقت تک شرک و اشراک ناگزیر ہے۔ خداوندا ہم کو خالص بنا اور مستخلص کر لے آمین۔ اور مین اوسکو کر چکا ہون فافہم

جب تیرے صفات اصل مین اوسی کے ہین تو تیرا وہم اوسیکا علم ہے اور تیرا حِس اوسی کا علم ہے اور تیری فکر اوسیکا علم ہے اور تیرا سیکھنا اوسیکا علم ہے اور تیرا فعل اوسی کا علم ہے اور تیرا قول اوسی کا علم ہے اور تیرا اختیار اوسی کا علم ہے اور تیرا تخیل اوسی کا علم ہے اور اسی پر قیاس کر لو۔ بیشک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہر چیز کو علم سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس اگر ہر چیز جا ہے جس اعتبار سے ہو اوس کی معلوم نہو تو یہ احاطہ کامل نہین ہوتا ہے۔ اور جو شخص اِسکو اسی طرح سے مشاہدہ نہین کرتا وہ اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا کی حقیقت کو مشاہدہ نہین کرتا۔ اوس نے تو اوسکا شہود کیا ہی جو اوس کی تاویل کی اور جس سے اِس عموم کی تخصیص اور اِس اطلاق کی

تقیید کی ہے۔ بلکہ اسوجہ سے وہ اوسکے شہود سے مقید ہو گیا ہے۔ اور یہین سے
وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے) کے معنی ظاہر
ہوتے ہین۔

جب ہر آنکھہ سے وہی تیری طرف دیکھنے والا اور ہر ادراک و علم سے تیرا
جاننے والا ٹھیرا تو وہان کوئی ایسا نہین ہے جسکو تم دکھلاؤ مگر وہی۔ اِس لئے اُسکی
مرضی کا کام کرنے مین ریا، تمہاری حاجب نہین ہوسکتی۔ اور اِس سے بچو کہ زندہ
دیکھنے والا (اور وہ تم نہو) تمکو ایسی جگہہ مین دیکھے جس کی نسبت تمکو گمان ہو کہ
اوس کی مرضی کے خلاف ہے۔ کیونکہ جسوقت تم ہر ایسے مظہر مین قایم ہوتے
ہو جو دیکھتا ہے تو جو تمکو دیکھتا ہے وہ وہی ہے۔ اور جب تمہارا یہ شہود درست
ہو جائے گا تو وہ تمکو اللہ مین تمام جہات کے اعتبار سے مستغرق کردے گا
"پس جس طرف تم رُخ کروگے وہین اللہ کا سامنا ہے" فافہم

حقایق بدلتے نہین ہین اسلئے مقید مطلق نہین ہوجاتا اور نہ مطلق مقید
ہوجاتا ہے۔ صرف مراتب مقبولہ کی صورتین یکے بعد دیگرے اون کے
قبول کرنے والے پر آتی رہتی ہین لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ (اللہ کے کلمات
مین کوئی تبدیلی نہین ہے)

کسی چیز کو تمہارا دوست رکھنا اوسی اندازہ سے ہوتا ہے جس قدر کہ تم
اوسکی ضد سے دشمنی رکھتے ہو اور علی ہذا اسکا عکس تول کی تول مثل کی مثل
اور برابر کی برابر۔ اور یہی معاملہ ہر مقابل کا اوس کے مقابل کی نسبت سے ہے۔

کسی شئے سے پناہ نہ مانگو بلکہ اوس کے شر سے پناہ مانگو۔

ہر مقام مین اوس کی مناسبت سے تاثیر ربوبیت ہے اور تاثر عبودیت ہے۔

خلق وہی تقدیر ہے اور تقدیر ہر مقام مین اوسکے موافق نقیض کے رتبہ مین تنزل ہے۔ اور جب یہ ظاہر ہوگیا تو اللہ تعالیٰ ہی ہر موجود کی ذات ہے اور ہر موجود اُس کی صفت ہے اور اسکا کوئی مبدء اول نہین ہے مگر وہی کیونکہ اوسکے بعد نہین ہے مگر عدم۔ اور عدم مبدء نہین ہوسکتا۔ خصوصاً کسی موجود کا۔ اور جب تمہارے نزدیک وجود کا یہ معاملہ کُھل گیا۔ تو تمکو معلوم ہوگیا کہ جب تم کسی موجود کی طرف نگاہ کروگے تو اوسی کی طرف اِس حیثیت سے کہ تم نے اوسکو ذات پایا ہے نگاہ کروگے۔ اور تمکو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ وجود کے سوا کوئی ذات ہی نہین ہے۔ تو اِس سے ظاہر ہوا کہ وجود حقیقت مین وہی موجود ہے اور موجود نہین ہے مگر وہی وجود۔ پس اگر تم کہو کہ پھر فرق کہان سے آیا اور کہان جائے گا۔ تو مین کہونگا کہ وجود سے خود اوس کی طرف۔ پھر اگر تم کہو کہ یہ کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ تو مین کہونگا کہ یہ اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ تجرید بیانی کے طریقہ پر جو علم معانی و بیان مین مذکور ہے خود اپنے لئے مراتب قرار دے اور تم جانتے ہو کہ تمکو جائز ہے کہ ہر صورت مین تم اپنے نفس سے اپنے نفس کے لئے اپنے نفس مین مجرد ہوجاؤ اور وہ ساری صورتین تمہارے خیال مین ہون اور تم اپنے نفس سے ہر صورت کی حیثیت سے ایک خاص معاملہ کرو۔ اور اپنے نفس کو تم از یاد رفتہ تصور کرو کیونکہ تم نے اپنے نفس کو مجرد کرلیا ہے اور اِس فراموشی کا فراموش کرنے والا بھی اور

اس کثرت کا متحقق بھی اور تم ایسے ہی ان حیثیتون سے ہوگے۔ اور یہ اور اسکی
مثل اور باتین نہیں ہیں مگر عین فعل وجود جوکہ تمہین ہو نہ کہ اوس کی مثال ہو اور
حقیقت مین یہ سب امور بغیر کسی زیادتی کے صرف تمہین ہو۔ پس با وجود کثرت
موجودات کے وہان نہین ہے مگر وجود ہی بلا حقیقۃ زائدہ کے۔ پس اگر تم
سوال کرو کہ وجود کی اس تقدیر کا مبدء کیا ہے۔ تو ہم کہین گے کہ اوسکا مبدء حکم
دینے کا اقتضاء لذاتہ ہے۔ اور وہان نہین ہے مگر وہی اسلئے اپنی ذات
سے اپنی ذات کے لئے اور اپنی ذات پر تجرید کے طریقہ سے حکم دیتا ہے۔
جیسا کہ گزرا۔ اور قضایا منتہی نہین ہوتے ہین کیونکہ اقتضاء ذاتی کو قضایا لازم
ہین۔ اور یہ تقدیرات وجود کی تنزیلات ہیں اوس کی منزلت مین جو معاملہ
مین موجود نہین ہے۔ اور انہین کا نام موجودات رکھا جاتا ہے۔ اور بالبداہتہ یہ
تقدیر اولاً وجود مین ہوتی ہے۔ کیونکہ وہان کوئی موجود نہین ہے۔ اور یہی خلق
اول ہے۔ اور انہین موجودات کا نام مراتب قدم وازل وایجاب وصفات و
معانی رکھا جاتا ہے۔ اور حقایق بھی اسیطرح ہین اور اسکے بعد تقدیر اُن امور
کی ہوتی ہے جو وجودات کی لاوجودات ہین۔ پس جس اندازہ سے کہ اُنکے
نام ذاتین اور ماہیتین اور تعینات وائینات اور مثل ان کے رکھے جاتے
ہین اوسی اندازے سے اونہین اون کے مراتب لاحقہ مقدر کئے جاتے ہین۔
اور یہی خلق ثانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول مین ہے [ع] أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ
الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ کیا ہم اول پیدا کرنے مین تھک گئے۔

ع پارہ ۲۶۔ رکوع ۱۵۔ سورۂ ق کی پندرہوین آیت ۔ ۱۲

بلکہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کی طرف سے شک مین پڑ گئے ہین" پس اول وجود کی تنزیل ہے اوس چیز کی منزلت مین جو وجود نہین ہے اور ثانی جو وجود نہین ہے اوسکا وجود کی منزلت میں لانا پس اِس طرز کو دیکھو کہ کیسا عجیب و غریب ہے اور اِس تقریر کو اونہون نے طول دیا اور اِسکے بعد کہا ہے کہ مین نے تمہارے لئے تحقیق کا دروازہ کہولدیا ہے اگر تم اوسکے اہل ہو تو آگے بڑہو اور نہین تو نہین۔ فافہم۔
(مین کہتا ہون کہ) جو کچھہ اِس تقریر مین ہے اوسکی بنا وحدت مطلقہ والون کے مذہب پر ہے۔ اور محققین کے مراتب کے اعتبار سے یہ نقصان کا مرتبہ ہے مگر شیخ اِس مرتبہ مین اپنے شہود کے اظہار مین مغلوب تھے اور اِسکا قرینہ اِن وصایا کی کئی جگہون کا کلام ہے واللہ اعلم

عقل کا نام عقل تقیید تحدیدی کے سبب سے ہوا جو اوسکی شان ہے۔
اور اسکا نام "لُبّ" (جس کے معنی مغز کے ہین) اسکے تنزل کی حیثیت سے ہے جو خلق کے جدید لباس مین آنے سے ہوا ہے۔ کیونکہ مغز ایسے چھلکون مین چھپا رہتا ہے جو اوس کے لئے لازم نہین ہین اور وہی اوسکا مبدء ہے۔

جہان کہین فکر پائی جاتی ہے وہان وہ نہین آتی مگر حق کے مغائرات سے اور حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے پس وہ حقیقت مین نہین آتی مگر گمراہ ہونے سے یعنی اوس حقیقت سے جو خیر محض ہے گمراہ ہوجانے سے۔ اسلئے فکر کبھی خیر محض سے نہیں آتی۔

جعل و وضع و ابداع و تکوین و تمیز اور اِس قسم کے سب فعل خلق بمعنی تقدیر ہین اگرچہ بعض مراتب مین آنکا نام خلق نہو۔

اے صاحبِ ذوق جب تمکو کوئی وجدانی کیفیت معلوم ہو اور کوئی شخص تم سے اِس یافت کو تنقید کے ساتھ پوچھے یعنی تمسے کہے کہ فلان کیفیت کی نسبت تم کیا کہتے ہو۔ تو تم اوس سے پوچھو کہ آیا میرے سوا کسی نے اِسبارہ مین کچھ کہا ہے۔ پس اگر وہ تم سے کہے کہ نہین یا مین نہین جانتا۔ تو تم اُس سے کہو کہ میرے نزدیک ایسا ہے۔ پس اگر وہ اوسے مان لے تو خیر اور اگر نہ مانے تو تم اوسکے شر سے بچگئے۔ اور اگر وہ کہے کہ ہان۔ تب تم اُس سے کہو کہ اب تمکو میرے قول کی اِسبارہ مین حاجت نہین ہے۔ لیکن اِس پر بھی وہ تم سے کہے کہ نہین مجھے تمہارے قول کی حاجت ہے تو تم اُس سے پوچھو کہ کیا اوس کہنے والے سے تم مجھے افضل اور بہتر سمجھتے ہو یا اوس کہنے والی کو مجھسے افضل و بہتر جانتے ہو پس اگر وہ کہے کہ اُس کہنے والیکو تو تم کہو کہ اِس صورتمیں تم اس سے زیادہ میری تصدیق نہین کرسکتے اسلئے مجھے تم سے کچھ بیان کرنے کی حاجت نہین ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ میرے نزدیک تم اوس سے افضل ہو۔ تو تم اوسکو جواب دو وہ تم سے معارضہ نہ کرسکیگا گو وہ چالباز ہی کیون نہو۔

حدیث الانصار شعار[عـ۵] والناس دثار کے متعلق اِن کا قول ہے کہ دو کپڑے ایک ساتھ تمہاری ظاہری جلد کو مس نہین کرتے مس تو بس ایک

عـ۵ یہ ابو ہریرہؓ کی روایت سے صحیح بخاری کی ایک حدیث کا جو انصار کی تعریف مین ہے اک جزو ہے (دیکھو مشکوٰۃ جلد چہارم کتاب الفتن باب جامع المناقب) شعار جامۂ درونی کہ متصل بجسد باشد۔ و دثار جامۂ بیرونی کہ بالا پوشند چنانکہ ہر دو را ماننداں ۱۲ – مترجم

ہی شعار کرتا ہے اور جو اوس کے بعد ہو وہ دثار یعنی بیرونی کپڑا ہے۔ اور
انصار شعار اسی لئے ہوئے کہ ماسوا کو چھوڑ صرف اوسی پر راضی ہوگئے۔
"جو اون کی طرف ہجرت کرکے آتا ہے اوس سے محبت کرنے لگتے ہین" عـ۵
پس ان کی محبت اوسکے ساتھ تحقق کے سوا کسی علت سے نہین ہے۔ اور
دوسرے لوگ دثار اس سبب سے ہوئے کہ اون کو ایسی علتون سے تعلق ہے
جو اوس کے ساتھ تحقق سے خارج ہین۔ "اے عـ۵ گروہ انصار کیا تم اس سے
راضی نہین ہو کہ لوگ بکری اور اونٹ لیکر جائین اور تم اپنی فرودگاہون کو مجھے
لیکر جاؤ۔ انصار نے کہا کہ ہم راضی ہین" پس اے بھائی انصار کو اون کے
چہرہ بشرہ سے پہچان تو بس اوس شخص کے لئے جو یہی اون کی نشانی ہے
اور اون کو کسی قبیلہ یا گروہ مین مقید نہ جانو۔ جس مین یہ علامت ہو جاے جو ہو
اور جہان ہو وہ انصار مین سے ہے۔ فافہم
وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ (اور اپنے کپڑے کو خوب پاک وصاف کر) یعنی
تاکہ تم جامہ نماز ہو جاؤ۔ جس چیز کا حکم دیا جاے اوس کے سوا سے جو

عـ۵ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ ۵ دیکھو سورۂ حشر کی پوری نوین آیت (پارہ ۲۸ رکوع ۴) یہ صرف اوسکا ایک ٹکڑا ہے۔ ۱۲

عـ۵ یہ اوسی باب جامع المناقب کی ایک دوسری حدیث ہے۔ اسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ مدینہ طیبہ مین آنحضرت کے پاس کچھ مال غنیمت آیا تھا آنحضرت نے اُسے تقسیم فرمایا اسپر بعض کم عمر وکم فہم شخص کو انصار مین سے شکایت ہوئی کہ آنحضرت نے انصار کو کچھ نہ دیا سب اورون ہی مین تقسیم کردیا اسکی خبر جب آنحضرت کو ہوئی تو آپنے انصار کو بلا کر وہ فرمایا جو متن مین مذکور ہے۔ ۱۲ مترجم

مجرد نہ ہوا تحقیق کی روسے اوس نے اوسپر عمل ہی نہ کیا۔

لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی اوس کے ساتھ متحقق نہین ہوتے مگر تجرد اختیار کرنے والے۔ کیونکہ اورون کو اون چیزون کے ساتھ پیوند ہوتا ہی جو اوس سے روکنے والی ہین۔ اور طہارت اُن موانع سے خالی ہوجانا ہی جو نماز کی حقیقت کے ساتھ جو بندہ اور اوس کے رب کے درمیان مین پیوند ہی تلبیس سے باز رکھے۔

حکم کی تعمیل مین تمہارا مصروف ہونا صرف حکم ہی کی وجہ سے اخلاص ہے۔ اور اِس کی میزان یہ ہے کہ تم فرض کرلو کہ بجاے حکم دینے کے اُس نے تمکو اوس سے منع کیا ہے یا اسکا عکس لو اور اپنے نفس کو خیال کرو کہ اگر وہ دو صورتون مین سے کسی ایک پر خوش ہوتا ہے تو سمجھ لوکہ تمہاری مصروفیت کسی علت اور نفس کی خواہش سے ہے اور اگر ایسا نہین ہے تو وہ اخلاص ہے۔ ہاے اخلاص کسقدر کمیاب اور اوس کا ادراک کتنا دقیق ہے۔

ایک اعداد کی اصل ہے پس جو قابل قسمت نہین ہے وہ قابلِ قسمت کی اصل ہے۔ ہر مقام مین اوس کی مناسبت سے۔ پس جو گھر تقسیم نہ ہوسکتا ہو وہ اوس گھر کا سا نہین ہے جس کی تقسیم در تقسیم ہوسکتی ہو۔ اِس لئے کہ جبتک کہ تم خلق جدید لُبسی کے مراتب کے حکم مین ہو اُس وقت تک ربوبیت کی جانب مین حلول ظرفی متخیل نہین ہوتا۔ فافہم پس قلب مالک کا گھر ہے اور گھر کا مالک اندر سکونت رکھتا اور ظاہر کی طرف

نزول اجلال فرماتا ہے۔

مستحیلات نہین ہین مگر وہی امور جو تمہارے غیب اور تمہاری قوت مین ہین جن سے باعتبار تمہارے قوابل حاجبہ متعین نہین ہوئے ہین کیا تم نہین دیکھتے کہ وہ تمہارے تخیل و توہم مین قایم ہین۔

اپنے پروردگار سے کوئی فرمایش نہ کرو گو وہ قلب ہی سے کیون نہو کیونکہ فرمایش اک طرح کی حکومت ہے اور یہ بندہ کی شان نہین ہے۔

بندہ کا اپنے پروردگار سے اوسکے امر و نہی کی علت دریافت کرنی صواب سے نہایت دور ہے کیونکہ پروردگار کو حق ہے کہ جو اوسکی پسند مین آے وہ کرے اور جو ارادہ کرے اوسکا حکم دے اور بندہ کی شان یہ ہے کہ اپنے رب کی ہر بات کو قبول کر لے۔

جو شخص تم کو اللہ کا محقق بنا دے اوس کی مکافات کبھی تم کر ہی نہین سکتے۔

ذات کسی علم اور کسی ادراک کے احاطہ کے اندر داخل نہین ہوتی۔

عارف محقق کی نسبت اللہ تعالیٰ اِس کو پسند نہین کرتا کہ جن امور کو عارف پسند کرے اون کو وہ اسباب عادیہ کے ذریعہ سے مہیا کرے جن مین اوس کی ہمت مصروف ہو یہان تک کہ اگر وہ کسی چیز کا سبب دعا اور توجہ کو گردانے تو اوس سبب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اوس امر کو اوس سے روک دیگا۔ اور اوس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے اوس معروف کا عین ہو گیا ہے جس کے لیے یہی سزاوار ہے کہ سیادت و عزت کے ساتھ

ظاہر ہو جو چاہے وہ کرے۔ اِس لئے حب تسبّب کی حیثیت سے ظاہر ہوگا تو بُرا معلوم ہوگا اور مرادمین توقف و تعذر واقع ہوگا۔ پس ہر جولانگاہ کے لئے جداگانہ لوگ ہین۔

قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس حق آچکا ہے) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ تمہارے پاس تمہارا رب کہ وہی بعینہٖ حق ہے آچکا ہے نہ کسی موہوم مثال کے ذریعہ سے۔

عقول اسمار ذات کے حقایق ہین اور ارواح اسمار صفات کے حقایق ہین اور نفوس اسمار افعال کے حقایق ہیں۔ اور ہر اسم کے لئے تاثیر کا اک دائرہ ہے جبکا وہ سلطان ہے اور اُس دائرہ مین اوسکی تجلیان اُس کے مسببات کے سبب ہیں۔ پس خلق کے اسباب خلاق کی تجلیات ہین اور رزق کے اسباب رزاق کی تجلیات ہین۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

رزقون کے اسباب کی صورتین اون عوام کے لئے جن کی نظرین شہود خلق کی وجہ سے قاصر ہین رب ہین اور اون خواص کے لئے جو تحقق بالحق تک نفوذ کرنے والے ہین غلام ہین۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ کیونکر عوام خود اوس کا انتظام کرتے ہین جو اپنے غلامون پر خرچ کرتے ہین اور خواص جیسے امرار و وزرار کہ اپنے خرچ کا اہتمام اپنے خادمون کے سپرد کردیتے ہین۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خرچ کا انتظام بلال رضؓ کے سپرد تھا۔

اللہ تعالیٰ کے قول وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا کے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ اللہ کا کلمہ نفس سے ہے جسپر حکم الٰہی غالب ہے کیونکہ حکم کا ظہور اوس مین

تخلق و تحقق وکشف بیان کے ذریعہ سے ہے۔ اس آیت کے معنیٰ کی یہی حقیقت ہے۔ اور اس کے یہ معنیٰ بھی ہیں کہ اللہ کا کلمہ یعنی اللہ کا نام ہی سب سے اونچا ہے کیونکہ وہ اسم اعظم جمیع اسمار کے حقایق کا جامع ہے۔

جس نے حق کو پہچانا اوس نے نہ دیکھا مگر حق ہی کو کیونکہ حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے کیا۔

جب کبھی مقتدی نے اپنے امام مین کوئی کمال یا نقصان دیکھا تو وہ مقتدی ہی کے باطن کی صورت تھی جو امام نے اوسکو مشاہدہ کرائی۔ اور امام کا اوس سے بالاتر اک دوسرا مظہر تھا۔ اسلئے دیکھو اہل کمال کی نسبت اگر نقصان کا گمان نہ کرو اور کہنے لگو کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اس لئے وہ بیراہ ہوئے۔ بلکہ ان سمجھو کہ وہ صرف اسلئے ہوا تھا کہ تم پر ظاہر کیا جائے کہ جب تم مبتلا ہو تو اوس حضرت کی صفائی کے لئے کیا تدبیر اختیار کروگے۔ اور اسی پر قیاس کرلو۔

استغفار غفران کی مدد چاہنا اور نقص کی ذلت کے ساتھ علی وجہ الاستعداد کمال سے آراستہ ہونے کی طرف اور بُرا کرنے کی ذلت کے ساتھ احسان سے آراستہ ہونے کی طرف حقیقۃً متوجہ ہونا ہے۔ اور اس کی غایت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ ایسے تحقق ذاتی کے طور پر متحقق ہو کہ اوسکے رہتے ہوئے اوسکی ضد کا عارض ہونا محال ہو اور یہی ہر مقام مین اوسکے موافق عصمت ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول "لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر"

میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور غایت الغایت اِس باب مین یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ اپنے حلم سے اپنے ماسوا کا حکم تجہ سے ڈہانک دے پس تجہ مین
منکشف نہ ہو مگر اوسکی کا پیارا چہرہ۔ کیونکہ غفران کے معنی ہین سرور انگیز چیز کے
ذریعہ سے ضرر انگیز چیز کو بچا لینا۔ اِسی سلئے خود کو مغفر کہتے ہین۔ پس ؎

ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مقامے دارد

طبیبون کا قول ہے کہ زہدان کا ٹھنڈا پڑجانا حمل قرار نہ پانے کا سبب
ہوتا ہے۔ یہی حال مرید کے نفس کا ہے کہ جب اوس مین مقصود کے
شوق سے وجد کی حرارت اور طلب کی سوزش نہ پائی جائے گی تو اسمین
پیر کے فیض سے اوسکے معاملہ کی صورت نہ پیدا ہوگی۔ پس وہ گیلا ایندہن
ہے جس مین چنگاری سے صرف دہوان ہی پیدا ہوتا ہے۔ جیسے وہ دعوی
اور رعونتین کہ اون نفوس مین پیدا ہوتی ہین جو شوق و خلوص و طلب و کوشش
کی سوزش کے بغیر اِس فرقہ مین داخل ہوتے ہین۔ ایسے نفس کی دوسری
مثال نم کاغذ کی ہے جس پر کتابت کا نقش نہین ہوتا۔ اور ان کی اک اور
مثال بھیگی ہوئی گدڑی کی ہے جس مین چنگاری اثر نہین کرتی۔

جو شخص جس مرتبہ مین متحقق ہوتا ہے اوس مین اوس مرتبہ کی خصوصتین
اور اوس کے امور اوسکے تحقق کے اندازہ سے پائے جاتے ہین۔ مثلاً
جو شخص صورت محمدیہ بشریہ مین متحقق ہو اور وہ اللھم صل علی محمد و آتہ
الوسیلۃ والفضیلۃ الی اخرہٖ کہے تو وہ حقیقت مین اِس حیثیت سے
کہ وہ اوس مین متحقق ہے اسکو خود اپنے ہی لئے طلب کرتا ہے۔ اور

جو شخص صورت محمدیہ مین متحقق ہوتا ہے اوسکو یا محمد اور جو صورت موسویہ مین اوسکو یا موسیٰ اور جو صورت عیسویہ مین اوس کو یا عیسیٰ کہا جاتا ہے اوراسی پر قیاس کرلو اور جہان تک تمہارا ذوق پہونچے وہان تک ترقی کرتے چلے جاؤ۔ کیونکہ ہر میدان کے لئے مرد ہوا کرتے ہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "ہم گروہ انبیاء کے جسم اہل جنت کی روحون پر اوگے ہین" کے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اون کی روحین سماوی اور ارضی شکلون مین متمثل ہین اور ہر ایک اپنے جسم کی طرف لوٹنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو تمکو امر و نہی کی ہے تو اوس مین تمہارے سننے والے اور سمجھنے والے دل ہی کو مخاطب کیا ہے۔ اور مکلّف کو جن باتونکی تکلیف دی گئی ہے اون کو ادا نہین کرسکتا مگر دل ہی۔ اسلئے جب تمہارا جسم کوئی عمل کرے اور تمہارا دل اوس سے غافل ہو تو وہ عمل نہ کسی شمار مین لیا جائے گا اور نہ تم کو بری الذمہ و سبکدوش کرے گا۔ یہ تو اوسی صورت مین ہوگا جب تمہارا دل اوس کی طرف متوجہ ہو۔ اور کسی عمل مین جسم کے مصروف ہونے سے جو ظاہری ملامت ساقط ہوجاتی ہے تو صرف حضور قلب اور اوس کے ارادہ کے گمان پر۔ اسلئے علام الغیوب کا ہمدم دھیان رکھو کیونکہ وہ دلون ہی کو دیکھتا ہے ؎

ما برون را ننگریم و قال را | ما درون را بنگریم و حال را

اللہ تعالیٰ کے قول فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ (پس پناہ دو اس

کو یہان تک کہ اللہ کا کلام سنے) کی تفسیر مین یہ کہتے ہین کہ یعنی تم سے اور اللہ کے کلام کے ساتھ تکلم نہیں کرتا مگر اللہ ہی۔ پس جب تمکو حق کی راہ دکھانے والا تم سے سرگوشی کرے تو تم اللہ سے سنو اور غنیمت جانکر اطاعت کرو اور یہ سمجھو کہ تمہارا رب تمہارے لئے معارف کی صورتون مین سے ایک صورت مین تم کو پرچانے کے لئے جلوہ فرما ہوا ہے تاکہ تم اوس کو پہچان کر اوسکی بات مانو اور اس مین تم متحقق ہو۔

سِر وہ ہے جسکو مشاہدہ نہ کرے مگر ایک ہی پس اگر تم کسی کے سِر کو مشاہدہ کرو تو جان لو کہ اس حیثیت سے کہ وہ سر تمکو حاصل ہوا تم وہی شخص ہو۔ اور کیا مسترشد کے لئے اپنے مرشد کی صورت کے سوا اور کوئی چیز بھی ہے ؟ اور جب یہ حالت ہے تو جو کچھ مسترشد کی طرف سے مرشد کی طرف ہے وہ تو حقیقت مین مرشد ہی کی طرف سے خود اپنے لئے ہے۔ غلام اپنے آقا کی طرف سے قوم کا غلام خود اونکی طرف سے ہے۔ اور کوئی چیز اللہ کیطرف سے نہین ہے مگر اسی کیطرف۔ اور میری بات کوئی نہین سمجھتا مگر خود مین ہی۔

اللہ تعالی کے قول اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ آدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ (اے فرزند آدم کیا مین نے تم سے قول نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا) کے متعلق اِن کا قول ہے کہ یعنی اوسکی اطاعت نہ کرنا اور اس کے حکم سے خوشنود ہو کر اوس کے فرمانبردار نہ بن جانا۔ کیونکہ جو شخص کسی

کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے وہ اوسکو پوجتا ہے۔ عیسائیون نے "اپنے عالمون اور جوگیون کو خدا کے سوا اپنا پروردگار بنالیا" اور کس قدر کثرت سے دیکھا جاتا ہی کہ مقلدین ایسے گمراہی کے پیشواؤن اور بُرے عالمون کی پرستش کرتے ہین جو اپنے علم سے وہ باتین چاہتے ہین جن کو اللہ سے کوئی واسطہ و سروکار نہین۔

جب شیطان آدم کو ایک سجدہ نہ کرنے کے باعث کافر ہوا تو کیونکر فرزند آدم اسکو پسند کرتا ہے کہ شیطان کو بار بار سجدہ کرکے کافر بنے لیکن جسطرح حق پر ایمان لانے کے بہت سے درجے ہین ویسے ہی کفر کے بھی بہت سے درجے ہین۔

دیکھو پوشیدہ خلعت والون کو جو ژولیدہ مو گرد آلود ہون بُرا سمجھنے سے حذر کرو کیونکہ "اون کے چہرے تروتازہ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہین" یہ تو تمہاری ہی آنکھون کی بیماری ہے جو اون کی اصلی صورتین تمکو دیکھنے نہین دیتی

خبردار خبردار! اوس شخص پر حسد نہ کرنا جسکو اللہ تعالیٰ نے تم مین سے چُن لیا ہے ورنہ اللہ تمکو مسخ کردے گا۔ جیسا کہ جب ابلیس نے آدم پر حسد کیا اور اون کو نہ مانا اور اون سے اپنے آپ کو بڑا جانا تو ملکی صورت سے شیطانی صورت مین مسخ کردیا گیا۔ اور اس واقعہ مین تمکو ڈرایا اور جتلایا گیا ہے کہ جب تم حق کی راہ دکھانے والے امام کو دیکھو تو اوسپر رشک و حسد نہ کرو اور اوس کے سامنے سر تسلیم خم اور اوسکی پیروی کرنے مین دون کی نہ لو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تمہاری پسندیدہ صورت چھن جائے گی اور غضبی صورت مین آجاؤ گے مگر جب تم اوسکے سامنے فروتنی اور اوس سے عاجزانہ برتاؤ کروگے تو وہ تمکو شیطانی صورت سے نکالکر ملکی صورت مین لے آئیگا

روزۂ عاشورہ کے بارہ کی حدیث مین جو یہ مضمون ہے کہ "ہم باعتبار اون کے یعنی یہودیون کے موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ تر حقدار ہین" اِس کے متعلق اِن کا قول ہے کہ موسیٰؑ کی قوم سے بڑھ کر یہ اُمت اون کی حقدار اسلئے ہوئی کہ ہم موسیٰ علیہ السلام پر ویسا ہی ایمان رکھتے ہین جیسا اون کے زمانہ کے لوگ کیونکہ ہمارے نبی کا معجزہ یعنی قرآن جس کے معجزہ ہونے کو ہم مشاہدہ سے پہچانتے ہین نہ کہ خبر سے اوس پر دلالت کرتا ہے۔ اور جن یہودیون نے اون کا زمانہ نہ پایا وہ تو صرف خبر کی تقلید پر ایمان لائے۔ اور کہان وہ جو معجزۂ قرآنی کو آنکھون سے دیکھکر اور تحقیق کر کے ایمان لاے اور کہان وہ جو تقلیدی ایمان رکھتا ہو۔ پس ہم سب رسولون علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اون کی امت کے اون لوگون سے جو اون کے زمانہ مین نہ تھے زیادہ تر حقدار ہین۔

روزِ عرفہ روز عاشورار سے اسلئے افضل ہے کہ اوس دن شرع مین حج رکھا گیا ہے جو ارکان اسلام مین سے ایک رکن ہے اور عاشورار مین کوئی ایسا رکن نہین رکھا گیا ہے جو اوسی کے ساتھ مخصوص ہو جیسا کہ عرفہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قول وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًاؔ اور تمہارے پروردگار کا ارشاد سچائی اور انصاف کیساتھ پورا ہوا) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ "صِدْقًا" بجاے فضلاً کے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ "عدلًا" کے مقابلہ مین ہے۔ یعنی ایک قوم کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

عہ پارہ ۸- رکوع ۱- ۱۲

صدق عطا فرمایا یہان تک کہ اونہون سنے اوس کلمہ کی تصدیق کی اور دوسری قوم کے قلوب کی نسبت عدل کیا یہان تک کہ اونہون نے اوس کی تصدیق سے عدول کیا۔

تمہارے امام ہدایت سے جو کچہ تم کو ملے وہ تمہارے رب کی طرف سے ذکر اور تمیبر رحم ہے اور تمہارے پاس اوسکا آنا حادث ہے اور اوس کا ظاہر ہونا اوس امام سے اوسکی ہستی کے اعتبار سے ہے۔ لیکن اپنے وجود کی حیثیت سے جو حق مُبین اور ربوبیۃ و رحمانیۃ کے مرتبہ مین اوسکی آنکہہ کے سامنے تجلی کرنے والا ہے پس وہ ہمیشہ سے قدیم ہے۔ کیونکہ حق مذکور مرتبہ مذکورہ سے ہمیشہ سے متکلم ہے کیونکہ یہ اوس کی ذاتی صفت ہے اور حدوث تو تعلق ظہوری کیوجہ سے حکم بالحدوث کی حیثیت سے آتا ہے۔

ایسی چیز کے موجود کرنے کو جو پہلے سے نہ تہی ابداع و ابدار کہتے ہین۔ اور جو پہلے سے موجود تہی اوس کے مثل موجود کرنے کو اعادہ و اختراع کہتے ہین۔

سیادت ربانیہ کا سِرّ جس شخص مین ظاہر ہوتا ہے اوس کے لئے ضرور ہے کہ پیرو بہی ہون۔ کیونکہ سیّد ربّ مُصلح مدبر ہے۔

پس اوسکے لئے ایسی جماعت کا ہونا ناگزیر ہے جس مین وہ حکم جاری کرے "اور ہم بہت سے رسول تمہارے پہلے بہیج چکے ہین اور ہم نے اُن کے لئے بیبیان اور بچے مقرر کئے تہے" یعنی معنوی بچے کیونکہ ان مین ایسے لوگ بہی تہے جن کی نہ ظاہری کوئی بی بی تہی اور نہ صلبی کوئی اولاد جیسے عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام۔

اور یہین سے سمجھ مین آتا ہے کہ زکریا علیہ السلام نے جو یہ دعا کی تہی کہ" اے
پروردگار مجھے تنہا نہ رہنے دے" اس سے اون کی کیا مراد تہی۔ پس گویا انہون نے
بہی وہی کہا تہا جو اون کے بہائیون نے کہا تہا کہ" اے ہمارے پروردگار ہمکو ہمارے لیے
ہماری بیبیون کیطرف سے اور ہماری اولاد سے آنکہونکی ٹہنڈک عنایت فرما اور ہمکو پرہیزگارونکا پیشوا بنا اللہ تعالیٰ
کے نزدیک محبوب ترین مخلوق وہ ہے جو اوس کے بندون کے لئے زیادہ مفید
ہو اس لئے مصلح کی شان کے لئے یہ شرف کافی ہے کہ جن کی ہمت
صرف اپنی ہی اصلاح کی ہو اون سے وہ حق کے نزدیک زیادہ محبوب ہین۔

جس شخص کا خلق قرآن ہو کہ اوسکی خوشنودی سے خوش ہو اور اوسکی
ناراضی سے ناراض ہو وہ نسخۂ حق ہے" والذین آمنوا وعملوا الصلحت وامنوا
بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم" (اور جو ایمان لائے اور جنہون نے
نیک کام کئے اور جو اوسپر ایمان لائے جو محمد پر اوتارا گیا ہے اور وہ اون کے رب
کی طرف سے حق ہے) پس جو شخص اوسکو ہدایت کا پیشوا بنائے گا اور اوسکو
اوس کی کتاب سمجہے گا وہ اوس کے امور کو ایمان کی آنکہ سے دیکھکر نیکوکاری
کے ساتہ اون کی پیروی کرے گا اور اوس کو اپنی کتاب داہنے ہاتھ مین مل چکی
اور جو شخص نوشتون پر اعتماد کرے گا وہ تو اپنے وہم کے حکم اور اپنی سمجہ کی حکمت
پر بہروسہ کرے گا۔ اور ایسا نہین ہے" وہ تو کہلی ہوئی آیتین اون لوگون کے سینون
مین ہین جن کو علم عطا ہوا ہے" یعنی اوس کے معنی علمار کی تقریرون مین کہلے
ہوئے ہین۔

اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندے کو اسی لئے دوست رکھتا ہے کہ وہ اوسکی

صورت پر پیدا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالی اس سے کہین زیادہ بزرگ ہے کہ وہ اپنی
اس صورت کے خلاف کو دوست رکھے جو مقدس و کمال مطلق ہے۔ (مین کہتا
ہون کہ) یہان حق کی صورت سے آدم علیہ السلام کی صورت مراد ہے اس لئے
کہ وہی سب صورتون سے اشرف ہے اور اس ذات الہی کی صورت مراد نہین
ہے واللہ اعلم۔

اسے آدمی جب تک تجھہ مین صفات کریمہ پائے جاتے ہین اوسوقت
تک تو انسان اور اپنی اصلیت پر باقی ہے نہ تو نسخ ہوا ہے اور نہ مسخ۔ اور جب
تو نے صفات کریمہ کی جگہہ صفات ذمیمہ اختیار کر لئے تو تو نے اپنی انسانیت
کو شیطانیت سے بدل لیا جس مین تو اب مسخ ہو کر آیا۔ اور اگر تو نے دونون قسم
کے صفات کو گڈ مڈ کر دیا تو تو نہ خالص انسان رہا اور نہ محض شیطان۔ اور اسی مین
متفاوت ہونے والے متفاوت ہوتے ہین۔ اور حکم غالب پر لگایا جاتا ہے۔

اگر تم سے کوئی شخص یہ کہے کہ عارفون نے ایسے علوم و معارف کتابون مین
کیون جمع کئے جو علماء قاصرین کو مضر ہین اور عوام کو کون پوچھتا ہے۔ کیا حکمت
و حسن نظر و رحمت کا یہ تقاضا نہ تھا کہ وہ اون کی تدوین سے باز رہتے۔ اگر وہ باتین
اون کو حاصل تھین تو اونکی مخالفت مین نقصان ہے اور اگر حاصل نہ تہیں تو وہ
خود ہی ناقص تھے اور حکیم نہ تھے۔ تو اوس کے جواب مین تم کہو کہ کیا وہ علیم و حکیم نہین
ہے جو آفتاب نصف النہار کو روشن کرتا اور ابر و باد سے خالی دنون مین اوسکی
کرنون کو پہیلاتا ہے حالانکہ کمزور ننگا ہون اور بہت سے مزاجون کو وہ سخت مضر
ہین پس اگر وہ کہے کہ ہان وہ علیم و حکیم ہے لیکن چونکہ آفتاب سے جو فائدے

حاصل ہوتے ہین وہ نقصانات پر غالب ہین اسلئے وہ ایسا کرتا ہے. تب
اوس سے کہو کہ تمہارے سوال کا جواب بہی ایسا ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن
لوگون نے ایسی تالیفین کی ہین اونہون نے جمہور کے لئے نہین کی ہین اور نہ اُنکو
اِسکی اجازت تہی۔ بلکہ ایسے لوگون پر ظاہر کرنے سے منع کئے گئے ہین۔ اور
اسبارہ مین نہایت تشدید و تحذیر کی گئی ہے۔ اور اون لوگون نے اسکی صراحت
کردی ہے کہ انہون نے تدوین نہین کی ہے مگر اللہ کے حکم سے صرف اُسکے
اہل کے لئے۔ اسلئے ایسی تالیفین ان لوگون کے لئے امانتین ہین۔ تاکہ اِنکے
معانی کے ذریعہ سے اِن کو وہ باتین نصیب ہون جو ایسے کمالات کے دروازون
کے کہلنے کا ذریعہ ہون جو خدا کی رحمت سے اون کے دلون اور اون کی زبانون
سے ظہور پذیر ہونے والے ہون۔ پس زمین اون کی رہنمائی کے نور سے جگمگا
جائے اور اون کی ہدایت کے اثر سے زندہ ہو جائے۔ مگر غفلت و حجاب
والون نے ان سردارون کے حدود سے تجاوز کیا اور اون کی تالیفات کو نا اہلون
پر ظاہر کیا۔ جیسا کہ غافلون نے اپنے پروردگار کے حدود سے باہر قدم رکہا اور
قرآن کو دشمن کے ملک مین پہونچایا اور اللہ کے دشمنون کو بہرے ہوئے دلون
اور اینٹہی ہوئی زبانون سے اوس کے پڑہنے کا موقع دیا۔ چنانچہ انہون نے
اوسکو جلایا اور فساد پیدا کرنے اور اوس کی تاویل کی ٹوہ لگانے کے لئے اوسکی
مبہم آیتون کی پیروی کی۔ اور کیا امامانِ مجتہدین نے جو کچہ تدوین کی تہی وہ اِسی
لئے تہی کہ اون سے نفسانی خواہشون اور حصول دنیا اور ظالمون اور حکمرانون کی
خواہش کے موافق مسائل پیدا کرنے مین مدد لی جاے۔ واللہ ہرگز نہین

لیکن اللہ تعالی نے جو مقدر کر دیا تھا وہ ہو کر رہا۔ اور جب ظاہر ہو گیا کہ معارف و علوم باطنیہ کی تدوین مین بہت بڑے بڑے فائدہ ہین۔ تو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اِن کی تدوین و تالیف سراسر حق ہے۔ کیونکہ اسکا فائدہ روح حق الیقین کی بقا اور ہادیان بالحق کے مظاہر مین اون روحون کا روشن رکھنا ہے۔ جیسا کہ علم ظاہر کی تدوین و تالیف کا نفع روح اجتہادِ ظنی کی بقا اور راہ دکھانے والون کے مظاہر مین اوسکا ظہور ہے" اور اللہ بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے الگ پہچانتا ہے،، فافہم

حدیث القلب بیت الرب (دل پروردگار کا گھر ہے) اور اللہ تعالی کے قول ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا (لوگون کے لئے جو پہلا گھر ٹھرایا گیا وہ یہی ہے جو مکہ مین واقع ہے) کے متعلق اِن کا قول ہے کہ بس پروردگار کے گھر اور لوگون کے گھر مین تمیز کرو اور ان مین سے ہر ایک کیطرف اوسکی شرط کے ساتھ توجہ کرو اور اوسکا حج ادا کرو اور اوسکی طرف منھ کرکے کھڑے ہو اور اوسکے گرد طواف کرو اور جو بات تم مین اوسکے مناسب ہے اوس کے ساتھ اوس مین داخل ہو۔ یعنی جسم مین جسم کے ساتھ قلب مین قلب کے ساتھ اور روح مین روح کے ساتھ اور ہر مجال کے لئے رجال ہیں۔

اللہ تعالی کے قول ان الذین آمنو و عملوا لصالحات کانت لھم جنٰت الفردوس نُزُلًا (البتہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے نیک عمل کئے فردوس کے باغ اِن کے نزل کے لئے ہونگے) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ "نزل" سب سے پہلی خاطرداری کو کہتے ہین جو مہمان کی کیجاتی ہے۔ پس جب

فردوس برین سب سے پہلی خاطر داری ہوئی تو غایت درجہ کی خاطر و مہمانداری کا کیا کہنا ہے۔ بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ اوس خاطر داری کا کیا پوچھنا ہے جو اون دوستون کی کیجائے گی جنسے کبھی پردہ نہین رہا ہے۔

جب دنیاوی جائے پناہ کی یہ عجیب و غریب حالت ہے کہ اوسکی پائداری سے ملال دور ہوتا ہے اور اوسکے ہاتھ سے نکلجانے کے بعد اوسپر غم ہوتا اور اوسکی خواہش ہوتی ہے تو مومن کو اپنے رب سے ملے بغیر کیونکر چین آسکتا ہے۔

اوس نفس مُدرکہ جدائی قبول کرنے والے پر غور کرو جس کی طرف تم "لفظ" "مین" سے اشارہ کرتے ہو کہ کیونکر اوسکو تمہارے جسم کے سارے اجزاء سے تعلق ہے اور کیونکر ہر ٹکڑے اور ہر عضو پر اوسکا ایک خاص اثر ہے کہین تو اوسکا اثر دوسرے کے اثر کے مماثل ہے جیسے چھونا کہ سارے سطح بدن سے اور دیکھنا کہ آنکھون سے اور سُننا کہ کانون سے متعلق ہے اور علیٰ ہذا القیاس اور کہین اوس کا اثر دوسرے کے اثر سے مُبائن ہے جیسے تکلم کہ صرف زبانسے اور چکھنا کہ صرف تالو سے تعلق رکھتا ہے اور علیٰ ہذا۔ پس ایسا ہی حکم نفس کا باعتبار اون اعضاء و اجزاء کے ہی جنسے اُسکو تعلق ہے اور وہی نفس کُل ہے جو سارے معانی کے ساتھ موصوف ہے اور جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔

پیر اپنے مرید کے لئے سِترِ ربوبیت کا مظہر ہے اسلئے مرید پر واجب ہے کہ اپنے پیر سے کہین بائین نہ جھکے۔ کیا تم نے حضرت یعقوب کے بڑے

بیٹے کا قول نہین سُنا ہے کہ "جب تک مجھکو والد صاحب اجازت نہ دین یا
جب تک خدا میرے لئے کوئی اور تدبیر نہ کرے مین تو اِس جگہہ سے ٹلنے والا
نہین" بعدۂ اپنے بہائیون سے کہا کہ "تم سب والد صاحب کی خدمت مین
لوٹ جاؤ" پس ظاہر ہوگیا کہ اپنے پیر کے سوا مرید کے لئے متوجہ ہونے کو کوئی
رُخ نہین ہے یہان تک کہ جب اپنے پیر کی حقیقت مین متحقق ہو جاے اور
دونون کے مرتبون مین مغائرت کا حکم باقی نہ رہے تب اوس پیر کے رخ کی
حیثیت سے جس مین وہ مرید متحقق ہوا ہے اللہ اوسکا رُخ ہوگا۔ اور اِس مضمون
مین بڑی طوالت کی ہے۔

عالم کو چاہیئے کہ ہر سیدہی راہ کے چلنے والے کے لئے قرآن کو ہدایت
و رشد سمجھے۔ اسلئے کسی شخص کو اِس سبب سے بُرا نہ سمجھے کہ وہ قرآن سے کوئی
ایسی بات سمجھے جو اوس کی سمجھ مین ہدایت ہے گو وہ عالم کی سمجھ کے مخالف
ہے" اور جو لوگ علم مین بڑی پایگاہ رکھتے ہین وہ تو اتنا ہی کہکر رہ جاتے ہین"
یعنی ہر ایسی تاویل کے وقت جس مین اورون کے لئے ہدایت ہے کہ "
اسپر ہمارا ایمان ہے سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے" اور
"ہر گروہ کے لئے اک رہنما ہے" اور "ہم نے تم مین سے ہر ایک کے لئے
ایک شریعت اور دستور العمل ٹھیرایا" فافہم

منکر و نکیر کے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ یہ دونون میت کے پاس
اوسکے انکار و تنکیر کی شکل مین آتے ہیں۔ پس اگر وہ منکر کا منکر اور اہل انکار
کو اپنے مضبوط اعتقاد مین جو برہان سے ثابت ہے بُرا سمجھنے والا ہے تو

وہ اس سے اپنے عقیدہ پر جما رہتا ہے۔ اور جو اوس کے برعکس ہوتا ہے وہ اوندھے منہ گرتا ہے۔

بادشاہانِ دُنیا بادشاہان آخرت کے محتاج ہین اور یہ دُنیا کی نسبت تو ظاہر ہے کہ بادشاہان آخرت اس سے پرہیز کرتے ہین اور انپر حق کی توجہ ہوتی ہے۔ اب رہی شاہان آخرت کی تونگری۔ تو اہلِ شک کو اِس کے صحیح یا باطل ہونے کی تمیز نہو گی مگر موت کے بعد جب سب چیزین ہاتھ سے چلی جائین گی۔ اور جس نے نصیحت مانی وہ فضیحت سے بچا۔

جس شخص نے تجھے اوس چیز کی راہ دکھلائی جس سے تو خدا کے غضب سے رہائی پاسکتا اور اوس کی خوشنودی حاصل کرسکتا ہے وہ تیری شفاعت وسفارش کرچکا۔ پس اگر تو نے اوس کی اطاعت و پیروی کی اور اوس کی بات مان لی۔ تو تیرے حق مین اوسکی شفاعت قبول ہوچکی اور اوسکا نفع تجھے پہونچ چکا۔ اور اگر نہین تو اوس قوم کی حالت سے خدا اپنی پناہ مین رکھے جنکو سفارش کرنے والون کی سفارش سے فائدہ نہ ہو اسلئے کہ "نصیحت سے وہ روگردان ہین"۔

آخرت کی ترازو کا بوجھہ حیرانی و پریشانی کی مقدار سے ہوگا۔ اور اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی سخی داتا تم سے کہے کہ جو شخص جو کچھہ لائیگا مین اوسی کی برابر تولکر اوسے چاندی دون گا۔ پس ایک شخص مشقت اوٹھاکر چٹان لایا اوس کو چٹان کے برابر چاندی تول دی گئی۔ اور دوسرا پَر اُٹھالایا اوسکو اوسی کے ہموزن چاندی ملی۔

اگر تم بوریہ لپیٹے بیٹھے ہو اور خواہشوں کی قید سے چھٹے ہوئے ہو تو اس سے کہین بہتر ہے کہ تم پختہ محل مین ہو مگر اون کی قید مین اور اپنے معشوق سے حجاب مین ہو۔

پاے درزنجیر پیش دوستان — بہ کہ بابیگانگان در بوستان

اور اللہ تعالیٰ کے قول وَاَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (اور ہم نے روح القدس سے اون کی تائید کی) کے متعلق انکا قول ہے کہ روح الامین اس بنا پر کہ روح القدس اُس سے ملتی ہے۔ وہی فکر صادق ہے۔ اور روح القدس عقل ناطق حکمت والی ہے۔ جو نفس حیوانیہ مین حکومت کرتی اور ہر مقام مین اوس کے موافق اسکو رذائل سے پاک وصاف اور فضائل سے آراستہ و پیراستہ کرتی ہے۔

مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ (یہ کوئی بنائی ہوئی بات تو ہے نہین بلکہ جو اِس سے پہلے موجود ہین انکی تصدیق ہے) کے متعلق انکا قول ہے کہ اگر اپنے کشف و بیان سے اون حاضرین کے دلون مین جو اوس کے سامنے حضورِ ایمانی سے موجود ہون صدق کی روحین پہونک دے وہ صادقین مین سے ہوجائیگا۔ اور اوسکا اگلی کتابون کو اسطور پر سچ جانتا کہ جو کچھ قرآن مین ہے اوس کو اون کے مضامین سے مطابق کرے تو مشہور بات ہے۔ پس اسکو سمجھو۔

صاحب وجد لا مین اور وجد نعم مین چھپا ہوا ہے۔ پس جو حکم تمہارے پاس حق کی طرف سے آئے اوس سے تم نعم کے ساتھ ملو یعنی اوسکو

اختیار کرلو اور نعمتون مین سے ایک نعمت سمجھو۔

معرفت کی مقدار سے محبت ہوا کرتی ہے اور محبت کی مقدار سے قربت۔

اللہ تعالیٰ کے قول یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ عـه (جسدن کہ دل اور آنکھین الٹ جائین گی) یعنی قلوب کا حکم قالبون پر ظاہر ہو جائے گا پس جسکے قلب مین نیکی ہوگی وہ ظاہر مین دکھائی دیگی - اب رہا آنکھون کا بدل جانا تو وہ یہ ہے کہ بصیرتون کا حکم ابصار مین ظاہر ہو جائے گا پس جس چیز کا دیکھنا دُنیا مین صحیح نہین ہے مگر ایمان سے اوسکو آدمی قیامت کے دن آنکھون سے دیکھیگا۔ اور جو لوگ کہ اسوقت وہ چیز دیکھتے ہین جس کو اور لوگ نہین دیکھتے وہ اوسے نہین دیکھتے مگر اوسی حال مین کہ اون کا قیام اوسکے ساتھ ہے۔ فافہم

عاقل اپنی عزت کے اعتبار سے بخیل اور اپنے جسم کے اعتبار سے سخی ہوتا ہے اور جو اوسکی ضد ہے اوس کی حالت بھی اوس کی حالت کی ضد ہے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مردانِ قریش مین سے جو سب سے زیادہ تصدیق و ہدایت کی طرف سبقت کی تو اسی وجہ سے کہ انکا تعلق و رابطہ اون باتون سے جو ہدایت کی ضد تھین اور جن پر جاہلیت کے لوگ تھے سب سے زیادہ کمزور تھا۔

صوم کے معنی لغت مین ایک امر پر ثابت و استوار ہونے کے ہین۔

عـه اٹھارہوین پارہ کا گیارہوان رکوع (سورہ نور کی سینتیسوین آیت)

کیونکہ جب آفتاب اپنے استوار کی جگہہ مین ٹھیر جاتا ہے تو عرب "صَامَ النَّھار" بولتے ہین۔ اِس سے لئے نَذَرتُ لِلرَّحمٰنِ صَومًا کے معنی یہ ہین کہ مین نے رحمٰن کے لئے اوسکے مشاہدہ کے افراد پر ثابت رہنے کی منت کی ہے پس مین اوس کے ماسوا کا مشاہدہ نہ کرونگا۔ اور تمہاری جان کی قسم صوم حق کیلئے اور حق مین ثبوت ہی ہے۔

جس نے حق کو پہچانا اوس کے سارے وقت شب قدر ہین۔

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ وَیُحِبُّ الجَمَالَ کے متعلق انکا قول ہے کہ۔ اِس مین اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ اسکو دوست رکھتا ہے کہ کوئی شخص اُس کے بندون مین نقصان نہ سمجھے نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین۔ کیونکہ غلام اپنے آقا ہی کا ہوتا ہے اور اوسکا معاملہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔

جو شخص رب العالمین کی حفاظت مین رہنا پسند کرے اوسکو لازم ہے کہ خلوص کے ساتھہ اولیاء عارفین کی خدمت کرے۔ قرآن مین ہے "وَلِسُلَیمٰنَ الرِّیحَ عَاصِفَةً تَجرِی بِاَمرِہٖ اِلَی الاَرضِ الَّتِی بَارَکنَا فِیھَا ع ×× وَکُنَّا لَھُم حَافِظِین" پس دیکھو کہ کیونکر اللہ نے شیاطین کی اِس سبب سے

ع وَکُنَّا بِکُلِّ شَیءٍ عٰلِمِینَ ○ وَمِنَ الشَّیٰطِینِ مَن یَّغُوصُونَ لَہٗ وَیَعمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِکَ ○ دونون آیتون کا ترجمہ یہ ہے اور واسطے سلیمان کے باد تند کو مسخر کیا چلتی تھی اوسکے حکم سے اوس زمین کیطرف جسمین ہم نے برکت دی تھی اور ہین ہم ہر چیز کو جاننے والے اور شیطانون مین سے مسخر کئے وہ جو اُسکے لئے غوطہ مارتے تھے اور اسکے سوا بہت کام کرتے تھے اور ہم اُنکے واسطے نگہبان تھے (دیکھو سترھوین پارہ کا چھٹا رکوع) ۱۲ مترجم

حفاظت کی کہ وہ اوس کے اولیاء عارفین کی خدمت مین ستھے۔ اور رب العالمین کی حفاظت کے معنی یہ ہین کہ بندہ کو مخالفات مین پڑنے سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ کے قول کَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی عہ (ہرگز نہین۔ بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے جو ابھی مجھے راہ دکھلائے گا۔ پس وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کی طرف) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ حرف فاء کے ذریعہ سے وحی بھیجنے کو اُس قول کا اِس اشارہ کے لئے نتیجہ قرار دیا کہ جو شخص خلوص کے ساتھ وہ قول کہے گا۔ اوسکو پروردگار اوس چیز کے بارہ مین جسکا وہ ارادہ رکھتا ہے رہنمائی کا الہام کریگا۔

جو شخص مقام احسان مین داخل ہوا وہ جوان اور پورا آدمی ہو گیا گو بچہ ہی کیون نہو۔ اللہ تعالیٰ نے (موسیٰ علیہ السلام کے قصہ مین) فرمایا ہے فلما بلغ اشدہ واستوی اتیناہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین ۝ عہ (اور جب پہونچا اپنی جوانی کو اور پورا ہوا دیا ہم نے اوسکو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہین ہم احسان کرنے والون کو) یعنی اونکے احسان اور اپنے معبود کو مشاہدہ کرنے پر۔

توحید و اخلاص محبت کے ساتھ گردش کرتے ہین۔ اسلئے جو شخص کسی چیز سے محبت رکھے گا وہ نہین چاہے گا کہ اوس مین اوسکا کوئی شریک ہو۔ غایت یہ ہے کہ جب مرد کو کسی عورت سے محبت ہوتی ہے تو وہ نہین چاہتا کہ اسمین

عہ دیکھو انیسوین پارہ کا آٹھوان رکوع ۱۲۔

عہ دیکھو بیسوین پارہ کا پانچوان رکوع۔ ۱۲

اوس کا کوئی شریک ہو۔ اور یہی حال عورت کا بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جس بندہ کو پسند فرماتا ہے اوسکے قلب کو اپنی محبت اور اپنی مرضیات سے بھر دیتا ہے اور جس بندے کو ناپسند کرتا ہے اوس کے دل مین اپنی ناپسندیدہ باتون کی محبت ڈال دیتا ہے۔

تعلیم پانے والے کی روح کو تعلیم دینے والے کی روح سے اور فائدہ اوٹھانے والے کی عقل کو فائدہ پہونچانے والے کی عقل سے وہی نسبت ہے جو شاخ کو جڑ سے ہوتی ہے۔ اور جس مرید نے بدون اپنے پیر و مرشد کے کامل ہونا چاہا وہ مقصود کی راہ سے الگ ہوگیا۔ کیونکہ پھل مراد کو نہین پہونچتا مگر گٹھلی کے وجود سے جو اوس کی جڑ ہے۔ بس اسی طرح سے کوئی مرید کامل نہین ہوسکتا مگر اپنے پیر ہی کے ذریعے سے جو اوس کے نزدیک اوس کے نفس و روح و قلب و دل کی حقیقت مین متعین ہو۔

گمراہی کے پیشوا کی پیروی نہین کرتے مگر کجی ہی والے کیونکہ وہ ان کی کجی کی صورت ہوتی ہے جو متشکل ہوجاتی ہے تاکہ وہ اوسے دیکھکر اوسکی طرف جھکین" اور جو ذرہ کے برابر بُرائی کرے گا وہ اوسے دیکھ لیگا" یعنی متشکل۔ اور اسی وجہ سے جتنے لوگون کے دلون مین کفر و نفاق ہوگا وہ دجال کی پیروی کرین گے اور رہنمائی کے پیشوا کا حکم اس کے برعکس۔ ہے کہ اوسکی پیروی نہین کرتے مگر اہل ہدایت ہی۔

جس نے حق کو پہچان لیا وہ باطل سے کیونکر ڈر سکتا ہے۔

ہر طالب صرف حق ہی کو ڈہونڈہتا ہے۔ مگر کبھی واقعی اُس تک پہونچتا

ہے تو مکاشفہ کی بنا پر اوسکو پوجتا ہے۔ اور کبھی وہمی طور پر اوس تک پہونچتا ہے
تو حجاب کے ساتھ اوس کو پوجتا ہے۔ اسلئے کوئی پوجنے والا حقیقت مین نہین
پوجتا مگر اللہ ہی کو (مین کہتا ہون کہ) اِس پوجنے والے سے عام اہل اسلام
جو مُوَحد ہین مراد ہین۔ پس سمجھو۔ اور دیکھو غلطی مین نہ پڑو۔ واللہ اعلم

جو شخص اپنے آقا کے سوا کسی اور مین پھنسا اوسکو ضرور ضرر پہونچا۔ کیونکہ اُس
غیر سے یا وہ محبت کریگا تو اپنے آقا سے باز رہے گا جس مین اوس کے لئے
خرابی و نقصان ہے۔ یا اوسکو بُرا جانے گا تو اوسکا رنج اوسے اپنے آقا سے
باز رکھے گا۔ اسلئے مومن کو اپنے رب سے ملے بغیر راحت نہین ہے۔ اور
جبتک اوسکو غیر کے ساتھ لگاؤ ہے اوسوقت تک وہ اپنے رب سے مل نہین سکتا
بس اسی مین خیر ہو کہ غیر سے تعلق نہ رکھے۔

کل اعمال صرف اسی لئے مقرر کئے گئے ہین کہ مقرر کرنے والے کو یاد دلائین
تاکہ لوگ اوسکو نہ بھولین اور غیر کی طرف نہ جھکین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلوٰۃَ
لِذِکۡرِیۡ مجھے یاد کرنے کے لئے نماز کی پابندی کرو۔

ہر دائرہ مین وہی شخص خلیفہ ہے جو عبودیت کے حسنِ نظام کے ساتھ اُس
دائرہ کے قیام کو اتمام تک پہونچائے اور اِس بات کا معترف ہو کہ وہ بندہ ہے
اور اِسکے ساتھ نظامِ ربوبیت کا بھی بدرجہ کمال پابند ہو اور اس بات کا معترف
ہو کہ جو کچھ اوس سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ اوس کے رب کا ہے۔ اور اوسکا
رب ہی قابل ستایش ہے۔

جب تم اپنی محبت مین اعلیٰ و ادنیٰ بھائیوں کی ثابت قدمی اور اِس امر کے

خواہان ہو کہ سب کی زبانون پر تمہاری تعریف ہو تو حلم وغفران کے ساتھ اون سے
پیش آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کرو۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۵ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ
اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۵ (بیشک اللہ نے تھام رکھا ہے آسمانون کو اور زمین
کو اس سے کہ ٹل جاوین اپنی جگہہ سے اور اگر ٹل جاوین نہ تھامے گا اُن دونون کو
کوئی شخص اوس کے بعد۔ بیشک وہ ہے بخشنے والا تحمل والا) پس اللہ تعالیٰ
نے تمکو خبر دی کہ حلیم وغفور کے بعد کوئی اون کا روک رکھنے والا نہین ہے فافہم
جب انسان نے رحمان کو چھوڑ کر اپنا دل موجودات مین لگایا تو ذلیل وخوار
ہوا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس نے آپنے آپ کو غلام کا غلام بنا دیا۔ اور جب
انسان نے رحمان سے دل لگایا تو معزز و باوقار ہوا۔ کیونکہ یہ اپنے آپ کو بزرگی
وعلت غائی کی طرف پھیر لایا۔ اللہ تعالیٰ گویا فرماتا ہے کہ مین نے ہر چیز کو تیرے
لئے پیدا کیا اور تجھے مین نے اپنے لئے پیدا کیا۔ پس جس مقصد کے لئے تو
پیدا کیا گیا ہے اوسکو چھوڑ کر اوس مین دل نہ لگا جو تیرے لئے پیدا کی گئی ہے
کیا تم نہین دیکھتے کہ جب کوئی بڑے رتبہ کا آدمی مثلاً وزیر یا امیر کسی ذلیل عورت
پر عاشق ہو کر اوس سے نکاح کر لیتا یا کسی جانور کی محبت کے پنجہ مین پھنسکر اوس
کی خدمت کرتا ہے تو لوگون کے دل عقل کی وجہ سے اوسکو ذلیل و خوار سمجھتے
ہین گو امید وخوف کے باعث ظاہراً اوسکی تعظیم کرتے ہین۔ اور آدمی گو کیسا ہی
ہلکا اور معمولی ہو جب اوس نے اپنے پروردگار عزیز حق سے لو لگایا تو لوگون کے دل

ع۵ بائیسوین پارہ کا ستر ہوان رکوع۔

عقل کی ہدایت سے اوس کی تعظیم و تکریم کرتے ہین گو لغویت و غرور سے بظاہر اُس سے مُنہ پھیر لین۔

اللہ تعالیٰ نے جو حضرت آدم سے یہ وعدہ کیا کہ مین تمکو زمین مین خلیفہ بنانے والا ہون (انی جاعل فی الارض خلیفہ) یعنی ملا رادنیٰ مین تو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ اوس زمانہ مین وہ آسمان یعنی ملا راعلیٰ مین خلیفہ تھے ہی کیونکہ ملا راعلیٰ والے سجدہ مین گرے تھے۔

ہر زمانہ مین کامل ترین مظہر وہی ہوتا ہے جس کے کشف و بیان سے اُس زمانہ کے لوگون کو اللہ کی وہ باتین ظاہر ہون جن کو وہ جانتے نہ ہون۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کا وہ غیب ہے جسپر اطلاع نہین ہوتی مگر اوسی شخص کو جس سے اللہ خوش ہو۔

جب آدمی کا جسم روزی کی فکر مین مشغول ہو مگر اوسکا دل اوسکی طرف التفات کرنے سے بری ہو تو یہ ایسی چیز کے لئے جسمانی تکلیف اوٹھائی ہوئی جس کی حاجت نہین ہے۔ اور جب جسم اوسکی فکر سے فارغ ہو مگر دل اوس کی طرف لگا ہو تو یہ اوس چیز کی محبت کا عذاب ہے جو حاصل ہونے والی نہین ہے۔ پس دونون صورتین عذاب ہی کی ہین۔

کامل وہ ہے جو اپنے نفس کو توڑے یہان تک کہ اوسکا رب اوسکو پاک وصاف کر دے۔ اسلئے اُس شخص کی پیروی کرنے سے عذر کرو جس نے مخلوق کی زبان سے انا ربکم الاعلیٰ (مین تمہارا سب سے بڑا پروردگار

ع۵ یعنی فرعون

ہون) کہا تہا۔ ورنہ آخرت وا ولی کے عذاب مین پکڑے جاؤ گے۔ کیونکہ اوسکی مثال کُتّے کی مثال ہے۔ اوراوس کی پیروی کرو جس عـ۵ نے کہا تہا کہ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر (میرے پروردگار جو کچہہ بہلائی تجہہ سے مجہے پہونچے مین اوسکا سخت محتاج ہون)۔ اور موسیٰ نے اپنے دل مین ڈر چہپایا تو ہم نے کہا کہ تم نہ ڈرو بیشک توہی اعلیٰ یعنی غالب ہے"(مین کہتا ہون کہ) "اوسکا رب اوسکو پاک وصاف کرے" کے معنی یہ ہین کہ اولاً اپنے بندونکے دلون مین اوس کی عظمت ڈالدے اور اون کی زبانون پر اوسکے محامد کو جاری کردے کیونکہ وحی تو منقطع ہوچکی ہے اور صرف صحیح الہام باقی رہ گیا ہے۔ اور وہ سرخ گندہک سے بہی زیادہ کمیاب ہے۔ واللہ اعلم۔

جو شخص چاہے کہ جو نعمتین اوسکو عطا ہوئی ہون اون کو اللہ تعالیٰ دوامی کردے اوسکو لازم ہے کہ اون کی نسبت اپنے رب کی طرف کرے اور اوس کی حمد وثنا اونہین کے ساتھ کرے۔ چنانچہ جب اپنے قلب مین حلم دیکہے تو کہے کہ میرا رب ہی علم والا ہے۔ یا قدرت مشاہدہ کرے تو کہے کہ میرا رب ہی قدرت والا ہے۔ اور علیٰ ہذا کل معانی۔ فافہم۔

جس شخص کی فہم نے ایسی چیز سے حکمت ورہنمائی استخراج کی جسکو لوگون نے غفلت مین ڈالدیا اور ہنسی ٹھٹھا بنالیا ہے وہ بحر ظلمات مین غوطہ لگاکر چمکتے دمکتے جواہر نکال لایا۔ اسلئے اوس کے حق مین بحرِ ظلمات بحرِ نور ہوگیا۔ فافہم معانی اپنے قالبون کے صدف کے جواہرات ہوتے ہیں۔ اِس لئے

عـ۵ یعنی موسیٰ علیہ السلام۔ ۱۲

ایک گروہ کے جواہرات دوسرے گروہوں کے صدف ہین - اسکو سمجھو - اور ہر ذی علم کے اوپر زیادہ علم والا ہوا کرتا ہے۔

جب تم اپنے گناہون کو یاد کرو تو اُنپر لاحول ولا قوۃ الا باللہ نہ کہو - بلکہ یہ کہو کہ اے میرے پروردگار مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس مجھے تو بخشدے بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

جو شخص ایسے لوگون کی صحبت سے لطف اوٹھاے جو اوسکے پروردگار سے پھرے ہوئے ہین وہ اپنی نسبت بآواز بلند یہ منادی کرتا ہے کہ مین اون لوگون مین سے ہون جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و خوار کیا ہے" اور جسکو اللہ ذلیل کرے اوسکو کوئی عزت دینے والا نہین ہے" پس اوس سے منہ پھیرلو جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیرلیا - اور نہین چاہتا مگر ادنیٰ درجہ کی زندگانی اور پورے طور سے ہماری طرف متوجہ ہوجاو - اور اسکو غنیمت جانو۔

جو چیز تمہارے قلب کو تمہارے پروردگار سے غافل کرے وہ تمہارے پروردگار کا دشمن ہے - پس جو شخص اوس سے منہ پھیر لے اور اللہ کیطرف جھکے اور اپنے دل اور اپنے جسم سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو وہی دردمند تحمل والا ہے - اس کو سمجھو اور اپنے حال پر نظر دوڑاؤ کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے - اور جس کو تمہارا رب دوست رکھتا ہو صرف اوسی کی صحبت اختیار کرو کیونکہ یہ تمکو تمہارے رب کی یاد دلاتا رہیگا۔

تمہارا باپ حقیقت مین وہی شخص ہے جس کے کشف و بیان سے تمہارے نفس کی صورت پیدا ہوئی یہان تک کہ وہ بالفعل عقل ہوگئی - اور تمہارا جسمانی

باپ تو تمہارا مجازی باپ ہے کیونکہ تم یہ جسم تو ہو نہین بلکہ اوس مین جو روح ہی وہ ہو۔ اسلئے جب تم کو تمہارا جسمانی باپ تمہارے روحانی باپ سے غافل کرے تو جسمانی باپ سے بیزار ہو جانا تمپر واجب ہے۔ اور تمپر حلال نہین ہی کہ اپنے حقیقی باپ کے سوا اور کے نام سے پکارے جاؤ کیونکہ یہ اوس کے فاعل کی ناشکری ہے۔ ابن مسعود کی قرأت کے موافق قرآن مین ہے۔

"النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وھواب لھم" ہو کی ضمیر فصل اور لفظ "اب" پر اوس کی تقدیم کے ساتھ۔ اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مومنون کا حقیقت مین نبی کے سوا کوئی باپ نہین ہے۔ کیونکہ اس ضمیر سے نبی کا مومنین کی ابوت کے لئے مخصوص ہونا مستفاد ہوتا ہے۔

اور اگر تم مین روحانیت ہے تو تمہارے لئے یہ دلیل کافی ہے کیونکہ تمہارے نفس کو خلق جدید کی پوشش سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول نے مجرد کر دیا ہے "میرے نسب کے سوا کل نسب منقطع ہونے والے ہین" واللہ اعلم۔

جب تک مرید اپنے مرشد کے زیر حکم رہتا ہے برابر اوس کی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اگر اوسپر تکیہ کر کے جو اوس سے حاصل ہوا ہے قولاً و فعلاً اوس کے حکم سے باہر نکل آیا۔ تو اوسکی مثال اوس پتھر کی ہے جو آسمان کیطرف اوٹھایا جائے۔ کہ جب تک اٹھانے والی قوت اوس کے ساتھ رہے گی وہ بلند ہوتا جائے گا۔ اور جب اوس قوت مین سستی آجائے گی وہ زمین کی طرف گرے گا۔ اسلئے مرشد کے زیر حکم رہو اور اسکو غنیمت جانو۔

جس چیز کو تم اپنے دل مین مخفی رکھو گے اور خلق سے چھپاؤ گے وہ اوسی دن ظاہر ہوگی جب قلوب الٹ جائین گے اور چھپی باتین آزمائی جائین گی اسلیئے اسکو سمجھو اور اسکی کوشش کرو کہ تمہارے دل کے اندر صرف حق ہی ہو۔

وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؎ (اور اون سے اوس چیز سے جھگڑا کرو جو بہت بہتر ہے) سب سے بہتر چیز سے ایسی بات مراد ہے جس سے حق کا منا دینا اور اوس کے حکم کا باور کرا دینا حاصل ہو۔ پس اگر یہ مقصد استدلال وحجت سے حاصل ہو تو یہی سب سے بہتر ہے اور اگر ترغیب ہی سے حاصل ہو تو اوسوقت ترغیب ہی سب سے اچھی چیز ہے۔ اور اگر ترہیب یعنی خوف دلانے ہی سے مطلب برآئے تو اسوقت یہی سب سے عمدہ ہے۔

تمہارا مرشد وہی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تمکو سیدھی راہ دکھائے کیونکہ تمہارے رب کے نزدیک وہی تم کو سب سے زیادہ دوست رکھنے والا اور وہی تمہارے رب کی حضرت ہے۔ اوسی کے ذریعہ سے تم باتیں اور اور اسی کے ذریعہ سے تم کام کرتے ہو اور جس چیز کی طرف تمہارا نفس تم کو بلائے اُس کی طرف اپنے مرشد کی رضا کے قبل دوڑ کر نہ جاؤ۔ اور جس چیز کی طرف تمہارا مرشد تمکو بلائے اوس پر فوراً دوڑ پڑو اور اوس مین اسلیئے سستی نہ کرو کہ تمہارا نفس اُسپر راضی ہو۔ کیونکہ تمہاری کامیابی اوسکے حکم کی تعمیل مین ہے نہ تمہاری شہوات مین۔

ذاتون کی ذاتین تمام معلومات کے پرے ہین (مین کہتا ہون کہ)

؎ دیکھو چودھوین پارہ کا بائیسوان رکوع ۱۲

ذاتون کی ذاتون سے مراد وہ روح کلی ہے جس سے سب روحین متفرع ہوئی ہین۔ فافہم۔

سنہ ۱۲۹۹ سات سو ننانوے ہجری مین مجھے جو الہام ہوا اوسکا مضمون یہ تھا کہ اے علی! مین نے تجھے روحون کو اون کے جسد کی قبرون سے اوٹھانے کے لئے چنا ہے۔ پس جب ہم تجھے کسی بات کا حکم دین تو کان دہر کر سُن۔

عہ "اور اُن لوگون کی خواہشون پر نہ چلو جن کو علم نہین۔ اللہ کے مقابلے مین یہ لوگ تمہارے کچھ بھی کام نہین آسکتے۔ اور نافرمان لوگ ایک کے ساتھی ایک اور پرہیزگارون کا ساتھی اللہ"

مرشدون کے ناطقے اون کے آفتاب حقایق کے مطلعے ہین۔ اور عالمون کی قابلیتین اون کے وجوہ رقایق کے آئینے ہین۔

عہ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ (کیا ہم اوسکو تمہارے گلے مڑہ رہے مین اور تم ہو کہ اوسکو ناپسند کئے چلے جاتے ہو) کے متعلق ان کا قول ہے کہ شان سیادت اسکو نہین حاصل ہوتی جو اوسکی خواہش رکھتا ہے اور نہ اوس کو جبراً دیجاتی ہے جو اوس سے انکار کرتا ہے۔ اس لئے محبت وخلوص پر جمے رہو۔ تمہارا محبوب ہی تمہاری نعمتون اور خصوصیتون کا کفیل ہے۔

قدسی نعمتون کے لئے مرد ہین۔ اور حسّی زینتون کے لئے عورتین ہین۔

عہ دیکھو پچیسوین پارہ کا اٹھارہوان رکوع (سورہ جاثیہ کی اٹھارہوین و اونیسوین آیتین) ۱۲

عہ دیکھو بارہوین پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ ھود کی اٹھائیسوین آیت)

پس جس عورت کی ہمت اون نعمتون کی طرف جھکی وہ مرد ہوگئی۔ اور جس مرد کی ہمت اون زینتون کی طرف مائل ہوئی وہ عورت ہوگیا۔

جس نے علمار عارفین کی تصدیق کی وہی مرد ہے گو بظاہر عورت ہو۔ اور جس نے اون کی تکذیب کی وہی عورت ہے گو بظاہر مرد ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پہچاننے والے سچے کلمہ تامہ ہین۔ اور اللہ تعالیٰ کے جاننے والے کتب جامعہ ہین۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مین سے ایک بات یہ بھی تھی کہ کسی شخص کے مواجہ مین وہ بات نہ کیجاے جو اوسکو بری لگے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اوس کی جزا اون کو یہ عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اون کی امت کا ذکر فرمایا اور اون کو اس طور سے نصیحت کی اور اون کے عیبون سے خبردار کیا کہ قصون کے پیرایہ مین اگلی امتون کے عیوب قرآن مین بڑی عمدگی کیساتھ بیان فرمائے تاکہ یہ غیرون سے عبرت حاصل کرین اور متنبہ ہوجائین۔

عاقل نہ اپنے قال سے اپنے آپ کو سراہتا ہے اور نہ اپنے حال سے اپنے آپ کو برا بناتا ہے مگر اس حکمت سے کہ اوسکے کمال سے نقص دور ہوجاے۔

اپنی نسبت اعتقاد رکھنے والے سے بیغم نہو گو اوسکا نفس تمہاری نسبت انتہا درجہ کی تسکین ظاہر کرے۔ کیونکہ اوسکی تسکین اس سبب سے ہے کہ اوسکی عقل نظری نے عارضی احوال واعمال واقوال کی ظنی ڈوریون مین اوسے باندھ رکھا ہے۔ اور گمان منسوخ ہوا کرتے اور عارضی چیزین باقی نہین رہتی ہین۔ اس لئے

گویا تم ڈوریوں مین بندھے ہوئے ہو۔ اور جب وہ کھل جائین گی یا ٹکڑے ہو جائین گی تو معقول وحشت و فساد کی طرف لوٹ آئے گا۔ اور جو عاشق ہوگا وہ آگ مین بھی سمندر کی طرح اپنی جگہ سے نہ ٹلے گا۔ جو کچھ تم چاہو گے وہی وہ بھی چاہے گا۔ وہ تمہاری ذات مین مشغول رہے گا گو تمہارے صفات رنگ بدلتے رہین۔

عاشق گویا آنکھ کی پتلی ہے کہ اوس کا وجود چھوٹا اور شہود بڑا ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ عاشق کسی عارضی چیز سے متاثر نہین ہوتا اور نہ عوارض اوس کے شہود کو کمزور کرتے ہین۔ بس اتنی ہی بات سے صاحبِ بصر اور صاحبِ نظر مین تمیز ہوتی ہے۔

عشق والے تھوڑے اور اعتقاد والے بہت ہوا کرتے ہین۔ اور جو چیز تھوڑی اور نفع رسان ہو وہ اوس چیز سے جو زیادہ اور مشغول رکھنے والی ہو بہتر ہے۔ اور مشغولی سے بڑھکر کونسا ضرر ہو سکتا ہے۔

جس نے یہ گمان کیا کہ وہ اعتقاد سے مراد کو پہونچے گا وہی وہ شخص ہے جو اللہ کے ذریعے سے اللہ سے گمراہ ہو کر ہر جنگل مین بھٹکتا پھرتا ہے۔ "اور جسکو اللہ گمراہ کرے اوسکا کوئی راہ دکھانے والا نہین ہے" اور جو شخص یہ سمجھا کہ اللہ تک نہین پہونچ سکتا ہے مگر اللہ ہی کے ذریعے سے وہی وہ شخص ہے جو پہونچے بغیر نہ رہے گا "اور جس کو اللہ راہ دکھائے اوسکو کوئی گمراہ کرنیوالا نہین ہے"

جب تم حق کی یافت والے کو حق کو پا لینے کی حیثیت سے پہچان لو تو

سمجھو کہ وہی حق کا وہ رُخ ہے جس کے سامنے اوس نے تمکو کردیا ہے۔ اِس لئے اوس کی طاعت کو لازم سمجھو اور اِس آیت کے مصداق ہو جاؤ "جو تمہارے پروردگار کے مقرب ہین وہ اُس کی عبادت سے سرتابی نہین کرتے اور اُسی کی تسبیح اور اسی کے آگے سجدے کرتے رہتے ہین"[1]

بادشاہ کو اوس شخص سے چشم پوشی کرنی سزاوار ہے جو اوس سے چھپا کر اُس کی ناراضی کا کام کرے اور اوس شخص کو سزا دینی مناسب ہے جو کھلے بندون اوسکی حضوری مین ایسا کام کرے۔ کیونکہ اسکو چھوڑ دینے سے انتظام مین خلل واقع ہوگا۔ پس اسکو سمجھو اور حق کو پس پشت ڈال دینے سے حذر کرو تو مخدوم ہو جاؤ گے۔ اِس لئے کہ معلوم ہو چکا ہے کہ حق کی مخالفت باوجود مشاہدہ کے فوری سزا کے موجب ہوتی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے "پھر جب اِن لوگون نے ہمکو غصہ دلایا تو ہم نے اِن سے بدلا لیا"[2] اور ایک سجدہ ترک کرنے پر شیطان کا ملعون ہونا اسی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اوس نے حکم کے بعد حضرت معائینہ مین اوسکو ترک کیا۔ ورنہ بہتیرے بہت سی نمازین حجاب و جہل کی صورت مین ترک کرتے ہین اور اون کو مہلت دی جاتی اور اُن کی سزا مین جلدی نہین کی جاتی ہے۔

اللہ تعالی کے قول انی ذاھب الی ربی[3] (مین تو اپنے پروردگار کی

---

[1] سورہ اعراف کی اخیر آیت (نوین پارہ کا چودھوان رکوع) ۱۲

[2] سورہ زخرف کی پچپنوین آیت (پچیسوین پارہ کا گیارھوان رکوع) ۱۲

[3] سورہ والصفت کی ننانوین آیت (تیئسوین پارہ کا ساتوان رکوع) ۱۲

طرف چلا جاتا ہون) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ یعنی مین اپنے پروردگار کے وجود مین معدوم ہوتا ہون نہ مجہہ مین کوئی قوت ہے اور نہ کوئی قدرت میرا سارا معاملہ میرے پروردگار ہی کا ہے۔ اسپر غور کرو۔ کیونکہ حقیقت مین اللہ کے سوا وہان کچہہ بہی نہین ہے۔ پس جب اوس نے تمکو اپنے آپ سے معمور کردیا تو ہر چیز نے تمکو یگانہ سمجہا۔

نہین کشایش دیتا پروردگار اپنے بندون کو مگر اوسی چیز کی جسکو اوس نے اون کی عقل و ادراک سے پوشیدہ رکہا ہے۔ پس جس چیز کی اون کو کشایش ہوتی ہے وہ اوس کو یاد دلاتی ہے فذکر انما انت مذکر۔

حق مبین اپنی مخصوص ناطقی زمانی ذات کے ساتھ کبہی کسی زمانہ مین متعین نہ ہوا مگر مدارک نظریہ کے فرشتون نے اوس کے بارہ مین "اتجعل فیھا من" (کیا تم اس مین ایسے شخص کو قایم کرے گا) کہا اور برابر اسی طرح سے اوس وقت تک کہتے رہتے ہین کہ وہ اپنی رہبوت کے ساتھ تنزل کرتا اور اپنی جبروت کے قلبہ کا ہاتھ پہیلاتا اور اون کی مملکتون کو اپنے ملکوت مین داخل کرلینے کی اوس کو قدرت دیتا ہے اور جب یہ ہوجاتا ہے تو وہ فرشتے اوس کے سجدہ مین گر پڑتے ہین اور اوسکا دشمن بہی وہم کا شیطان ہوجاتا اور اوس کی عداوت پر جم جاتا ہے کیونکہ یہ ہر حاکم کو اوس کے حکم سے خارج کرنا چاہتا ہے۔ اور اس مضمون کی طرف اورون نے بہی اشارہ کیا ہے۔

چنانچہ ایک نے کہا ہے کہ کوئی شخص وہ باتین جو محمدؐ لاے لیکر نہ آیا مگر اوس سے عداوت کی گئی۔ اور دوسرے نے کہا ہے کہ اور انبیا اسی طرح سے آزماے

جاتے ہین اور خاتمہ اونھین کے مطابق ہوتا ہے۔ اِس لئے صبر کرو اور معاف ودرگذر کرو یہان تک کہ اللہ اپنا امر لاسے یعنی ظاہر اور اپنے حکم کے ساتھ متجلی ہو۔ فافہم۔

اگر کوئی شخص تم سے وحشی جانورون کے اخلاق کے ساتھ پیش آئے تو تم بزرگون کے اخلاق کے ساتھ اوس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ ہر شخص اپنے نمونہ پر کام کرتا ہے اور وہی اوسکی پاداش ہے۔

تمکو اللہ کی راہ دکہانے والے کی فضیلت اون سب چیزون پر جن کی تم اوسکی امداد سے امید رکھتے ہو ویسی ہی سمجھنی چاہیئے جیسی اللہ کی فضیلت اپنے بندون پر۔

اسکی فرمایش نہ کرو کہ تمہارا مرشد اے الحق تمہارے حدود مین محصور ہو۔ کیونکہ اگر تم نے اِس کو نہین پہچانا کہ وہ تمکو احاطہ کئے ہوئے ہے تو تم اسکو تو پہچانوگے کہ وہ قیام مین تم سے بڑا اور مقام مین تم سے زیادہ وسعت والا ہے اور جو بڑا اور وسعت والا ہو وہ اپنے آپ سے کم مین کیونکر محصور ہو سکتا ہے تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اوسکا حکم باعتبار ذات اور اثر کے تمہاری استعداد کے موافق تم پر غالب ہو۔ فافہم۔

حق تعالیٰ کی محبت کسی نہ کسی علت سے ہر مخلوق مین پائی جاتی ہے اور محبت کا خلوص علتون سے بالاتر ہے۔ اِسی لئے حق کی محبت کے خلوص کا پتہ نہین لگتا مگر حق ہی کو۔ اور جب اوس نے اِس کو پالیا تو کبھی اوسکو جانے نہ دے گا۔ لا تبدیل لکلمات اللہ (اللہ کے کلمات مین

تبدیلی کہان)۔

نا اہلون کے لئے عشق کی زبان اعجمی ہے اور جو اوسکے اہل ہین اونکے لئے صاف و فصیح عربی ہے۔

دُنیا کو غافلون کے لئے چھوڑ دو اور برزخ کو صلہ چاہنے والون کے لئے اور دوزخ کو شیطانوں کے لئے اور جنت کو جنون کے لئے اور اے دیّان کے بندو تم "سلام قولا من رب رحیم" کہو۔

جو شخص اپنے نقص سے متنبہ ہوا وہ حال کو چھوڑ کر قال پر قانع نہو گا۔

اگر تم داہنے جانب جھکے تو انوار تمہارے حجاب ہون گے۔ اور اگر تم بائین جانب جھکے تو آگ کی گھاٹیاں تمہاری حجاب ہون گی۔ اور اگر تم کسی طرف نہ جھکے تو تم نے اپنے معشوق کو بلا حجاب پالیا۔ اور حبیب کا ہر حجاب عذاب ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمسے عذاب کو دور کر۔ فافہم

جب تک تم اضداد کے بیچ مین ہو تم غلبہ مین ہو۔ مگر جب تم اوس کے لئے خالص ہو گئے جس کی کوئی ضد نہین ہے تو تمکو اس غلبہ سے آرام ہوا۔

پیر و مرشد تک نہین پہونچتا ہے مگر وہی جو اللہ کے نزدیک مخصوص ہے کیونکہ وہ تمکو مرشد تک پہونچائے گا۔ پس اگر تم اوس کو پاؤ تو اوس کے آگے سر تسلیم خم کرو۔ تب تم سلامت رہوگے۔ اور غنیمت پاؤ گے۔

تمہارے اعتبار سے تمہارا پیر ہی تم پر اللہ کا فضل اور تمہارے ساتھ اُس کی رحمت ہے۔ پس جو کچھ فائدہ تم نے حاصل کیا ہے اوس سے تمہارا پیر کے ساتھ تحقق ہی بہتر ہے۔ "قل بفضل اللہ و برحمتہٖ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر"

ع۵ گیارہوین پارہ کا گیارہون ن۔ کوع (سورۂ یونس کی اٹھاونوین آیت) ۱۲

مما یجمعون" (کہو کہ لوگون کو چاہیے کہ خدا کا فضل اور اوسکی رحمت پاکر خوش ہون کہ جن چیزون کے جمع کرنے کے پیچھے پڑے ہین یہ اُن سے کہین بہتر ہے")
قلب پروردگار کا گھر ہے جس کا آباد کرنا اوس مین رہنے والے کا پا لینا ہے اور اوس مین رہنے والی روح اوس کی روح ہے۔ اور کوئی مخلوق نہ کعبہ کی مالک ہے اور نہ اوس روح کی۔ اور ایسی جگہہ ہے جس کو بشر نہین سمجھتا فرشتے اسکی طرف آتے جاتے اور اسمین داخل ہوتے ہین مثلاً اُس جگہہ مین سے جس کا ذکر اجعلتم سقایۃ الحاج سے الذین آمنوا وھاجروا[۵]

---

[۵] یہ اشارہ سورہ توبہ کی انیسوین و بیسوین آیتون کی طرف ہے (دسوین پارہ کا نوان رکوع) وہ دونون آیتین بتمامہا یہ ہین اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ ط لا یستوٗن عند اللہ ط واللہ لا یھدی القوم الظلمین ۱۹ الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ ط واولئک ھم الفائزون ۲۰

ان دونون آیتون کا ترجمہ یہ ہے۔ کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد رکھنے کو اُس شخص کی خدمتون جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستہ مین جہاد کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ دونون برابر نہین اور اللہ ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستہ مین جہاد کیئے اللہ کے ہان درجے مین کہین بڑھکر ہین اور یہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔ ۱۲

جاھدوا فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم تک ہے۔ پس اللّٰہ تعالیٰ کے پاس کے بڑے درجے سے ان کو نہ مال نے روکا اور نہ جان نے اور یہی وہ لوگ ہین جو اپنے پروردگار تک پہونچنے والے ہین۔ فافہم

جس شخص کو تم دیکھو کہ باوجود عظمت و علو مرتبت کے اللّٰہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے علم و حکمت کے ساتھ فروتنی کرتا اور اوس کے خوف سے اپنے آپ کو چھوٹا ظاہر کرتا ہے اوسکا قدم ہرگز نہ چھوڑو۔ کیونکہ یہی وہ شخص ہی جو تمہاری صورتونکی صورتوں مین انوار نورانیہ ہونگے گا۔ اور سلام ہے اسرافیل پر اور کس چیز نے تجکو بتایا کہ اسرافیل کیا ہے اور سلام ہے اوسپر جس نے سیدھی راستہ کی پیروی کی۔ فافہم۔

ثابت قدم رہ پھلے پھولے گا اس لئے کہ جس درخت کا زمانہ ایک جگھ سے اوکھڑ کر دوسری مین اور دوسری سے تیسری مین اور علیٰ ہذا نصب ہی ہونے مین صرف ہوا وہ کبھی پروان نہ چڑ ہا۔ فافہم۔

اگر ادراک مین غیر متناہی کی صورت متناہی نہو جاتی تو فہم اوسکا احاطہ نہ کرتا۔

اگر تو اَحَد کے ساتھ متحقق ہونا چاہتا ہے تو اپنے سارے مراتب خارجیہ کی فنا کے لئے آمادہ ہوجا۔ اور بیشک اِس سے نیچے کی طرف دہشتین ہین عے جنکو وہی لوگ برداشت کرتے ہین جو صبر کرتے ہین۔ اور یہ توفیق اُن ہی کو دیجاتی ہے جنکے بڑے نصیب ہین''

عے سورہ حٰمٓ سجدہ کی پینتیسوین آیت (پارہ ۲۴۔ رکوع ۱۹) مَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۔

یا تحقیق کے مرتبہ مین رہو اور یا تصدیق کے مرتبہ مین اور ان دونون سے جو مرتبہ نیچے ہے اُس سے حذر کرو کہ وہ اچھا رستہ نہین ہے۔

حدیث ان اللہ یقول لقوم یوم قیامتھم انا الیوم رسول نفسی لیکم (بیشک اللہ ایک گروہ سے قیامت کے دن کہیگا کہ آج مین اپنا بھیجا ہوا آپ ہون تمہاری طرف) کے متعلق ان کا قول ہے کہ۔ پس وہ ہی اون کا معبود ہے بذریعہ آلہیت کے اور وہی اون کا رسول ہے بذریعہ رسلیت کے اور جس شخص نے اپنے ادراک کے ساق سے اپنے وہم بشری کے حجاب کو ہٹا دیا وہ نہ دیکھیگا امر کو مگر اسی طرح ہر مقام مین اوس کے موافق۔ اسکو سمجھو۔

نماز اذان سے لیکر سلام تک مرید کی صورت حال ہے یعنی اوس کی اوس دعا سے لیکر جو اوسکے حجابون سے ہوتی ہے اوس کے اپنے رب کے ساتھ اپنے حجابون کی طرف لوٹ آنے تک۔ پس سمجھو کہ تکبیر اخلاص کی صورت ہے اور یہ مناجات کرنے والے کے حرم کی کنجی ہے۔ اور جس نے شکر کیا وہ خود اپنے ہی لئے شکر کرتا ہے۔ اور اسی لئے نماز کا آغاز خدا کی حمد سے ہوا ہے جو اپنے بندہ کی زبان سے وہ خود ہی کرتا ہے۔ اور جب اوس نے بندہ کو دوست رکھا تو اوسکی زبان ہو گیا تو واسطے ساقط ہو گئے۔ اور جب مناجات کرنیوالی کا حجاب لوٹ آیا تو اُسنے رب کی قیومیت اُسکے بندہ مین دیکھی اور بندہ کی قیومی کی مماثلت سے اوسکو بہت بڑی سمجھا اس لئے اُس نے تعظیم کے لئے رکوع کیا۔ اسلئے اسکا رکوع عظمت قیوم کا مظہر ہوا۔ اسکے بعد وہ کھڑا ہوا اور اوس نے فاتحہ کی تجدید حمد کے ساتھ کی۔ اور وہ کلیم ہے۔ اور اوسکا رب سمیع ہے۔ مگر ابن کو دیر

نہ ہونے پائی تھی کہ اوس کو غیرت آئی۔ اسلئے اوس کے قیام کی حجابیت جو باقی
رہ گئی تھی اوسکو اوس نے فنا کرکے سجدہ کیا اور اوس کے ساتھ اوس
ذات کے اعلیٰ ہونے کی جو توحیت مین یگانہ ہے اس طور سے تسبیح کہی کہ
اوس کے سوا کو وہ مشاہدہ نہین کرتا۔ اسلئے اس کا سجود اسکی اقربیت مین
اس کے رب کی عُلویت کا مظہر ہوا۔ اور کہڑا ہوا تو اپنے رب مین متحقق ہوکر
برقرار ہوا اور اوس کے ذریعہ سے اوس نے اپنے حجاب کی طرف لوٹنا
شروع کیا۔ پس اوس نے ثابت کیا کہ وہ اپنے قیام و سلام مین مسلوب
المغایرت تھا۔ اِس لئے اوس نے التحیات للہ کہا۔ اور یہ وہ تسلیمات ہین
جن سے اوس کے اُن حضرات مین داخل ہونے والے ابتدا کیا کرتے
ہین جن کی طرف وہ پہر لوٹ آتے ہین۔ اسکے بعد وہ اوس کی حضرت
نفسانیت مین جو ساری صورت کی جامع ہے داخل ہوا تو اوس نے کہا
السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ یعنی ہر بندہ نیکوکار
پر پس اسوقت وہ کون ہے ؟ اور اوس کے شہود مین کون نبی ہے ؟
اسلئے نگاہ دوڑاو کہ تم کیا دیکھتے ہو ؟ اور کیونکر تمہارے لئے نماز مین معراج
کے مشہد کو اوس نے مختصر کردیا ہے۔ اِس کو سمجھو کیونکہ عارف اپنے
معروف کا عین ہے اور محقق اوس کی حقیقت ہے جس کی اوس نے
تحقیق کی ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

مین نے دائرہ خلق کی تحقیق نہین کی ہے مگر اسی لئے کہ تم حق کو اُس
کے اسماء وصفات کی تفصیل کے ساتھ اوس کے آثار کے مظاہر مین

پہچانوں" مین غیر معروف گنجینہ تھا پس مین نے خلق کو پیدا کیا اور اون سے
اپنے آپ کو پہچنوایا" پس میرے ہی ذریعہ سے لوگون نے مجھے پہچانا۔
اور اسکا مصداق" اور مین نے جن وانس کو پیدا نہین کیا مگر اسی لئے کہ وہ
میری عبادت کرین" یعنی مجھے پہچانین ہے۔ پس جو شخص کہ آثار کے حال
کا زیادہ تر پہچاننے والا ہے وہ اسمار و صفات کے مظاہر کا زیادہ تر شناسا
ہے۔ اور جو شخص کہ مسمی موصوف کے مظاہر کا زیادہ شناسا ہے وہ حقایق
ظاہرہ کی معرفت کے اندازہ سے اِن مظاہر کے حقایق کا زیادہ شناسا ہے۔
ہر نفس اپنے جسم کے اعتبار سے ایک کلمہ ہے اور ہر عقل اسکی ذات
کے اعتبار سے ایک کلمہ ہے۔ اور اللہ ہی کا کلمہ سب سے بالاتر ہے پس
ہر مقام کے لئے مقال ہے اور ہر مجال کے لئے رجال ہین۔ فافہم
جس شخص نے اپنے نفس ردیہ کو اوس سے مجرد ہونے کے ذریعہ
سے مار ڈالا اوس نے اوس کی جگہہ نفس زکیہ کو قایم کیا۔ پس اگر اپنے نفس
زکیہ کو اوس کے دعوی سے خالی کر کے بلکہ جو معاملہ اوسکا اللہ تعالیٰ کے
ساتھ ہے اوس مین بلند نامی کے شہود سے مار ڈالا تو وہ اوس سے مجرد
ہو گیا۔ اور جب وہ اوس سے مجرد ہو گیا تو اوسوقت بندہ اپنے نوافل کے
ذریعے اللہ کا مقرب ہو گیا تب اوسکو اللہ نے دوست بنایا۔ پس اوس
انانیت کی جگہہ مین جس سے وہ مجرد ہوا وہ اپنی روح کے ساتھ اوس کی
ہویت کی وحدت کے شہود مین اوسکا ہو گیا۔ اور یہ روح اوس نفس زکیہ
سے پاکی مین بہتر اور پاس قرابت مین قریب تر ہے۔ فافہم

جس چیز کو محقق تمہارے نزدیک متحقق کردے اوس کی نسبت جانو کہ وہ اوس کی تجلیات مین سے ایک تجلی ہے۔ اور اوس مین سے جو شخص تمہارے ادراک مین متعین ہو وہ اوس کی تمثیلات مین سے ایک تمثیل ہے۔ اور وہی محقق سب سے زیادہ بزرگ یا تمہارے وجود کے حقایق مین سے وہ بزرگ ترین شخص ہے جو تمہارے شہود مین اُن حقایق کے ذریعہ سے قایم ہے۔ کیونکہ مرید باعتبار اپنے پیر کے اپنے پیر کے عُیُون مین سے ایک عین ہے۔ اور پیر باعتبار مرید کے وجود مرید کی حقیقت ہے۔ اور وجود سب مین ایک ہی ہے جو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اسی لئے معانی کمال مین مرید اپنے پیر کے ذریعہ سے وجود مین متحقق ہوتا ہے اور متعرفین کے مدارک مین پیر اپنے مرید کے ذریعہ سے شہود مین متحقق ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ پیر و مرشد کامل نے اپنے مرید کامل سے کہا تھا کہ "اے علی تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون"

جو شخص کہ اپنے پیر کے صرف بشریت ہی کے رُخ کو دیکھتا ہو اوسکے لئے جو حق مبین کھولدیا جائے گا وہ اوسکے اعراض و تکذیب و نفرت ہی کو بڑھائے گا۔ اسی لئے تم ہر محقق کو پاؤ گے کہ جس قوم مین وہ ظاہر ہوتا ہے اوسی کے مشاہدہ کی حیثیت مین رہتا ہے اور ہمیشہ اونکی مماثلت اوس سے ظاہر ہوتی ہے اُن سے باتین کرتا ہے تو اونہین کی زبان مین اور جو تولتا ہے تو اُنہین کی ترازو مین اور ناپتا ہے تو اُنہین کے پیمانہ مین یہی سبب تہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابیون سے کہا کہ مجھے

موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ بعدہ جب اپنی بشریت سے الگ ہو گئے تو آپ کے خاص صحابہ کی زبان سے نکلا کہ آنحضرت تمام مرسلین اور ملائکہ مقربین سے افضل ہین اور اسکو بشاشت وخالص تصدیق کے ساتھ اُن لوگون نے قبول کیا جن سے آنحضرت اگر یہی امر اپنی بشریت کی حالت مین کہتے تو وہ ضرور شک کرتے اور یہی حال ہر ولی کا ہوتا ہے کہ اوسکی بشریت کے ظہور کی حالت مین اکثر اُس کے سچے کشف بھی نہین مانے جاتے اور جب وہ اپنی بشریت سے مجرد ہوجاتا ہے اور اپنے صدیق کی زبان سے کہلواتا ہے تو اوسکی بات مان لیجاتی ہے۔ پس عاشقون کی وہ باتین اُن کے معشوق کے بارہ مین مان لی جاتی ہین جو حجاب مماثلت والون کے نزدیک خود معشوق سے اپنے بارہ مین نہ مانی جاتین۔

اگر کوئی شخص تم سے پوچھے کہ ذات کیا ہے؟ تو اوس سے کہو کہ ذات اور وجود دونون بدیہی ہین اسلئے ان کی نسبت "کیا ہے" کا سوال نہین ہوسکتا اور نہ اِن کی حد پوچھی جاسکتی ہے۔ پھر اگر وہ کہے کہ مین "تنبیہ" کا طالب ہون تو اوس سے کہو کہ ذات وہ ہے جس سے ہر حاکم وحکم ومحکوم کا قیام ہے۔ پس ان چیزون مین سے جس کو تم پاؤ اُن چیزون مین سے ہے جو ذات سے قایم ہے ذات نہین ہے۔ بس مین نے تمہاری عاجزی کے سبب سے تمکو متنبہ کردیا۔ لیکن اگر وہ کہے کہ مجھ سے کھولکر بیان کرو کہ وہ بدیہی کیا ہے تو اُس سے کہو کہ ذات اس حیثیت سے کہ وہ ذات ہے جیسا کہ تم نے سنا ہے بیان مین آ ہی نہین سکتی ہے اور وہ

بدیہی ہے اور یہ نہین ہے مگر ایک جہت سے نہ کئی جہتون سے کیونکہ وہی اپنی ذات کے لئے حکم دینے کا مقتضی ہے اور وہان اوسکے سوا کوئی نہین ہے۔ پس وہ اپنے نفس سے اپنے نفس کے لئے حکم دیتا ہے اور چونکہ اوسکا اوس طور پر حکم دینا اپنے لئے واجب ہے اسلئے اسپر غیر متناہی قضایا ہین اور یہ اوس طریقہ پر ہے جسکا نام علما ربیان کے نزدیک تجرید بیانی ہے پس جب تم نے اپنے نفس کو اپنے نفس سے طالب و مطلوب و طلب اور اوس کے ذکر کرنے والے کے اعتبار سے مجرد کر لیا تو تمہارے لئے تشابہ ممکن نہین ہے۔ اور اوسکو بھولکر تم سے اوسکا ذکر ہو نہین سکتا۔ کیا تمہاری یہ حالت نہین ہے کہ ان احکام کے سبب سے تمہارے نزدیک متقابل صورتین قایم ہوتی ہین جنمین سے کوئی ایک تمکو دوسرے سے باز نہین رکھتی ہے پس تم اون سب کے سب کی حقیقت ہو اور وہ حقیقت مین تمپر زائد نہین ہین حالانکہ وہ صورتین تمہاری اغیار اور فی نفسہا حکم و معاملہ مین تم سے متغائر ہین۔ پس اسی طرح اوسکو بھی سمجھو۔ پس ذات کا اس حقیقت قضائیہ کے اعتبار سے ذات وجود نام رکھا جاتا ہے اور قضایا کا نام موجودات و مراتب وجود رکھا جاتا ہے پھر موجود کی کئی جہتیں ہیں۔ ایک جہت تو وہ ہے جو مطلقاً وجود ہے اور اس حیثیت سے اس کا علم لفظی عربی ہی اوسکی جہت ہے۔ اور جو کہ ایسا وجود ہے جو ہر ایسی چیز سے مجرد ہے جس پر زیادتی کا حکم لگایا جاتا ہے اور اوس کا اسم علم ہُو ہُو ہے اوسکی جہت وہ وجود ہے جو تعین کے اعتبار سے ہر موجود کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس وہی ہر موجود کی ذات ہے اور ہر موجود اوسکی

صفت و تعین ہے اور اوسکا اسم علم "اللہ" ہے جو ہرگز کسی چیز سے مشتق نہین ہے - اور اس مضمون کو اُنھون نے اسقدر طول دیا ہے کہ عقل سلیم کی وسعت سے باہر ہے چہ جائیکہ غیر سلیم - واللہ اعلم -

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پس معاف کر اُنسے اور درگذر بیشک اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والون کو) کے متعلق انکا قول ہے کہ - اور جب اُن کو دوست رکھا تو مدرکون کے مدارک مین اُنکو موجود کرتا ہے - پس جب تم نے اوسکو دوست رکھا تو تم وہی ہو گئے اور اسی پر قیاس کرو اور دیکھو کہ نہین عبادت کرتے ہین قال کے روسے مگر وہی لوگ کہ اللہ اون کو وہ حال عطا کرتا رہتا ہے جس کی وہ خواہش کرتے ہین پس سمجھو کہ جو کچھ تمسے ہوتا ہے وہ تمھاری ہی طرف آتا ہے اور تمھاری طرف نہیں آتا ہے مگر تمھاری ہی طرف سے - بیشک تمھارے لئے وہی ہے جسکا تم حکم دیتے ہو -

جُود وسعتِ بخشش کو کہتے ہین اور ہبہ عطیہ کے پائدار بنانے اور موہوب لہٗ پر اوس کے پورا کردینے کو کہتے ہین - اور سماحت بخشش کی سہولت کو اور سخاوت محتاج کی حاجت دور کرنے کے لئے دینے کو کہتے ہین -

جب وجود دائرہ دلالت مین اپنے موجود سے ظاہر ہوتا ہے تو موجود کا نام مظہر ہوتا ہے اور وجود کا ظاہر - اور یہ اس دائرہ کے ہر مقام مین اوسکے مناسب ہوا کرتا ہے -

---

ع۵ چھٹے پارہ کا ساتوان رکوع (سورہ مائدہ) - ۱۲

وجود جہان اور جس طرح سے اور جس کے ذریعے سے ظاہر ہو تمہارے نزدیک ظاہر ہوگا مگر اسی حیثیت سے کہ وہ وجود ہے اور تم اوسکو اور اوسکی کسی چیز کو ادراک نہین کرتے ہو مگر اسی ذریعہ سے کہ وہی تمہارا وجود اوس کا ادراک کنندہ اوسکے ادراک سے اس حیثیت سے کہ وہ ہی تمہارا وجود مدرک ہے۔ وہان کوئی خلاف نہین ہے۔ اسکو لو اور سن رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطہ کئے ہوے ہے۔

جیسا کہ حق تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہین معاف فرماتا ہے اوسی طرح سے اوس کے مظاہر اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو معاف نہین کرتے کیونکہ اون کی حقیقت ظاہر جو اون مین صورت پذیر ہوئی ہے وہی ہے۔ پس وہ یہ ہین اور وہ ان کی قوتین ہے اور ان کے کل امور اوسکے امور ہین۔ پس جب تم ان مین سے کسی کو دیکھو کہ جس شخص کی محبت و تعظیم اوس کے لئے متعین ہے اوسکی اس بات کو وہ ناپسند کرتا ہے کہ اوسکے سوا کسی اور سے ویسی محبت کرے یا ویسی ہی تعظیم بجالائے تو جان لو کہ یہ اوس اللہ کی شان ہے جو اپنی نسبت شرک کو معاف نہین کرتا اور وہ اوس کے ذریعہ سے اوس کے مظہر مین ظاہر ہوئی ہے پس سمجھو بوجھا تو اور برابر لگے لپٹے رہو۔

اِس حدیث کے متعلق کہ "جس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور پھر توبہ کی تو اللہ نے بھی اوس کی توبہ قبول کی" یہ کہتے ہین کہ۔ یعنی اس لئے کہ گناہ کا انکار اور جھوٹ کے ساتھ اوس سے اعتذار گنہگار نفس کو بیگناہ

دکھلانا۔ جھوٹی گواہی دینی۔ اور اوس کو جاہل قرار دینا ہے جس کے سامنے معذرت کی جاوے" اور تمہارےعــہ ایسے ہی گمان نے جو تم نے اپنے رب کی نسبت گمان کیا تم کو ہلاک کیا" دیکھو کہ ایسے لوگون نے کیونکر اپنی نسبت جھوٹ کہا۔ اور اسکو تو ہم سب اپنے آپ مین پاتے ہین کہ گنہگار جب اقرار کرتا اور گڑگڑاتا ہے تو اوسپر ہم رحم کرتے اور اس کو سزا دیتے اور جبر کرنا برا سمجھتے ہین۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون نےعــہ "کہا کہ البتہ ترجیح دی تجکو اللہ نے ہمپر اور ہم بیشک خطاوار تھے" یوسف علیہ السلام نے "کہا کہ آج کے دن تم پر سرزنش نہین ہے" اور جب اوسکا برعکس ہوتا ہے تو نتیجہ بھی برعکس نکلتا ہے۔ فافہم۔

جس شخص نے کسی چیز کی نسبت اپنے آقا کو چھوڑکر خود اپنی ملکیت کا دعوی کیا اوس نے خیانت وفریب کیا اور اوسپر اوسکا وبال آیا۔ اور جس نے اسکا اقرار کیا کہ جو کچھ اوس کے قبضہ مین ہے وہ اوس کے آقا ہی کا ہے وہ اوس پر عامل مقرر کیا گیا۔

اور ایسے شخص کو جو زیادتی ہوگی اوسکو جاہل بہت ہی زیادہ سمجھے گا۔ اور جس نے یہ گمان باطل کیا کہ اوسکے قبضہ کی چیز اوسکی ہے وہ فساد واستدراج

عــہ وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم فاصبحتم من الخسرین ۵ چوبیسوین پارہ کا ستر ہوان رکوع ۱۲۔

عــہ قالوا تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین ۵ قال لاتثریب علیکم الیوم الآیہ تیرہوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ یوسف) ۱۲

مین پڑا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر غور کرو کہ "زمین کے خزانون کی کنجیان مجھے عطا ہوئی ہین" پس آپ جانتے تھے کہ بندہ کے املاک جس قدر زیادہ ہون گے اوسی قدر اوسکو اورون پر فضیلت و وسعت ہوگی اور اللہ کا فضل اوسپر زیادہ ہوگا۔ پس بندہ کی طرف مالون کی نسبت ویسی ہی ہے جیسی ملکون کی نسبت اون کا انتظام کرنے والون کیطرف۔ واللہ اعلم۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (البتہ کافر ہوے وہ لوگ جو کہتے ہین کہ اللہ وہی ہے مسیح مریم کا بیٹا) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ۔ وہ کافر اس سبب سے ہوے کہ باوجود اس اعتراف کے کہ وہ اللہ ہین اون کی یہ صفت بیان کرتے ہین کہ وہ مریم کے بیٹے ہین۔ اور اس سبب سے کہ اون لوگون نے مسیح کو لفظ اللہ سے ایسے زمانہ مین موصوف کیا جس مین وہ اوس کے موصوف نہ تھے۔ کیونکہ وہ حق مبین کے وصف کے ساتھ اپنی محمدی جہت کی حیثیت سے موصوف ہین۔ اور ہر زمانہ مین اوسی صفت سے موصوف ہوتا ہے جس مین ظہور ہوا کرتا ہے۔ اور وہ جہت جو سارے وجوہ عینیہ الٰہیہ فرقانیہ پر محیط ہے عیسیٰ اور اون کے سوا اور لوگ ہین۔ اور نیز اس سبب سے کہ اون لوگون نے اُن کو اللہ ہونے کے ساتھ موصوف تو کیا اور اُن کے اس قول پر مقتضاے ایمان کے موافق قایم نہ رہے "و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد"[عہ] اور نہ اس

عہ چھٹے پارہ کا ساتوان رکوع (سورہ مائدہ) ۱۲

عہ اور خوشخبری دینے والا اس رسول کی نسبت جو میرے پیچھے آویگا اور جسکا نام احمد ہے۔ اٹھائیسوین پارہ کا نوان رکوع (سورہ صف)

قول یرد ''اعبد و اللّٰہ ربی و ربکم'' (عبادت کرو اللہ کی جو میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے) یعنی جو اپنی محمدی ہیت سے ظاہر ہے۔ اور اس مضمون کو طوالت دی ہے۔

جب تک کہ بادشاہانِ دنیا اون اولیار کے مطیع رہین گے جو علمار حق ہین اور اِن کا حکم اون مین چلتا رہے گا اوس وقت تک اِن مین صلاح وفلاح پائی جائے گی اور جب اِسکا خلاف ہوگا تو معاملہ برعکس ہوگا۔ کیونکہ تحقیق کی رو سے اولیار ہی نبیون کے وارث ہین۔ اور علم لادنے والے جو غرض کے موافق اور ہوا و ہوس کی پیروی کے مطابق مسائل پیدا کرنے والے ہین۔ اونکو اِس وراثت سے کوئی واسطہ نہین ہے۔ یہ تو وہی ہین جنکی صفت ''الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا'' ہے اس لئے قرین صواب یہ ہے کہ اِن کے بوجہ سے فائدہ اوٹھایا جائے مگر نہ ان کو حکومت دی جاوے اور نہ ان سے راے لی جائے اور نہ ان کو تصرف کا موقع دیا جاوے۔ کیونکہ گدھا بوجھ لادنے اور نفع حاصل کرنے کے لئے ہے نہ اِس لئے کہ وہ حکومت کرے یا اوس کی بات سُنی جاوے یا اوسکی اطاعت کیجاوے۔ فافہم۔

(مین کہتا ہون کہ) شاید شیخ کی مراد اون لوگون سے ہے جو جھوٹ سے اپنے ہوا و ہوس کی تائید کرتے ہین۔ مثلاً وہ لوگ جو اپنی بدعتون کو رواج دینے کے لئے حدیثین گڑھتے ہین۔ اور ان سے وہ علمار مراد نہین ہین جن کو اللہ تعالیٰ نے شریعت قایم کرنے کے لئے تعینات کیا ہے

امامانِ ہدایت حقیقت مین ارواح مقدسہ ہین جو اپنی بشریتون مین پلٹے کہاتے رہتے ہین۔ اس لئے جو شخص اون کے ظاہر کو دیکھتا ہے متحیر ہوتا ہے اور جو اون کے نورِ باطن پر نگاہ کرتا ہے وہ بصیرت حاصل کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثا رہی ہر زمانہ مین اپنے زمانہ کے انوار ہوا کرتے ہین۔ جن کی روشنی تخصیص کے ساتھ اوس کی سراجیت (روشنی) سے مستفاد ہوتی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے قول "وسراجا منیرا" مین اشارہ ہے۔ پس جب تک یہ لوگ کلام کرتے اور ظاہر رہتے ہین اوس وقت تک نور ظاہر اور پہیلا ہوا رہتا ہے اور آنکھون سے محسوس ہوتا ہے اور برائیون اور بہلائیون کا فرق صاف معلوم ہوتا ہے۔ اور جب یہ حق کے بیان سے سکوت کرتے ہین تو لوگ تلف ہوتے حیرت مین رہتے اور اختلاف کرتے ہین۔ اسلئے اپنے زمانہ کے چراغ کا مقابلہ نفسانی خواہشون سے نہ کرو۔ اور اوسکے حق کی نگہداشت کرو تو تمہارے لئے اوسکی روشنی ہمیشہ رہے گی۔

امامِ ہُدیٰ کے شرایط مین سے ہے کہ اپنی ہمت کے ذریعے سے اُن چیزون سے ہجرت کرے جن کی نفوس بشریہ خواہش رکھتے ہین۔ کیا تم آدم علیہ السلام کو نہین دیکھتے کہ اون کو خلافت نہ ملی مگر اوسی وقت جب انہون نے جنت سے اور اُن چیزون سے جو اس مین خواہش نفس کی تہین زمین کی طرف ہجرت کی۔ اور یہی حال ہر اوس شخص کا ہے جسکی مراد حق ہے۔

کیونکہ وہ حق کے ساتھ قایم ہو نہین سکتا جب تک کہ ہمت کر کے اون
چیزون سے باہر نہ نکل جاے جو اوس کو حق سے باز رکھتی ہین فلا عہ
تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ ۵ فافہم
جب جمہور کسی عارف کے بارہ مین کہین کہ کیا وجہ ہے کہ اوس کے
نایاب معارف الہیہ نہین ظاہر ہوتے مگر خاص خاص مقامون اور خاص
خاص لوگون مین اور اگر وہ حق ہین جیسا کہ اوس کا زعم ہے تو وہ سے
عوام الناس پر کیون ظاہر نہین کرتا اور جمہور کے سامنے کیون سب نہین کہولتا
تو اون سے کہو کہ تم اِس مثال کو سمجھو کہ دنیا اک بڑا بہاری جنگل ہے اور جو
لوگ کہلے ہوے حق کے حقایق سے محجوب ہین وہ اوس کے وحشی
درندے جانور ہین۔ اور قلب سلیم اور گوش شنوا والا ایک آدمی ہے
جو رات کے وقت اس جنگل مین آگیا ہے۔ یہ شخص خوش بیان وخوش
لہجہ وخوش آواز ہے مگر جب اسکو محسوس ہوا کہ اِس مین وحشی درندون کی
کثرت ہے تو اِس نے اُن سے بچنے کے لئے ایک درخت مین پناہ
لی۔ اور درندون کے ڈر سے یہان اوس نے قرآن بلند آواز سے خوش
لہجگی کے ساتھ نہ پڑہا۔ تو اب مین پوچھتا ہون کہ کیا اِسکا درندون سے چھپنا
اسکی دانائی کی دلیل ہے یا غیر انسانیت کی ؟۔ شق ثانی تو ہرگز صحیح
نہین ہے کیونکہ اگر وہ اپنے آپ کو درندون پر ظاہر کرتا یا اون کو اپنی
خوش آوازی و قرأت سناتا تو وہ نہ راہ راست پر آتے اور نہ اوس کو
سمجہتے۔ بلکہ اوس کے پہاڑ کہانے کو دوڑتے اور یہ شخص سمجھ بوجھکر اپنے

عہ تو جبتک یہ لوگ اللہ کے لیے ہجرت نہ کر آئیں ان میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بنانا (پانچویں پارہ کا نواں رکوع)

آپ کو ہلاکت مین ڈالنے والا ہوتا۔ اِس مثال پر غور کرو اور اعتراض کرنے والے سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہدیا ہے کہ "لا تجہر بصلوٰتک ولا تخافت بہا" ع۵ (اپنی نماز کو بلند آواز سے نہ پڑہ اور نہ بہت آہستہ سے)۔ دیکھو آنحضرت کو حکم ہوا ہے کہ قرآن کو اسقدر بلند آواز سے نہ پڑہین کہ انکار کرنے والے جاہل سنین تو اپنے جہل کے باعث گالیان دین۔ اور نہ اوس کو ایمان لانے والون سے چھپائین۔ تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس کی قرأت کو منکرین جاہلون سے مخفی رکھنا قرأت کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے یا اوسکے حق ہونے مین کوئی ہرج ڈالتا ہے؟ اور جب اوس عارف کے لئے اپنے معاملہ کو ظاہر کرنے کے ایسے سامان مہیا ہو جاتے ہیں جن سے منکرین مغلوب ہون اور طوعاً و کرہاً اوسکا اقرار کرین اوسوقت وہ اپنے عرفان کو برملا ظاہر کرتا اور اِس مین قرآن کے اظہار کی پیروی واقتدا کرتا ہے کہ جب انصار و اعوان کی کثرت سے اوسکے اظہار کے اسباب مہیا ہو گئے تو وہ ظاہر کیا گیا۔ اور یہ بجنسہ ویسا ہی ہے کہ جب تک کہ آدمی معاونت و قوت کے ذریعہ سے وحشیون اور درندون پر غالب آنے کا سامان مہیا نہ کرلے اون سے مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے۔ پس اگر معترض کہے کہ جب تک کہ قوت و قدرت حاصل نہو یہ عارف اپنے معارف کے اظہار سے دست کش کیون نہین ہو جاتا اور جس حالت

ع۵ وابتغ بین ذٰلک سبیلا ؕ پندرہوین پارہ کا بارہوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کا آخری رکوع)۔ ۱۲

مین جمہور ہین اوس مین کیون نہین آجاتا تاکہ وہ بخوبی محفوظ رہے۔ تو اُس سے
کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اپنے مورث کی مخالفت نہین کر سکتے
کیونکہ آنحضرت کا نور اُن کے نفوس کا امام ہے۔ اِس لئے جس طرح وہ
چلے تھے یہ بھی چلتے ہین۔ اِس لئے جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُس حق کو جو اون کے ساتھ تھا اُسوقت تک مخفی رکھا اور جاہلان منکرین سے چھپایا جبوقت
تک کہ اللہ تعالی کا حکم اُسکے ظاہر کرنیکے بارہ میں نہ آیا بس یہی حال انکے وارثوں کا بھی ہے۔ اور
اوس معترض سے یہ بھی کہو کہ اگر دیوانے باولے کسی عقل وہوش والے کی
مخالفت کرین تو کیا تمہارے نزدیک یہ مناسب ہے کہ وہ عقل والا انکی
موافقت کرے اور اُن کی طرح مجنون بنجاسے اور اپنی عقل کے چراغ کو گل
کردے تاکہ وہ اِس سے مالوف ہوجائین حالانکہ اوسکے امکان مین ہے
کہ اپنی عقل کو بچا کر اون سے الگ ہوجائے۔ اور اوس سے یہ بھی پوچھو کہ
اگر کوئی آدمی خونخوار کتون کے بیچ مین ہو اور وہ اسے اپنے درمیان مین رہنے
نہ دین جب تک کہ یہ بھی اون کی طرح سے چارون ہاتھ اور پانون سے نہ
چلے اور اونہین کی طرح سے نہ بھونکے تو جس صورت مین کہ وہ آدمی اپنی
انسانی ہیئت پر رہ کر اون سے بھاگ سکتا ہو کیا اوس کے لئے مناسب
ہے کہ اون مین ٹھیرا رہے اور اون کو اپنے آپ سے پرچائے۔ نہین ہرگز
نہین۔ جو شخص کہ بھلائی کی قدرت رکھتا ہو واللہ اوس کو مناسب نہین ہے
کہ اہل شر کو راضی کرنے کے لئے نیکی سے نکل جائے اور اون کے ساتھ
قیام کرے۔ اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ اور اوسکے رسول زیادہ تر اِسکے

مستحق ہین کہ تم اونکو راضی رکھو۔ ہم تو اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہین کہ بعد اس کے اللہ نے ہمکو سیدہی راہ دکہادی ہم اولٹے پاؤن لوٹا دئے جائین اے مریدو! اسکو سمجہو اور دیکھو کہ جو لوگ یقین نہین رکہتے وہ کسی طرح تم کو ہلکا نہ سمجہین۔ اور خبردار رہو کہ حق کہل جانے کے بعد لوگ جہگڑا کہڑا کر کے تمہارے دین کو تمپر مشتبہ نہ کردین اور جس نے حق کو پہچان لیا وہ اوس سے کسی حال مین جدا نہو۔ واللہ اعلم۔

مرید کی اپنے پیر کے ساتھ سب سے کمتر حالت ایسی ہونی چاہیئے جیسی مان کی اپنے اکلوتے بچے کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ اوس کی راحتون کو مقدم رکہے اوسکی شفقتون کو اپنے اوپر لے اور ہر حال مین اوسکو دوست رکہے۔ اور پیر بہی باطنی امور مین اپنے مرید کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ تمہارا امام ہدایت (پیر و مرشد) تمہارے پروردگار کے سامنے جسقدر تمہارے لئے اہتمام کرتا ہے اوس قدر خود اپنے لئے نہین کرتا۔ پس تم بتاؤ کہ تم پر ایسی مہربانی پیر کے سوا باپ یا کوئی اور الفت والا کرسکتا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے کلام پر جو انہون نے اپنی لاٹہی کے بارہ مین کہا تہا غور کرو۔ انہون نے کہا کہ "اس سے اپنی بکریون پر پتے جہاڑتا ہون" اور یہ نہ کہا کہ اس سے اپنی ضرورت کے لئے پہل جہاڑتا ہون۔ بلکہ وہی کہا جو اون کی نگہبانی کی چیز سے متعلق تہی۔ تا کہ نعمت دہندہ کے حضور مین شکر کی یاد آئے۔ اور "اس پر سہارا لگاتا ہون" صرف کمزوری و عاجزی کے اظہار کے لئے کہا۔ "اور اس مین میرے اور بہی اغراض

ہین عـ۵ "اِس جملہ مین اپنے کامون کو جو اوس لاٹھی سے نکلتے تہے اسلئے مجمل طور پر بیان کیا کہ عددی مرتبہ اوسکو محدود نہ کرے ورنہ اوس کی امداد محصور ہو جاتی علیٰ ہذا القیاس حبب تمہارا پیر تمہاری خدمتون کو نہ گنواے تو تم سمجھو کہ وہ حصر کے نقصان کا اطلاق کے کمال سے جبر کرنا چاہتا ہے "صبر عـ۶ کے بندون کو تو بے حساب ہی اجر بہر دیا جاے گا" اِس مین غور کرو۔

حق تو وہی وجود ہے جو اپنے مرتبہ پر برابر قایم ہے اور حقایق بدلا نہین کرتے۔ اسلئے سارے حقایق حق ہین۔ یہان تک کہ باطل ہی اسبات مین کہ وہ باطل ہے حق ہے۔ اور یہ اسوجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور جو اوس کے سوا پکارے جاتے ہیں وہی باطل ہیں۔ مگر آیت۔ فافہم

مقصود یہ ہے کہ حجاب کے حکم سے رہائی ہو نہ کہ حجاب کی صورت سے۔ کیا تم شیشہ اور شفاف جسمون کے پردہ کو نہین دیکھتے کہ وہ حجاب کی صورتین ہین جو اپنے باطن تک اجسام کے پہونچنے کی مانع ہین لیکن چونکہ جو روشنی ان کے اندر ہے اون کے ظاہر ہونے اور اپنے اندر تک

عـ۵ دیکہو سولہوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ طہ کی سترہوین و اٹھارہوین آیتین) ۱۲۔

عـ۶ تیئسوین پارہ کا سولہوان رکوع (سورۂ زمر کی دسوین آیت) انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب ۱۲

بینائی کے نفوذ کر جانے سے نہین روکتی ہین اِن پر حجاب کا حکم نہین ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس قول کو دیکھو کہ "میرے لئے کل حجاب
اوٹھا دئے گئے" یعنی ہر معنی کی روک اور صورت سے سوائے اُس حجاب
عزت کے جو رحمان سے متصل ہے مین نے رہائی پائی۔ اور وہ حکم عبودیت
کے مظہر ہین۔ حدیث مین ہے کہ "پس حجاب سے ایک فرشتہ باہر آیا اور
اوس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا۔ اسپر پردہ سے اوس نے کہا کہ میرے
بندہ نے سچ کہا مین بڑا ہون مین بڑا ہون" دیکھو کہ کیونکر ظاہر مین حجاب
رہا اور اوس سے حجاب کا حکم اُٹھ گیا یہان تک کہ پردہ کے اُس طرف سے
بولنے والے کو پہچانا۔ اسی لئے حق کی رو سے کہا ہے۔ وما صاحبکم
بمجنون (اور تمہارے رفیق کچھ باولے نہین ہین) واللہ اعلم

حدیث خزائن اللہ فی الکلام (اللہ کے خزانے کلام مین ہین) کے
متعلق انکا کلام ہے کہ۔ کلام مین نہین ہوتے مگر معانی۔ جن مین سے ہر سمجھ
اپنی وسعت کے موافق اخذ کرتی ہے اور ہر ادراک کرنے والے کی استعداد
کے مطابق اون مین سے حق الہام کرتا ہے۔ اور زلیخا کی بلائی ہوئی عورتون
کو دیکھو کہ کیونکر انہون نے حضرت یوسف کی نسبت کہا کہ "یہ بشر تو نہین۔
ہو نہ ہو ایک معزز فرشتہ ہے" اور جو اختیار تھین اونکو وہ صرف زلیخا کے غلام
نظر آئے مگر زلیخا کو وہ مشاہدہ کے وقت حق ہی دکھائی دیئے۔ چنانچہ اِس
نے کہا کہ "الآن حصحص الحق (اب تو حق ظاہر ہو گیا) یعنی اوسکے سامنے
اوس قول کی جو حضرت یوسف کے پردادا ابراہیم سے اونکے دادا اسحاق

کی نسبت فرشتون نے کہا تہا حقیقت ظاہر ہوگئی اور اوس پر اوسکی تجلی ہوئی۔ فرشتون نے ہونے والے بچے کو "غلام علیم" کہکر کہا تہا کہ "بشرناک بالحق" اور بیٹا اپنے باپ کا سر ہوا کرتا ہے۔ اور اونپر اور آل یعقوب پر نعمت کو پوری کرنے کے یہی معنی ہین۔ اسکے بعد اون کو جتلادیا کہ اون کے لئے ربوبیت علیم حکیم کے دائرہ سے ہے اس لئے کہا گیا کہ "ان ربک علیم حکیم"

پیر کا اپنے رب کے پاس ایک دن بمنزلہ اوس ہزار برس کے ہے جو مرید اپنے رب کے پاس شمار کرتے ہین۔

مریدون کے انوار اون کے پیرون کے انوار کے رقایق ہین۔ اور پیرون کے انوار اونکے مریدون کے انوار کے حقایق ہین۔ پس جیساکہ چودہوین کے چاند کے آئینہ مین نہین ہے مگر آفتاب ہی اور اس لئے وہ رات بہر چمکتا رہتا ہے۔ اسی طرح سے مرید کامل مین نہین ہے مگر اوسکا پیر ہی۔ اور اس لئے یہ اوسکو اپنی ساری قبولی مدد پہونچاتا ہے۔ اسکو سمجہو اور پیر کا دامن نہ چہوڑو اور اوسکو غنیمت جانو۔

ادنیٰ تقوی یہ ہے کہ نیکیون کی وجہ سے بدیون سے حجاب مین ہو اور اعلیٰ تقوی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی وجہ سے مخلوق سے حجاب مین ہو۔ اور اوس کی پوری انتہا یہ ہے کہ خداے یکتا کے شہود کی وجہ سے اوس کے غیر کی

عـ۵ دیکہو سورہ حجر کی آیت ہاے ۵۱-۵۲-۵۳-۵۴ اور ۵۵ چودہوین پارہ کا چوتہا رکوع)

رویت سے حجاب مین ہو۔

حدیث ان اللہ خلق الاجسام فی ظلمۃ ثم رش علیھم من نورہٖ (اجسام کو اللہ نے ظلمت مین پیدا کیا اور پھر اپنے نور مین سے اُنپر چھڑکا) کے متعلق انکا قول ہے کہ اجسام کے ظلمت مین ہونے کے معنی یہ ہین کہ وہ ابہام و ایہام کے مراتب مین جن سے اونکے جرم کی حیثیت سے بھی وہم پیدا ہوا۔ اور وہ نور جو اونپر چھڑکا گیا وہی روح ہے۔ پس وہ اجسام جن مین اللہ کا چھڑکا ہوا نور ہے اون ارواح پر اس طرح سے ہین جس طرح چاند سے چمکتے ہوئے بشاش چہرہ پر کالا ملگجا نقاب ہو۔ اس لئے جنے اوس چہرہ کے صرف نقاب ہی کو دیکھا اوسکو نہ بشاشت حاصل ہوئی اور نہ سرور ہوا۔ یہی حال اولیاء اللہ کا بھی ہے کہ جس نے ان کے اجسام کو دیکھا وہ ان سے خوش نہوا بلکہ ایسے دیکھنے سے اوس کی غفلت مین اور زیادتی ہوئی اور اون کے بارہ مین اوسکا سوءِ ظن اور پختہ ہوا اور سوءِ ادب اور زیادہ ہوا۔ اور اسکا سبب اسکے سوا اور کچھہ نہین ہے کہ حجاب کی رویت کے باعث وہ احباب کی رویت سے محجوب رہا۔ اور اسکو انہون نے طوالت کے ساتھہ بیان کیا ہے۔

جب تم ایسے شخص کو پاؤ کہ تمہارے کمالات اوس کے سلسلہ مین ہون اور اون کے وسائل اوس کے حکم و احکام مین تو سمجھہ لو کہ وہی تمہارا آقا اور اپنے وجود سے تمہاری تربیت کرنے والا تمہارا مرشد و امام اور اپنے موجود سے تمہارا ولی ہے۔ پس دو جہتون مین سے جس جہت سے تم اسکا مشاہدہ

کرو ہر صورت مین اپنے شہود کے کردار پر اوس سے برتاؤ کرو۔ اور ہر مقام
کی اک جداگانہ گفتگو ہوا کرتی ہے۔

جب سرِ وجود کسی مخصوص کے ذریعہ سے کسی زمانہ مین تجلی کرتا ہے
تو اوسکی تخصیص کا منادی ارواح و معانی کے گروہون مین ڈھنڈورا
پیٹ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک گھر بنا دیا ہے پس
اوسکا قصد کرو۔ چنانچہ اوس صاحبِ نطق کے پاس ہر ایک نزدیک و
دور کی راہ سے حاجت والے آتے ہین۔ تاکہ اوسکے سامنے کمال حاصل
کرنے کے منافع کو دیکھین اور اوس اللہ کا نام لین جو اون کو اُن نعمتون
سے اور زیادہ عطا فرمائے جو پہلے بخشی تھین۔ اور اِس کلام کو انھون نے
طول دیا ہے۔

محقق کی جو بات تمکو دکھائی دے وہ تمہاری ہی طرف لوٹتی ہے۔ پس
جس شخص کو وہ زندیق نظر آئے وہ غیب ازلی مین پہلے سے زندیق قرار
پاچکا ہے۔ کیونکہ محقق آئینہ وجود ہے۔ اور جس شخص کو وہ صدیق دکھائی
دے۔ وہ خود پہلے سے صدیق قرار پاچکا ہے۔ اور اوس محقق کی حقیقت
کو تو صرف وہی دیکھ سکتا ہے جس مین اوسکا جیسا کمال ہو یا وہ جو اوسے
احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس سمجھو اور اہل حق کے حق کو پہچانو اور اوسکے آگے
مظاہر میں مشاہدہ کرو اور جہانتک تمہاری طاقت ہو اُسکے حق کی بجا آوری کو لازمی جانو۔
اسی میں تمہاری سلامتی و بہبودی ہے اور اللہ تعالیٰ برتر و داناتر ہے۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

تفسیر میں یہ کہتے ہین کہ قِلی دشمن سمجھنا اور تودیع دور کرنا ہے۔ یعنی اوسکا نہ دشمن رکھنا تمکو اوس کے نہ دور کرنے سے تم کو تمہارے لئے بہتر ہے۔ پس ما ودعك ربك دونون جملون مین سے پہلا جملہ اور ما قلی پچھلا جملہ ہے۔ اور ایسا اس لئے ہوا کہ محبت و خوشنودی کے ساتھ دوری اوس نزدیکی سے بہتر ہے جو بغض و غضب کے ساتھ ہو۔ پس جو شخص اپنے آخر امر کو ہر حال مین اپنے اول امر سے بنائے وہ محمدی ہے اور "وللآخرة خير لك من الاولى" کے خزانہ مین اوسکا حصہ ہے۔ اور اس مین طویل تقریر کی ہے۔

ذات ایک چیز ہے اوس مین درحقیقت نہ کثرت ہے اور نہ تعدد۔ اور ذات جو متعدد ہوئی ہے تو فقط اعتباری تعدد سے باعتبار اپنے تعین کی صفات کے ذریعہ سے اور اعتباری تعدد حقیقی وحدت کا قادح نہین ہو جیسے درخت کی شاخین اوسکے جڑ کی اعتبار سے فافہم۔

حدیث من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ بعّد اللہ وجھہ عن النار سبعین عاما (جس کے قدم اللہ کی راہ مین گرد آلود ہون گے اللہ تعالی اوس کے مُنہ کو ستر برس آگ سے دور رکھے گا) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اس مین وہ شخص بھی داخل ہے جو کسی ولی کے ساتھ خدا کے لئے اور اوسکی خوشنودی کی خاطر چلے بیشک اللہ تعالی اوسکے مُنہ کو آگ سے دور رکھے گا۔

اللہ تعالی کے قول منکم[ع۵] من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرة

ع۵ چوتھے پارہ کا ساتوان رکوع (سورہ آل عمران کی آیت ۱۵۲) ۱۲ مترجم۔

(بعض تم مین سے دنیا چاہتے ہین اور بعض تم مین سے آخرت چاہتے ہین) کے متعلق انکا قول ہے کہ۔ یعنی تم ہین سے بعض وہ ہین جو ہمسکو چاہتے ہین اور ہمارے سوا کو نہین چاہتے۔ اور اس آیت مین اسبات کی دلیل ہے کہ مومن کبھی دنیا چاہتا ہے اور اس سے اوس کے اصل ایمان مین حرج نہین واقع ہوتا۔ اور جو شخص مرنے کے بعد جسمانی نعمتین چاہتا ہے وہ دنیا کا طالب ہے۔ کیونکہ اہل اللہ دونون مقام سے خالی ہین۔ وہ نہ دنیا چاہتے ہین اور نہ آخرت۔ اسلئے کہ اون کی ہمت لا این کے ساتھ متعلق ہے۔ اور جو قابل شرکت اور قابل این نہو وہ دو مین تقسیم نہین ہوسکتا۔ اسوجہ سے کہ احدیت فردیہ اوسکا ذاتی امر ہے جسکا نہ قبل ہے نہ بعد اور نہ اوس کے ساتھ کوئی عدد ہے۔ اور اس مین کلام کو طول دیا ہے۔

جس طرح بندہ کا وجود اپنے مولی سے ہے اوسی طرح مولی کا شہود اپنے بندہ سے ہے۔ "تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے ہون" پس جانو اور پہچانو اور الگ نہو۔

بندہ سے وہ ذلت چاہی گئی ہے جو اوس سے اپنے پروردگار کی نسبت ظہور پذیر ہو۔ اسی سلئے اوسکو عبادت و بندگی کا حکم دیا گیا ہے پس جب تمنے وہ کام کرلیا جو تمہارا رب تمسے چاہتا ہے۔ تو جو کچھ تم اوس سے چاہو گے اوسکو وہ بھی تمہارے لئے کریگا۔ اسلئے تم اوس سے اوسی کو چاہو۔ ع۵ و۲ عبد

ع۵ چودہوین پارہ کا چہٹا رکوع (سورہ حجر کی اخیر آیت) ۱۲ مترجم

ربك حتى ياتيك اليقين" (اور اپنے رب کی عبادت مین لگے رہو
یہان تک کہ تم کو یقین آ جائے) فافہم

جب تم اپنے آپ کو حق مبین کے مظاہر مین سے کسی مظہر رہنما کے
ہاتھ بیچو تو اوس سے اپنے کسی عیب کو نہ چھپاؤ۔ کیونکہ بائع جب بیان کر دیتا
اور سچ بولتا ہے تو اوس کی بیع مین برکت ہوتی ہے۔ اور اگر جھوٹ بولتا
اور چھپاتا ہے تو اوس کی بیع کی برکت اڑ جاتی ہے۔ اور مشتری جب
عیب بیان کر دینے کے بعد خریدتا ہے تو اوسکو یہ اختیار باقی نہین رہتا
کہ سودے کو واپس کر دے۔ مگر جب بغیر بیان کے لیتا ہے تو اوس کو واپس
کر دینے کا اختیار رہتا ہے۔ اسی لئے صحیح حدیث مین آیا ہے کہ جس نے
اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اسکے بعد توبہ کی تو اللہ نے اوسکی توبہ قبول کی"

جب تم حق مبین کے مظاہر مین سے کسی مظہر کو اوصاف مین سے کسی
وصف مین پاؤ تو اپنے قلب سے صدق و محبت کے ساتھ اوس کی
طرف متوجہ ہو اور اپنے آپ کو اوسکا خالص بندہ بنا دو۔ تب اوسکی زبان
حال اوسوقت فہم کے کانون کو آواز دی گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
ھذا یوم ینفع الصٰدقین صدقھم (یہی دن ہے کہ سچے بندون کو اُن
کا سچ کام آئے گا)۔ اور جو شخص اللہ کا بندہ ہو گیا اوس کو یہی بس کرتا ہے
کہ غلام اپنے آقا مین سے شمار ہوتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے محبت کرنے
والا ہے اوسکو یہی کافی ہے کہ "آدمی اوسکے ساتھ ہے جس سے محبت

ع۵ ساتوین پارہ کا چھٹا رکوع (سورہ مائدہ کا اخیر یعنی ایکسو اکیسوین آیت) ۱۲ مترجم

رکھتا ہے"۔ فافہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ "تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون" اسکے متعلق یہ کہتے ہین کہ مطلب یہ ہے کہ باعتبار وجود کے تم مجھ سے ہو یعنی وہ مین ہی ہوں جو تمہارے ذریعے سے خود میرے لئے متعین ہے اور باعتبار شہود کے مین تم سے ہون۔ اسلئے کہ تمہین وہ ہو جو عرفان کے ذریعہ سے تعرف والے مومنوں کے تئیں مجھے بتلاؤگے۔ اور اسی ذریعہ سے اِن دونون بزرگون کے درمیان اخوّت قایم ہوئی کہ اِن مین سے ہر ایک کو دوسرے سے فائدہ حاصل ہے۔

چنانچہ آنحضرت نے اُن سے فرمایا تھا کہ "تم دنیا و آخرت مین میرے بھائی ہو" یعنی نبوتون کے ختم ہونے کے زمانے مین اور ولایت کے ختم ہونے کے زمانے مین۔

نفس تعلیم پانے والے کی عقل تو وہی تعلیم دینے والے کی عقل ہے جو مفید و مستفید کے ملاحظہ کے وقت اوس نفس مین کارفرما ہوتی ہے۔

ہر مرشد کی زبانِ حال حق مبین سے گویا ہو کر ہر مرید صادق سے کہتی ہے کہ میرا تقرب حاصل کرو۔ تاکہ مین تم سے محبت کرون۔ اور جب مین تم سے محبت کرون گا تو مین تم کو اپنا اہل سمجھون گا۔ اور اسوقت مین تم مین اس چیز کے ساتھ ظاہر ہون گا جس کی استعداد تم مین ہوگی۔

مرید صادق کا وہ وجود جس کے ذریعے سے وہ حق ہے نہین ہے مگر اُس کے مرشد کے پاس جو حق مبین سے ناطق ہے۔ پس اگر وہ مرید اپنے مرشد

کے ساتھ متحقق ہوا تو حق ہو گیا ورنہ ہمیشہ خلق رہا۔ فافہم
یہ ۸۰۴ھ آٹھ سو چار ہجری مین کہتے تھے کہ اسوقت تک مجھے کوئی
مرید صادق نہین ملا ہے جو بذریعہ نوافل کے میرے پاس اپنے حق کی
حقیقت سے نزدیک ہونا چاہتا ہوتا کہ مین اوس سے محبت کرون۔ اور اگر
مجھے ملتا تو مین اوسے اوسکا پورا حق دیدیتا۔ مین اوس سے محبت کرتا اور
مین وہی ہو جاتا۔ اور اوسکا کیا پوچھنا ہے جو مطابقت و کمال کے ساتھ
میرا مرید ہو۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر مجھہ سے بمنزلہ کان کے
ہین اور عمرؓ بمنزلہ آنکھہ کے اور بیعت الرضوان مین اپنے ہی دست
مبارک کے ذریعہ سے عثمان کی بیعت لی۔ اور فرمایا کہ یاخدا یہ عثمان کا ہاتھ
ہے۔ پس عثمان اونکے بمنزلہ ہاتھ کے ہوے۔ اور فرمایا کہ میری طرف سے
پیغام نہ پہونچاے گا مگر مین ہی یا علی۔ اس لئے علی آنحضرت کی زبان ہوئے
اور ناطق کے ساتھ سب مراتب مین سے زبان کو زیادہ تر خصوصیت ہے
اسی لئے علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مین صدیق اکبر ہون۔ یعنی اوس
محمدی حق کا جس پر یہ قول شریف صادق آتا ہے کہ "میرے بعد نہ کہے گا
اس کلمہ کو مگر جھوٹا" اور چونکہ روح کشف و بیان کے شہر کا دروازہ زبان ہے
اسلئے حدیث مین آیا ہے۔ کہ "مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہین"
اور گو اس حدیث کی سند مین کلام ہے مگر شاہد حال اسکی گواہی دیتا ہے اور یہ
معتبر دامانت دار گواہ ہے۔ فافہم

اللہ تعالیٰ کے قول و نحفظ اخانا و نزداد (اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کرین گے اور زیادہ لین گے) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ جب تم کو راہ حق مین کوئی بھائی ملے تو اوسکی حفاظت کرو۔ اوس کے ذریعے تم کو وہ زیادہ دیگا جس کے لئے تمنے اُس سے بھائی چارہ کیا ہے۔

جب تم پیشوایان ہدایت کے پاس آؤ تو صرف اسی لئے آؤ کہ اونکے ذریعے سے تم کو ہدایت ہو اور یہ حاصل نہین ہو سکتا مگر اوسی صورت مین کہ تم اپنے آپ کو گمراہی پر جانو اور روح ہدایت کے نور کے ذریعے سے اوس رنج کو دور کرنے کے لئے تم بیقرار ہو۔ امّن یجیب المضطر اذا دعاہ (بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص اوس سے فریاد کرے اور وہ اوس بیقرار کی فریاد کو پہونچے۔)

جس کے ساتھ علیم حکیم کی روح پورے طور سے قایم ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بندون کا اپنے زمانہ مین آدم ہے۔ اِس لئے اُسپر اون کے مصالح کی خبرگیری ویسی ہی واجب ہے۔ جیسی باپ پر اپنی اولاد کی۔ یہی وجہ ہے کہ قطبون اور ہدایت کے اماموں کو لوگون سے کنارہ کشی کی گنجایش نہین ہوتی۔ اور وہ اپنی رحمت کی مدد اور حکمت کی رہنمائی کو لوگون سے روک نہین سکتے کیونکہ اسدرجہ کے لوگ اُسکے کہنے کو ٹال نہین سکتے جسنے کہا ہے کہ" وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف (اور

عنہ تیرہوین پارہ کا دوسرا رکوع (سورہ یوسف کی پینسٹھوین آیت)

عسہ دوسرے پارہ کا چودہواں رکوع (سورہ بقرہ کی دوسوتینتیسوین آیت) ۱۲ مترجم

جسکا وہ بچہ ہے (یعنی باپ) اسپر دستور مطابق ماؤن کا کھانا کپڑا دینا لازم ہی)
اور اگر یہ رحمت اونپر واجب نہ ہوتی تو وہ جھٹلائے اور ستائے جانے
پر کیون صبر کرتے۔ لیکن "تمہارے پروردگار نے مہربانی کرنا اپنے اوپر لازم
کر لیا ہے"

اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ اونکے وہم کی غلامی سے آزاد نہوجاتا
تو جو تحقیق محمدی سینہ سے اوس مین پہونچی اوسکی گنجائش اوس مین نہ ہوتی۔
اور اونکا نام جو عتیق یعنی آزاد ہوا اوسکی اصل یہی ہے۔

جو شخص اس وجود مین اپنے سردار کو چھوڑکر ظاہر ہونا چاہے اوس کی
جزا اوسکے قصد کے خلاف پوشیدگی ہے۔ اور جو شخص اپنے سردار کی
بزرگی کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی گمنامی چاہے گا اوسکی جزا ظہور اور تفرد
کلمہ ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (کہو کہ ہر ایک اپنے طور پر عمل کرتا ہے)۔ طور
سے مراد اوس کا مرتبہ وجودیہ ہے۔ پس کسی موجود کے لئے ممکن نہین ہی
کہ اپنے مرتبۂ وجودیہ کے حکم سے باہر نکل جاے۔ اب دیکھو کہ جس شخص
کا طور جہل وحجاب کا مرتبہ ہے وہ جس قدر فنون علمیہ مین مشغول ہوگا اور کشوفات

عہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورہ انعام کی چوتھویں آیت ساتوین پارہ
کا بارہوان رکوع۔ ۱۲

عہ پندرہوین پارہ کا نوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی چوراسیوین آیت)
۱۲ مترجم

نظریہ مین تبحر حاصل کرے گا۔ اوسی قدر حق مین اوسکا شک بڑہتا جائیگا اور صواب سے دور ہوتا جائے گا۔ اور جسکا طور علم وکشف کا مرتبہ ہے اوسکو جتنے شکوک و اوہام پیش آئین گے وہ سب اوسکی آنکھین کہولتے جائینگے جن سے وہ حق کو دیکھے گا اور صواب تک پہونچے گا۔ اور یہ یا الہام کے ذریعہ سے ہوگا یا تعلیم کے ذریعہ سے سمجھکر۔ اور جسکا طور کمینہ پن ہے وہ جسقدر تکبر کرے گا اوسی قدر دلون مین اوسکی ذلت وخواری بیٹھے گی اور وہ بُرا اور کمینہ سمجھا جاوے گا۔ اور انسان کے طور کا آخری مرتبہ عزت ہے۔ پس فروتنی سے اوسکی عزت ہی زیادہ ہوتی جاوے گی اور وہ ممدوح وماجور ہوگا۔

صوفیون کی زبان مین حق کا رخ وہی رُخ ہے جس کو تم نے اپنے پیر مین مشاہدہ کیا ہے۔ اسلئے پیر ہی وہ رخ ہے جو تمہاری طرف ہے اور جس سے تم حق کو پہچانوگے۔

سب سے پہلا شخص جس نے سرکشی سے حسد کینہ وری سے غرور اپنے رب کے ساتھ بدگمانی اپنے آقا کے حکم پر تحکم اور اپنی خواہش ووہم سے اوسکے علم واختیار کا معارضہ کیا ابلیس تھا۔ اسلئے اوس کے بعد جس شخص سے یہ باتین وقوع مین آئین وہ ابلیس کا ہمنشین ہے۔ پس اگر اوس نے اس ہمنشین کے قول پر عمل نہ کیا تو اوس سے بچ گیا ورنہ اوسکے ساتھ ٹپک دیا گیا۔ اور جس قدر بُرے ہمنشینوں کی قلت ہوگی اوسی قدر اچھے ہمنشینون کی کثرت ہوگی۔ فافہم

معانی اعیان کی روحین ہین۔ اسلئے کلمون کی روحین صرف وہی ہین جن
مین احکام اور حکمتین ظاہر ہون۔ اور یہ معانی جس قدر بلند ہون گے اسی
قدر اون کی عبارتون کے کمال کی حیات ہوگی۔ پس جس شخص نے اپنے
سخت انکار سے عارفون کو اس سے روک دیا کہ جو معنی لطیف اور روح
شریف اون کو حاصل ہوئی ہے اوسکو اپنے روزمرہ مین بیان کرین وہ
اپنے جہل کے سبب سے اوس کلام کا دشمن ہے چاہتا ہے کہ اس کو مردہ
چھوڑ دے اور ملیا میٹ کر دے مگر وہ گمان کرتا ہے کہ عارف کو لغو و تحریف
سے بچاتا ہے۔ اسلئے اے عارف جب تم اس صفت کے شخص کو دیکھو تو
اوس کو ایسے نقطہ کی طرف اوتار کر لاؤ جس کے سواحق مین سے اوس کے
پاس کچھ نہین ہے اور تم اپنی یافت کو بیان کرو۔ اور عارفون کو سخت ضرورت
اس بات کی ہے کہ اپنے معارف کو اونہین ظاہری نصوص کے پیرایہ
مین لاکر بیان کرین جن کے سواحق سے انکار کرنے والے کا اور کوئی مبدا نہین
ہے کیونکہ اکثر آدمی کے نفوس کثیف ہین اور حق کے مشاہد شریف ہین۔ اور
مرشدون کو انکار کے ذریعہ سے نفوس کثیفہ ہی اذیت دیتے ہین۔ فافہم
پیر کی مدد اک دانہ ہے جس کو اوس نے اپنے مرید کی زمین قبول مین رکھدیا
اور اپنی تفہیم و تائید سے اوس کو سینچا ہے۔ پس جو کچھ مرید سے یا مرید کیطرف
سے ظاہر ہو وہ اوسی دانہ کے ثمرے ہین۔ اور دانے کے نتیجے اور ثمرے
چاہے وہ جتنے زیادہ ہون اوس شخص کی ملکیت ہین جو اپنے حق کی زمین
مین دانہ ڈالتا ہے۔ اس لئے مرید کو جو کچھ امر نیک مین سے حاصل ہو وہ

حقیقت مین اوسکے پیرہی کا حق ہے ۔ اس سبب سے مرید کو یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ اوسکو کوئی ایسی چیز حاصل ہوئی ہے جو اوسکے پیر کو حاصل نہوئی تھی اور جسکا ایسا گمان ہو وہ جاہل ہے۔

بادل کو دیکھو کہ کیونکر متفرق ہوتا اور خاک کیلئے نیچے اُترتا ہے۔ پس اپنے آپ کو عبودیت سے خاک بنا ڈالو تب وہ شخص تمہاری خدمت کرے گا جس نے ریاست سے اپنے آپ کو بادل بنایا ہے فافہم

تراب (خاک) راحت کی جگہہ ہے اور اوسکی نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ تم کو اوس نے تراب یعنی خاک سے پیدا کیا۔ اور اوس اشارہ پر غور کرو جو علیؓ کی کنیت ابو تراب قرار دینے مین ہے تو تمکو معلوم ہوگا کہ عُلو (بلندی) تنزل مین ہے۔ جس نے اپنے آپ کو خاک مین نہ ڈالدیا اوس نے آرام نہ پایا اس کو سمجھو۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا (پھر جب انکا پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا تو اوسکو ہموار کردیا) کے متعلق انکا قول ہے کہ۔ اگر تجلی نہ پائی جاتی تو وہ ہموار نہ ہوتا۔ پس جب تم ایسے شخص کو پاؤ جو ظاہر ظاہر حق سے ڈرتا ہو تو جان لو کہ یہ حق کا موجد ہے اسی لئے ڈرتا ہے گو خود اوسے اسکا شعور نہو۔ اور اوسکی اس یافت کی حرمت کی نگہداشت کرو۔

جس کو اس کا شہود ہو کہ سارے امر اوسی ایک کے ہین یہان اوسکے غیر کا فعل ہی نہین ہے اور اس کا ایجاد اوس کے معلوم و مراد کے مطابق ہے، وہ عالم مین نہ دیکھیگا مگر سچائی واقع کے مطابق۔ اور اس لئے اوسکے

نزدیک عالم میں نہین ہے مگر سچائی نہ کہ اسکی ضد۔ فافہم

جس شخص کو یہ شہود ہو کہ ممکن نہین ہے کہ وجود کے ذریعہ سے اوسکا نقیض قایم ہو۔ اور دونون کے بیچ مین کوئی واسطہ نہین ہے وہ نہ مشاہدہ کرے گا وجود مین مگر حق ہی کو۔ اگرچہ کسی چیز کو اوس کے ظہور کے بعد کسی وجہ سے چھپا دے یا کسی چیز کو اوس کے چھپنے کے بعد کسی وجہ سے ظاہر کر دے۔ اور جب ایسے شخص کا شہود پورا اور کامل ہو گیا تو وہ مشاہدہ نہ کرے گا مگر ایک ہی کو اور اسکا شاہد اوسکا شہود ہو جائے گا۔

جس نے محدود کیا اوس نے شمار کیا اور جس نے مجرد کیا اُس نے توحید کی۔ اور جس کو دونون امر کے احکام مین حکمت کے ساتھ تصرف کرنے کی قدرت حاصل ہوئی وہ رہا ہی ہوا اور مقید بھی ہوا۔ اور یہی حق مُبین ہے۔

خیر کی صورتین فرشتون کی سی ہین اور شر کی شیطانون کی سی۔ پس خیر کی جس صورت مین ایسی چیز ملی ہوئی ہو جس سے وہ شر ہو جاوے گی وہ شیطانی صورت ہے جو تشبیہ و تلبس سے ملکی صورت مین متشکل ہوئی ہے۔ اور شر کی جس صورت مین ایسی چیز ملی ہوئی ہو جس سے وہ خیر ہو جائے گی وہ شیطان ہے جس نے اپنے مقابلہ مین حق کی اعانت کی ہے اس لئے اوس نے اطاعت قبول کی ہے پس وہ اپنے رفیق کو حکم نہ دیگا مگر خیر ہی کا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جھوٹ کی صورت شیطانی ہے۔ مگر جب دو شخصون مین مصالحت کرانے یا پروردگار کے کسی حق کو قایم کرنے مثلاً کسی کی جان بچانے یا مظلوم کی مدد کرنے یا ظالم کو ظلم سے باز رکھنے اور ایسے ہی دوسرے

کام کرنے کو جھوٹ بولا جائے تو یہ شیطانی صورت اِس وقت مسلمان ہوگئی ہے
حکم دے گی تو خیر ہی کا۔ اور اسی پر قیاس کرلو۔ فافہم۔

جب وجود کسی موجود مین کسی وصف کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو وہ موجود
موافقت کو دوست رکھتا ہے اور جب اوس کی مخالفت کی جاتی ہے تو
مفارقت قبول کرتا ہے۔ اِسی لئے جب تم کسی موجود کے کسی کام کو عیب
لگاؤگے تو وہ ضرور اِس کو ناپسند کریگا اور تمہاری بات کو قبول نہ کرے گا۔
مگر اوسی صورت مین کہ تم اوس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو عٰہ وَمَن یَبْتَغِ غَیْرَ
الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَن یُّقْبَلَ مِنْہُ (اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی
تلاش مین ہو تو اُسکا وہ دین مقبول نہین۔ فافہم

بہشت کے بہت سے درجے ہین۔ سب سے اعلیٰ فردوس ہے جس
کی چھت اوس رحمان ربِّ اعلیٰ کا عرش ہے جو روزی دیتا ہے اور اوسکو
کوئی روزی نہین دیتا۔ اور اسی سے ہر اہل جنت کے لئے وہ چیزین آتی ہین
جن کو نہ اون کی اور نہ اون کے سوا اورون کی آنکھون نے دیکھا ہے اور نہ
کانون نے سُنا ہے اور نہ ان مین سے کسی بشر کے دل مین اونکا خیال گذرا
ہے۔ پس عرش کے پاس وہ چیز ہے جس کو صرف حقِ مجرد ہی کی رحمانیت
جانتی ہے۔ اور فردوس کے پاس رحمان کے یہان کی وہ چیز ہے جو اوسکے
پاس عرش کے واسطہ سے آتی ہے۔ اِس لئے اِس پر نہین مطلع ہوتے
مگر عرش اور اہل عرش۔ اور جس جنت کی چھت فردوس ہے اوسکے رہنے والون

عٰہ تیسرے پارہ کا ستر ہوان رکوع (سورہ آلِ عمران کی پچیاسیوین آیت) ۱۲

کے پاس رحمان کے یہان سے فردوس والون کے واسطہ سے وہ چیز آتی ہے جس کا علم و ادراک اہل عرش اور اہل فردوس کے سوا کسی کو نہین ہے اور اسی طرح سے آخر زمانہ تک۔ پس ان بہشتوں میں سے جو ادنیٰ ہیں ان کی نعمتین بھی ادنیٰ ہین اور جو اعلیٰ ہین اون کی نعمتین بھی اعلیٰ ہین۔ اور ہر جنت والے کو اس کی جہت رحمان کا عرش دکھائی دے گی۔ کیون کہ وہ اپنے رب رحمٰن کو نہ دیکھیں گے مگر اس کے مظاہر مین۔ اور اس مین انھون نے طول طویل تقریر کی ہے۔

بایزید رضی اللہ عنہ کا جو یہ قول ہے کہ :-

"میں حجاب مین ہوا تو مین نے گھر کو دیکھا اور صاحبِ خانہ کو نہ دیکھا پھر دوسری مرتبہ حجاب مین ہوا تو گھر کو بھی دیکھا اور صاحبِ خانہ کو بھی دیکھا پھر تیسری مرتبہ حجاب مین ہوا تو صاحبِ خانہ کو دیکھا اور گھر کو نہ دیکھا" اس کے بارہ مین یہ کہتے ہیں کہ اگر بایزید حقیقت کو ایسا پہچانتے کہ پہچاننے کا حق ہے تو ہر چیز کو اوس کی منزلت پر اتارلاتے اور ان سے پوشیدہ نہ رہتا کہ جب عدد کو دیکھتے تو کل ایک ہی تھا اور جب ایک کو دیکھتے تو عدد ان سے پوشیدہ نہ رہتا۔ فافہم

اللہ تعالیٰ کے قول رب المشارق کے متعلق یہ کہتے ہین کہ یعنی ہر دائرہ مین اس کا ایک مشرق (جائے طلوع) ہے کہ اوس دائرہ والے اس کو صرف اوسی مشرق سے پہچانتے ہیں اور اوس کو سجدہ نہین کرتا مگر اوسی جہت سے۔ پس ہیچمون کے لئے تقاضائے ربوبیت کے مشارق

ہین۔ اور فقہا کے لئے صوفی مشارق ربوبیت ہیں۔ اور صوفیون کے لئے ذوق باطن والے مشارق ربوبیت ہین۔ اور اسی طرح سے اعلیٰ مشارق تک اور یہ مشارق تحقیق کے ناطقے ہین۔ پس جو شخص عبادت کرتا ہے وہ رب کے سجود کا قصد نہین کرتا مگر اسی حالت مین کہ وہ اس کے پاس اس کے دائرہ کے مشرق سے آئے۔ اور یہ وہ صورت ہے کہ جب اپنے مافوق مین اوس کے پاس آئے تو وہ کہے کہ مین تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہون تو میرا رب نہین ہے۔ اور جب اُس کے لئے اس صورت مین آئے تو کہے کہ تو میرا رب ہے اور اِس کے لئے سجدے مین گر پڑے۔ کیونکہ اس نے اوس کے لئے اوس صورت مین تحویل کی ہے جس کے ذریعہ سے اور جس مین وہ پہچانتا ہے۔ فافہم۔

یہ کہتے ہین کہ بعض لوگون نے حدیث ما ترکت شیئاً یقربکم الی اللہ الا و قد بینتہ الخ (تم کو اللہ سے نزدیک کر دینے والی کوئی چیز مین نے نہین چھوڑی ہے جس کو مین نے بیان نہ کر دیا ہو) کے متعلق کہا ہے کہ اُس بنا پر جو چیز کہ نہ کتاب اللہ مین پائی جائے اور نہ سنت مین وہ نیک کام نہین ہے اور اِس کی تائید اِس دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ "جس عمل کے بارہ مین ہمارا حکم نہیں ہے وہ مردود ہے"۔ مین کہتا ہون کہ یہ کہنا اوس صورت مین صحیح ہوتا جبکہ اِس بات کی کوئی دلیل ہوتی کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اور جتنی چیزوں کی رہنمائی کی تھی سب اون سے نقل کی گئی اور ہم تک پہونچی ہے۔ حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم

نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ بہت سی باتین وہ بہول گئے اور بہت سی
جن مین اونہون نے مصلحت دیکھی مخفی رکھین - اور اس واقعہ کے موجود
رہتے کیونکر یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ جس چیز کا ذکر ہم نے اوس سنت مین نہ
پایا جو ہم تک پہونچی وہ اُن باتون مین سے نہین ہے جن کو شرع نے بیان
کیا ہے ہوسکتا ہے کہ اُن امور مین سے ہو جو بتائے گئے مگر ہم تک نہ
پہونچے - اور جب ہم اوس بات کو نہین جانتے تو کیونکر یہ حکم لگا سکتے ہین
کہ نیک کام نہین ہے - بلکہ حق یہ ہے کہ جس چیز کی ہم کو کوئی اصل
مل جائے گو وہ دور کی کیون نہ ہو اور کوئی چیز صریحا اوس کی باطل کرنے
والی نہ ملے تو وہ نیک کام ہے - اور جس چیز کی نہ ہم کو کوئی اصل ملے اور نہ
کوئی مبطل وہ موقوف ہے اُسکا حکم اللہ تعالیٰ کو حوالہ ہے اور جس چیز کا ہمکو مبطل ملے تو اس سبب سے اُسکی اصل بطلان
ہے تاوقتیکہ اُسکو صحیح قرار دینے کی دلیل نہ ملے - اور شاید جو لوگ کہ ایسی صورتوں مین جن
کو بعض عام حکم یا نصوص باطل قرار دیتے ہون الہام پر عمل کرنے کو صحیح سمجھتے
ہین وہ ان مبطلات کی تخصیص خضر علیہ السلام کے قصہ اور اسی قسم کی
باتون سے کرتے ہون اور اُس شخص نے بیشک انصاف کو راہ دیا ہے
جس نے صاحب حال لوگون کے لئے یہ کہا ہے کہ ہم اُن کے لئے اُن
کے حال کو تسلیم کرتے اور اون کا اقتدا ہم نہین کرتے کیونکہ ہم نہ اُسکا مبطل
پاتے ہین اور نہ مصحح -

جس کو اپنی نسبت بڑائی اور عظمت کا توہم ہوا اُس مین اور "انی الٰہ من
دونہ" کہنے والے مین کوئی فرق ہے - ؟ اس سے بڑھ کر اور کیا افترا

ہو سکتا ہے ؟ -

حدیث ۲ عوذبک ان اغتال من تحتی (مین اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہون کہ مین اپنے نیچے والے سے دہوکا کہاؤن) کے متعلق یہ کہتے ہین کہ۔ یعنی مین تیری پناہ اس بات سے چاہتا ہون کہ جس کا مرتبہ میرے مرتبہ کے نیچے ہے اپنے تحکم سے مجہپر غالب آجائے یہان تک کہ اپنے مرتبہ کے حدود کی قیدون مین داخل ہوکر مجکو میرے حکم کے نافذ کرنے سے خارج کردے۔ بس اپنے نیچے والے سے دہوکا کہانا یہی ہے۔ اور یہی اللہ تعالی کے قول فجعلنا عالیہا سافلہا (پہرہم نے اُس کے اوپر کے حصہ کو اُس کے نیچے کا حصہ کردیا) کی حقیقت ہی۔ فافہم۔

محقق مجرد مطلق ہر اہل مرتبہ کو اُسی کی زبان مین خطاب کرتا ہے۔ اور ہر چیز اوس کے پاس اندازہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اہل خبر کو اون کی خبر سے مخاطب کرتا ہے۔ اہل نظر کو اُن کی نظر سے اور اہلِ ذوق کو اون کے ذوق سے۔

ذکر بالحق کی علامت یہ ہے کہ وہ ذکرِ حق سے تمہارے پاس وہ چیز لائے کہ جب میں اُس کو تمہارے لئے کہول دوں تو تم اوس کو اپنے قلب مین ثابت پاؤ گویا وہ ہمیشہ تمہارے پاس موجود تھا مگر کسی عارض کے باعث تم اُسکو بہول گئے تھے۔ اور جب اُس بیان کے ذریعہ سے تمہارے لئے وہ کہولدیا گیا تو تمکو وہ یاد آگیا فذکر انما انت مذکر۔ فافہم

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ ۵ الآمر (پس اگر تم کو میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو جبتک مین تم سے کسی بات کا تذکرہ نکرون تم مجھ سے اُسکی بابت کچھ پوچھنا ہی نہین) کے متعلق کہتے ہین کہ۔ یہ اس لئے کہا گیا کہ تابع کا کمال یہ ہے کہ اپنے متبوع کے ذریعہ سے متحقق ہو۔ اور اسکا راستہ محبت و تعظیم ہے اور ان دونون کے لوازمات مین سے عاشق کے ارادہ کا معشوق کے ارادے کے مطابق ہونا ہے پس قول یا فعل مین اُس سے سبقت نہ کرے۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ تابع جب اپنے متبوع سے ایسی بات کو پوچھے گا جسکا اِس نے اُس سے ذکر نہین کیا ہے تو ممکن ہے کہ متبوع کی حکمت کا اقتضا یہ ہو کہ متبوع کو اوس کا جواب نہ دے۔ ایسی صورت مین اگر متبوع جواب دے گا تو حکمت کی مخالفت سے ضرر ہوگا۔ اور اگر جواب نہ دے گا تو اِس کا کھٹکا لگا ہوا ہے کہ تابع کے نفس پر گران گزریگا اور صاف محبت مکدر ہو جائے گی اور متبوع سے فائدہ پہونچنا موقوف ہو جائے گا۔ فافہم۔

ذکر بیان ہے۔ اور یہ ایک تو الٰہی ہے جو اللہ کی طرف کا ذکر ہے۔ اور ایک رحمانی ہے جو رحمٰن کی طرف کا ذکر ہے۔ اور ایک ربانی ہے۔ جو اُن کے رب کی طرف کا ذکر ہے۔ اور ایک رحمت ہے جو تمہارے رب کی رحمت کا ذکر ہے۔ اور قرآن کی زبان مین حدوث کے ساتھ انہین سے کسی ذکر کو موصوف نہین کیا ہے مگر اوسی کو جو اللہ تعالیٰ کے ذکر

ع۵ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ مین حضرت خضر کی زبان سے یہ جملہ ہی (دیکھو پندرہوین پارہ کا اکیسوان رکوع) ۱۲

کے سوا ہے۔ پس جو ذکر حدوث کے ساتھ موصوف ہے وہ اِن دائرون مین سے ایک ہے۔ فافہم۔

عارفِ حق کے کلام مین تمہارا صرف اوسی قدر حصہ ہے جو تم اوس سے سمجھ لو۔ اور خود عارف مین تمہارا صرف اوسی قدر ہے جس قدر کا تم اوس مین مشاہدہ کرو۔ پس اس بات کی کوشش کرو کہ تم اپنے پیر کے ساتھ متحقق ہو اسوقت تم حق قایم ہوگے نہ خلق۔ فافہم۔

واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی الآیۃ کے متعلق یہ کہتے ہین کہ اس پر دو جہتون سے گفتگو ہو سکتی ہے ایک تو ظاہر لفظ کے مقتضیٰ کے مطابق۔ اور دوسری اوس کی حقیقت کے اعتبار سے پہلی جہت کی گفتگو یہ ہے کہ اس مین کئی سوال ہین۔ پہلا سوال یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اون پر فضیلت تھی جو ویران گاؤن پر سے گزرے تھے ان کے اس سوال کرنے مین کیا حکمت تھی کہ ان کا رب اِن کو دکھائے کہ وہ مردہ کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ حالانکہ اون کو یہ معاملہ بغیر سوال کے دکھلا یا گیا۔ چنانچہ اون سے ابتدا ئر کہا گیا تھا کہ "وانظر الی العظام الآیۃ" (اور ہڈیون کی طرف دیکھو کہ کیونکر جوڑتے ہیں ہم اون کو اور پھر اون کو گوشت پہناتے ہیں) اسکا جواب یہ ہے کہ جو گاؤن پر سے گزرے تھے اون کی طرف سے بھی سوال ہوا تھا مگر اوس مین مسئول منہ کی تعیین نہ تھی چنانچہ انھون نے کہا تھا کہ "کیونکر زندہ کرے گا اسکو اللہ اوس کی موت کے بعد" اور یہ یا ان کی غفلت کے باعث بنا یا جہالت

کے باعث اگر نبی نہ تھے یا تعجب میں مشغول ہوجانے کے باعث اگر نبی تھے یا غافل وجاہل نہ تھے اور بیان وکشف کی روسے اس طور پر کہ ظاہر ہو کہ اون کے سوال کا جواب ہے اللہ نے اُن کو دکھایا جو کچھ کہ دکھایا۔ اور یہ بھی جو دکھایا تو اس کے بعد کہ سو برس تک ان کو مردہ رکھا اور اس کے بعد جلا اُٹھایا۔ اس لئے انھوں نے اس کو نہ دیکھا مگر بعث موت کی حالت مین۔ اب رہے ابراہیم علیہ السلام سو وہ اپنے سوال کے ساتھ کمال حضور کے قصد سے حق کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن کا سوال فوراً قبول ہو کر اُن کی مراد اون کو ملی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول "فخذ" اسپر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اوس امر کے ساتھ اعتنا کو جتلانے اور ابراہیم علیہ السلام کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے حرف "فا" لایا گیا ہے جو فوریت کا مقتضی ہے۔ اور انھوں نے مرنے اور جی اوٹھنے کے قبل وہ بات دیکھی جو انھوں نے موت سے اُٹھ کر دیکھی تھی پس اس سے ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت گاؤں سے گزرنے والے پر ثابت ہوئی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ "ولکن لیطمئن قلبی" کا استدراک کس چیز سے ہے۔ اور اطمینان قلب سے یہان کیا مراد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس استدراک کا مقصود عدم ایمان کے باعث سوال کرنے کی نفی اور فقط اطمینان قلب کے لئے سوال کرنے کا اثبات ہے۔ اور اطمینان سے اس رنج و پریشانی کا دفع ہوجانا مراد ہے جو حصول مسئول عنہ کے انتظار سے لاحق ہوئی تھی نہ کہ تردد و شک کے رنج کا دفع ہوجانا۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ

جبکہ ابراہیم علیہ السلام کی نسبت پہلے یہ خبر دی جا چکی تھی کہ وہ بیشک دُنیا مین برگزیدہ اور آخرت مین نیکو کارون مین سے ہین تو اُن کے سوال کے مقابلہ مین اون سے "اولم تومن" (کیا تم کو ایمان نہین) کہنے کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ "مجھ کو دکھاؤ" کبھی تو ایسے مقام پر بولا جاتا ہے جہان معلوم اور برہان سے ثابت شے کی کیفیت کا مشاہدہ مقصود ہوتا ہے تاکہ برہان کے ساتھ عیان سے بھی معلوم ہو جاے۔ اور کبھی اعتقاد نہ رہنے کے باعث ساکت و عاجز کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کمزور آدمی سے جو ایک بڑے بھاری چٹان کو اکیلے اوٹھا لینے کا دعوی کرے تم کہو کہ مجھے دکھا کہ تو کیونکر اُسے اوٹھاتا ہے حالانکہ تم کو اعتقاد ہے کہ نہ وہ اوٹھا سکتا ہے اور نہ اس کے امکان مین ہے۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اس دوسری صورت کا ارادہ نہین کیا تھا۔ اور نہ اسکا توہم تھا۔ یہ تو صرف پروردگار کی اس حکمت کا اقتضا تھا جو اُسنے اپنے بندون کے لئے مفید سمجھی تہی جو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تم کو ایمان نہین ہے؟ اونہون نے کہا کہ کیون نہین۔ اس سوال وجواب سے اللہ تعالی نے اپنے ایمان والے بندون کو اپنے ایک حبیب کی نسبت بدگمانی کرنیسے بچا دیا کیونکہ اس آیت کو سن کر اُن کو ایسا وہم ہوتا اور وہ نادانستہ اپنی بدگمانی کے باعث ضرر اوٹھاتے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ برگزیدگی کی خبر دینے کے قبل اس سوال کا وقوع ہوا ہو واللہ اعلم۔ چوتھا سوال یہ ہے کہ اور اعداد کو چھوڑ کر چار کی تعیین مین کیا مصلحت ہے۔ اور پرندوں کے جنس کی تعیین

ہین کیا مصلحت ہے ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ چار کا عدد سب سے بڑھ کر
اعداد کا جامع ہے ۔ کیونکہ یہ فرد بسیط کا جو ایک ہے اور فردِ مرکب کا جو تین
ہے اور جفت بسیط کا جو دو ہے اور جفت مرکب کا جو چار ہے جامع ہے
پس اس ہین اس بات کو یاد دلانا ہے کہ خلق کو اپنے رب کے لئے دو
دو اور ایک ایک کرکے کھڑا ہونا چاہیئے اور دو دو بسیط بہی ہو سکتے ہین اور
مرکب بہی اور علی ہذا ایک ایک بسیط بہی اور مرکب بہی ۔ اور اس ہین اون
لوگون کی صنفون کا بہی یاد دلانا ہے جو اوٹھائے جائینگے ۔ کیونکہ اونکی
چار ہی قسمین ہون گی (۱) کافر ۔ (۲) مومن اپنے اوپر ظلم کرنے والا ۔ (۳)
مومن میانہ رو مخلط ۔ (۴) سابق بالخیرات ۔ اور پرندون کی تخصیص کا سبب
یہ ہے کہ یہ سب جانورون سے بڑھ کر بھڑکنے والے اور جس سے بھڑکین
اوس سے بھاگنے اور دور رہنے پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والے ہین
پس جب اس جنس کو وہ پکارینگے اور وہ اون کے پاس دوڑتا چلا آئے گا
تو دوسری جنس والے بطریق اولیٰ آئین گے ۔ اور اس لئے یہ باعتبار دوسرون
کے بہت بڑی نشانی قدرت ہون گے ۔ اور یہ وجہ بہی ہے کہ تمام جانورون
کے اعتبار سے پرندون ہین بہت کم رطوبت ہوتی ہے اور مرنے کے بعد
سب سے جلد یہ خشک ہو جاتے ہین ۔ اس لئے ان کی جسمانی حیات کا ظاہر
و باطن نہ رہنا متیقن ہو گا ۔ پانچوان سوال یہ ہے کہ "کل جبل" سے آیا سارے
پہاڑ مراد ہین یا صرف چار ہی پہاڑ یا اور کچھ ۔ اور جو صورت مراد ہو اوس کی وجہ
کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اوس قدر پہاڑ مراد ہین جسقدر پرندون

کے ٹکڑے کیے جائین۔ اگر زیادہ ہون تو زیادہ اور کم ہون تو کم۔ اور اسکی دلیل "ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءا" (پھر ایک ایک پہاڑی پر اُنکا ایک ایک ٹکڑا رکھدو) ہے۔ اور ٹکڑون کی تعداد حکم مین بیان نہین کی گئی۔ اور کُل پہاڑون پر اِس کو محمول کرنا عادۃً متعذر ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ کُل پہاڑ پر اون مین سے ایک ایک ٹکڑا بلا تعیین رکھدیا جائے کیونکہ یہی قصہ کے مناسب ہے اور اِس مین امر عجیب کا معائنہ ہے۔ چھٹا سوال یہ ہے کہ "ثم ادعهن" مین لفظ ثم کیون لایا گیا ہے؟ اور پرندون کے آنے کو اون کے بلانے پر کیون معلق کیا گیا ہے؟ اور اون کے "آنے" مین کیا حکمت ہے۔ جہان وہ زندہ ہوتے وہان سے اُڑ جانے پر کیون کفایت نہ کی گئی۔ اور دوڑتے ہوئے آنے مین کیا مصلحت ہے۔ اُڑکر یا آہستہ چلکر آنے مین کیا مضایقہ تھا۔ (یہ سوال تو اوس تقدیر پر ہے کہ دوڑنا پرندون سے متعلق ہو۔ اور اگر ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہو۔ تو) ان کے دوڑنے مین پرندون کے جی اوٹھنے کو دیکھنے یا اونکو پکارتے وقت کیا فائدہ ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ "ثم" اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ پرندون کے پہاڑ پر پہونچنے کے بعد کچھ مہلت ہونی چاہیئے تاکہ اون کے خشک ہو جانے کی جگہہ مین پڑے رہنے کے باعث اون کی موت مین کوئی شُبہہ باقی نہ رہے۔ اور اگر اسکا لحاظ کیا جاے کہ وہ اون پہاڑون پر رکھے گئے تھے جن پر آفتاب کی دھوپ بے روک پہونچتی تھی اور نمرودی آثار کو آفتاب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور جب اُنکو

تھوڑے عرصہ تک اون پہاڑون پر چھوڑ دیا گیا اور وہ زندہ نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ آفتاب مین وہ تاثیرین نہین ہین جو وہ سمجھے ستھے۔ لیکن جب اونکو حق کے پکارنے والے نے پکارا تو وہ اوس کے پاس آئے اور دوڑتے ہوئے آئے۔ پس اس مین یہ ارشاد ہے کہ احیاء موتی اونکی دعا سے ہوگا "ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون" عـ پھر جب وہ تم کو ایک آواز دیکر زمین سے بلائے گا تو بس (تم نکل پڑوگے) لیکن اللہ تعالیٰ کیطرف سے بلانا کلام نفسانی کے ذریعہ سے ہے جو اوس کی جناب کے شایان اور مراد کو مدعو تک پہونچانے مین کلام لسانی کا قایم مقام ہے۔ پس اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کا کلام لسانی بلانے کے ذریعہ سے مردہ کو زندہ کرنے مین حق تعالیٰ کے کلام نفسانی کا مظہر ہے۔ تاکہ کلام کرتے وقت اپنے نفس کی رویت مین اون کو زندہ کرنے کی رویت حاصل ہوجاوے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام اسم محیی کے مظہر تھے۔ پس اگر یہ قول سے نہ بلاتے تو ان کے پاس احیاء کے مظاہر مین سے کوئی ایسی چیز نہ ہوتی جس کو محسوس کرکے وہ احیاء کو محسوس کرسکتے۔ اور اس مظہر مین کھلا ہوا برہان ابراہیم علیہ السلام کے مخالفون کے مذہب کے باطل ہونیکا موجود ہے جو مخفی نہین ہے۔ اور اگر یہ ان کے قول مسموع کے ذریعہ سے جو حس کے ذریعہ سے یقینی ہے نہوتا تو مخالفون کے لئے اس مکابرہ کی گنجایش تھی کہ وہ زندہ کرنا ویسا نہین ہے جیسا لوگ ان کی طرف

عـ اکیسوین پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ روم کی پچیسوین آیت۔)

نسبت کیا کرتے ہین - اور پرندون کے آنے مین اوس خبر کا یاد دلانا ہے جو
مردون کے زندہ کرنے والے نے اپنے اِس قول کے ذریعہ سے دی
ہے "یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہٖ" (جس دن کہ خدا تمکو بلائے گا
تو تم اوس کے حکم تعمیل کروگے اسکی تعریف کرتے ہوئے) یعنی اوٹھہ کر
اوس کی طرف جاؤگے -

اَب رہا پرندون کا پہاڑ سے دوڑ کر جانا - سو اِس سے اون کی قوت
اور اون کی حیات اور اون کی صحت وغیرہ پورے طور سے ثابت ہوتی
ہے - اسلئے اون کا دوڑنا اس امر کی دلیل ہے کہ جیسے وہ پہلے تھے ویسے
ہی تمام وکمال ہو گئے - اور اس مین "کما بدأکم تعودون" (جس طرح
تم کو پہلے پیدا کیا تھا اسیطرح تم دوبارہ بہی پیدا ہوگے) اور دوبارہ جِلائے
ہوئے لوگون کی قبرون سے دوڑ کر جانے کو یاد دلانا ہے - اِس آیت پر
انہون نے بڑی طویل تقریر کی اور پچیس سوال وجواب لکھے ہین - واللہ اعلم
وما یخفیٰ علی اللہ من شیٍٔ فی الارض ولا فی السماء (اور اللہ

عہ پندرہوین پارہ کا پانچوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی باونوین آیت) ۱۲ مترجم

عہ آٹھوین پارہ کا دسوان رکوع (سورہ اعراف کی انتیسوین آیت)

عہ یہ سورہ معارج کی تینتالیسوین آیت (پارہ ۲۹ رکوع ۸) کیطرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے
یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانہم الی نصب یوفضون - جبکہ یہ قبرون سے نکل
پڑینگے اور اسطرح دوڑتے ہونگے کہ گویا کسی پالے کیطرف دوڑے چلے جارہے ہین -

عہ سورہ ابراہیم کی اڑتیسوین آیت (پارہ ۱۳ رکوع ۱۸)

پر کوئی چیز چھپی نہین رہتی نہ زمین مین اور نہ آسمان مین) کے متعلق یہ کہتے
ہین کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت سے پاک ہے۔
دلالت کی وجہ یہ ہے کہ ترقی کا قاعدہ چاہتا ہے کہ زمین پر کی چیز کی اطلاع
زمین کے لئے آسمان پر کی چیز کی اطلاع سے قریب تر ہو۔ پس اگر آسمان
اللہ تعالیٰ کی جہت ہوتا تو اس آیت مین مؤخر نہوتا۔ کیونکہ یہ کہنا اچھا نہین
معلوم ہوتا کہ فلان بادشاہ پر نہ دور کے شہرون کی کوئی بات پوشیدہ ہے
اور نہ اپنے محل یا اپنے شہر کی۔ کہنا تو یہ چاہیئے کہ اوسپر نہ کوئی بات
اپنے شہر کی پوشیدہ ہے اور نہ دور کے شہرون کی۔ اس لئے حق تعالیٰ
کی اگر کوئی جہت ہوتی تو یہ آیت اوس جہت کی ضرور مقتضی ہوتی۔ لیکن ہم
سب اس بات پر متفق ہین کہ اللہ تعالیٰ زمین کی جہت سے منزہ ہے
اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ آسمان اور اوس کے اوپر کی
جہت سے منزہ ہے۔ اور ان دونون کے سوا اور کوئی جہت نہین ہے۔
اسلئے اوسکی اصلا کوئی جہت نہین ہے فافہم

جس شخص نے کسی امر کو اپنے نفس امکانی کی طرف منسوب کیا اوس
نے اوسکو محل زوال و فنا کیطرف منسوب کیا۔ اسلئے وہ معرض زوال و
محو مین ہے۔ اور جس نے اوس امر کو اپنے مولی حق تعالیٰ کی طرف جو
واجب الوجود ہے منسوب کیا اوس نے اوس کی نسبت بارگاہِ بقا و
دوام سے قایم کی۔ اسلئے وہ مراتب بقا مین ہمیشہ باقی ہے۔ پس
اے بندے جس چیز کا زوال و فنا تو پسند کرتا ہو اوس کو اپنے نفس کی

طرف منسوب کر۔ اور جس چیز کا دوام و بقا تو چاہتا ہو اوس کو اپنے رب کی طرف منسوب کر۔

جس کو حق تعالیٰ اپنے آپ مین مشغول فرماتا ہے اوس کو کسی ایسی چیز کے سبب سے جسپر اوس کو خلق مین سے متعین کرتا ہے۔ اپنے آپ سے روگردان ہونے نہین دیتا۔ کیونکہ وہ شخص اپنے ظاہر سے اس کام مین رہتا ہے۔ اور اوسکا باطن تو اپنے رب ہی کے پاس ہوتا ہے۔ بندہ جب اپنے سجود کی حالت مین سوجاتا ہے تو اللہ عزوجل اوسکی نسبت فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ اوس کا جسم ہی ہمارے سامنے ہے اور اوسکی روح ہی۔ اور اس کے ذریعہ سے فرشتون پر فخر کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے سجدہ مین مشغول رہکر ہی اپنے معبود سے غافل نہوا۔ فافہم

جب تم اپنے رب سے دعا کرو اور وہ مقرون باجابت نہو تو اِسکا باعث دعا کے وقت تمہارے اضطرار کا ویسا سچا نہونا ہے جیسا ہونا چاہیئے۔

پیشوایانِ ہدایت پر واجب ہے کہ بندون سے اپنی مدد اور اپنی حکمت کی غذا کو موقوف نہ کرین۔ کیونکہ یہ اونکے بال بچے ہین۔ اور شرفا اپنے بال بچونکو ضائع نہین کیا کرتے۔

سترِ متکلم مین ہوا کرتا ہے نہ کہ اوس کے کلام مین۔ پس جب باتین کرنے والا دل کھولکر سننے والے سے ملے گا تو اوسکا کلام ہی اوس سے شگفتہ ہوگا۔ گو تھوڑا ہی ہو۔ اور جب وہ سامع سے کھچکر ملے گا تو اوس کے کلام کے معانی شگفتہ نہ ہون گے۔ گو بہت زیادہ ہون۔ اور کلام متکلم کی صفت

ہے اس لئے جس نے موصوف کو پالیا اوس نے اوسکی صفت کو پایا اور جس نے نہین۔ اوس نے نہین۔ کیونکہ صفت جب اپنے موصوف سے جدا ہوئی تو اوس کا مرتبہ زائل ہوگیا اور موصوف اوس سے غائب رہا فافہم

اعتقاد کی قوت نصیحت قبول کرنے کا سبب ہوتی ہے اور اعتقاد کا نہ ہونا اور کمزور ہونا اوس کے نہ ماننے کا باعث ہوتا ہے۔

ہر ایک امام حق کے لئے ناگزیر ہے کہ اوس کے مقابل مین امام باطل ہو۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے مقابلہ مین ابلیس۔ نوح علیہ السلام کے مقابلہ مین یام وغیرہ۔ ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ مین نمرود۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ مین فرعون۔ داؤد علیہ السلام کے مقابلہ مین جالوت اور اوسکے ہمجنس۔ سلیمان علیہ السلام کے مقابلہ مین صخر۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ مین پہلی زندگی مین بختنصر اور دوسری زندگی مین دجال۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقۃً کوئی مقابل نہ تہا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احاطہ خفیہ کیساتھ آئے تھے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ" (اور جب ہم نے تم سے کہا کہ بیشک تمہارے رب نے لوگون کا احاطہ کرلیا ہے وہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہے) پس وہ حق ہین جو باطل پر لاکے ڈالے گئے اس لئے وہ چلتا ہوا۔ یہانتک کہ ابوجہل نے کہہ دیا کہ واللہ مین جانتا ہون کہ محمد سچے ہین۔ اسلئے لوگون نے اسکو مقابل نہ شمار کیا فافہم

ان کے کلام مین سے اسقدر کفایت کرتا ہے۔

(۳۱۷) سیدی یوسف عجمی کورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہی پہلے شخص ہین جنہون نے ملک مصر مین شیخ جنید رضی اللہ عنہ کے طریقہ کو مٹ جانے کے بعد زندہ کیا۔ انقطاع وسلوک مین ان کا طریقہ تعجب انگیز تہا۔ ان کے کثرت سے مرید اور متعدد خانقاہین تہین اپنی خانقاہ واقع قرافہ صغریٰ مین یکشنبہ کے دن نصف جمادی الاولیٰ کو ۷۶۸ھ سات سو ارسٹہ ہجری مین راہی کنعان جنت ہوے اور بیشمار لوگون نے ان کا جنازہ پڑہا۔ شیخ نجم الدین محمود اصفہانی اور شیخ بدرالدین حسن شمشیری سے بیعت کی اور خرقہ پہنا تہا۔ اور لا الہ الا اللہ کے ذکر کی تعلیم بہی دونون سے پائی تہی اور یہ شیخ جنید رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ہے جب یہ ملک عجم سے مصر کی طرف آرہے تہے تو راستہ مین واردات حق ان پر وارد ہوئے مگر انہون نے اوس کی طرف التفات نہ کیا۔ دوسری مرتبہ پہر وہ حالت طاری ہوئی تب بہی اونہون نے توجہ نہ کی۔ مگر تیسری مرتبہ جب وہی کیفیت طاری ہوئی تو اونہون نے کہا کہ خداوندا اگر یہ سچی واردات ہے تو اس نہر کو میرے لئے دودہ کی بنا دے تاکہ مین اپنے اس پیالہ مین لیکر نوش کرون۔ چنانچہ نہر کا پانی دودہ ہوگیا اور انہون نے اُس مین سے نوش کیا۔ بعدہٗ مصر پہونچے۔ اور سیدی حسن تستری رضی اللہ عنہ

اِن سے پہلے سب چہوڑ چہاڑ کر شیخ کے پاس پہونچے اور رتبہ مین اون
کے لگ بھگ کے تھے اور بعض کا قول ہے کہ یہ اوسی درجہ مین بالاتر
تھے ۔ مگر یہ اون کے بعد ملک مصر مین آئے ۔ اس پر ان سے یوسف رحمہ اللہ
نے کہا کہ بہائی جان راستہ ایک ہی کا ہوا کرتا ہے ۔ اس لئے یا تو آپ
خلق کے سامنے ظاہر ہون اور مین آپ کا خادم بنکر رہون یا مین ظاہر ہون اور
آپ میرے خادم ہوکر رہین تاکہ طریق کی عزت قایم رہے ۔ سیدی حسن
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہین تمہین خلق کے سامنے ظاہر ہو اور مین تمہارا
خادم بنون گا ۔ چنانچہ سیدی یوسف رضی اللہ عنہ خلق پر ظاہر ہوئے اور مصر
مین اون سے بہت سے کرامات اور خارق عادات وقوع مین آئے
ان کا طریقہ مجرد رہنا اور یہ تہا کہ ہر روز خانقاہ سے ایک فقیر باہر نکلکر آخر دن
تک لوگون سے سوال کرے اور جو کچھ وہ لے آئے چاہے جو کچھ ہو اوس
دن اوسی پر فقرا بسر کرین ۔ لیکن جب دوسرے فقیرون کی باری ہوتی
تہی تو وہ گدہے کے بوجھ بھر روٹیان پیاز ککڑیان مولیان اور گوشت
لے آتے تھے اور خود سیدی یوسف رضی اللہ عنہ چند سوکھے ٹکڑے
لاتے تھے جس کو ایک ہی فقیر کہا لیتا تہا ۔ لوگون نے ان سے اسکی
وجہ پوچھی تو کہا کہ تم مین بشریت باقی ہے اور تم مین اور لوگون مین ایک
قسم کا ارتباط ہے اس لئے وہ تمہین بہیک دیتے ہین اور میری بشریت
فنا ہوگئی ہے یہانتک کہ تم کو ڈہونڈے نہ ملے اس لئے مجھ مین اور تاجرون
بازاریون اور دنیا دارون مین کسی قسم کی مجانست نہین ہے ۔ اور

ان کے سوال کی صورت یہ تھی کہ یہ دوکان یا دروازہ پر جاکے کھڑے ہو جاتے
اور اسقدر زور سے اللہ کا نعرہ مارتے کہ اپنے آپ سے غایب ہو جاتے
اور زمین پر گر جانے کے قریب ہو جاتے۔ اِس سبب سے جو شخص اِن کو پہچانتا
نہ تھا وہ کہتا کہ یہ عجمی بھنگڑ خانہ مین گیا ہوگا۔ اور اِن کا معمول تھا کہ اپنے زاویہ
کا دروازہ دن بھر بند رکھتے تھے نماز کے سوا کسی کے لئے اوسکو کھولتے
نہ تھے۔ اور جب کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹاتا تو نقیب سے کہتے کہ جا اور
دروازہ کے درزون سے دیکھ اگر فقیرون کے لئے کچھ فتوح اوسکے ساتھ
ہون تو دروازہ کھول دے اور نہین تو ایسی زیارتین عذاب جان ہین۔
ایک شخص نے ان سے اِسکا سبب دریافت کیا تو انہون نے کہا کہ
فقیر کی سب سے قیمتی چیز وقت ہے اور دنیا دارون کی مال۔ پس
اگر وہ ہمارے لئے مال خرچ کرین تو ہم اون کے لئے اپنا وقت خرچ
کرین۔ یہ جب خلوت سے باہر آتے تھے تو اوسوقت اِن کی آنکھین انگارون
کی طرح چمکتی تھین اور جس پر ان کی نگاہ پڑتی تھی اوس کو کندن بنا دیتی تھی
ایک دن ان کی نگاہ ایک کتے پر پڑی پس سارے کتے اوس کے
فرمان کے تابع ہو گئے۔ وہ کھڑا رہتا تو سب کھڑے رہتے اور چلتا تو
سب چلتے۔ لوگون نے شیخ کو اس کی خبر دی۔ انہون نے اُس کتے
کو بلا کر کہا کہ دور ہو۔ پس سب کتون نے اوسے کاٹ کھانا شروع کیا آخر وہ
ان کتون کے پاس سے بھاگ گیا۔ اور اکبار اور اِن کو یہ اتفاق ہوا کہ یہ
چلہ سے باہر آئے تھے کہ اِن کی نظر ایک کتے پر پڑی اور سب کتے

اوس کے مطیع ہو گئے اور بہت سے آدمی اپنی مرادین لیکر اوسکے پاس دوڑے جانے لگے۔ اور جب یہ کتا بیمار ہوا تو سارے کتے اس کے گرد جمع ہو کر رونے اور غم و رنج کا اظہار کرنے لگے۔ اور جب وہ مر گیا تو سب نے نالہ و شیون کی آواز بلند کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعض لوگون کو الہام بہیجا تو انہون نے اوس کو دفن کیا۔ اس کے بعد اوسکے ہمراہی کتے مرتے وقت تک اوس کی قبر کی زیارت کرتے رہے۔ اس نگاہ نے جب کتے کو یہان تک پہونچا دیا تو انسان پر اگر پڑی ہوگی تو اوس کا کیا حال ہوا ہوگا بادشاہ کے کچھ غلام خوف سے بہاگ کر ان کے پاس چلے آئے تو انہون نے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ ان کا قصور معاف کر دو۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر تم فقیر ہو تو سلطنت کے کام مین دخل نہ دو اور اون کو میرے یہان واپس بہیجدو۔ مگر انہون نے نہ بہیجا۔ تب بادشاہ نے کہلا بہیجا کہ تم بادشاہی غلامون کو تباہ کرتے ہو۔ انہون نے کہا کہ نہین مین تو ان کو درست کرتا ہون آخر خود بادشاہ ان کے یہان آیا اسوقت انہون نے اون مین سے ایک غلام کو باہر نکالا اور اوس سے کہا کہ اس ستون سے کہہ کر سونا بنجا چنانچہ اوس نے کہا اور ستون سونا بنگیا اور بادشاہ نے اپنی آنکھون سے دیکھا۔ تب تو اوس نے معافی چاہی اور شیخ کے قدم چومے۔ پھر شیخ نے بادشاہ سے کہا کہ آیا یہ بنانا ہے یا بگاڑنا!!!۔ اور بادشاہ نے درخواست کی کہ مین آپ کے فقرا کے لئے کچھ وقف کرنا چاہتا ہون۔ انہون نے انکار کیا۔ اور کہا کہ مین اپنے یارون کو معلوم روزی کا عادی بنانا نہین

چاہتا۔ شیخ یحییٰ ضافیری نے مضمون ذیل کے اشعار جن بزرگ کے سامنے مصر مین داخل ہونے کی نسبت معارضہ مین پڑہے تھے وہ یہی یوسف رحمہ اللہ تھے ؎

مین صراف ہون کیا نہین جانتے | کھاٹ ہے مرا دل ہین زر اولیا
کوئی قلب ہے اور کسی مین ہی کھوٹ | مین کھوٹ کو کرتا ہون تا کر کھرا
تپا کر کیا ہے تجھے مینے صاف | تو کندن ہے اب اور بے غش طلا

(۳۱۸) شیخ حسن تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ یوسف عجمی کے تعلیم یافتہ اور طریقت کے بہائی تھے اون کے بعد مصر اور اوس کے دیہات کے سجادہ پیری پر بیٹھے۔ اور تمام اطراف واکناف سے لوگ ان کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ انکا چہرہ چمکتا ہوا اور علم و عمل کامل تھا اور طریقت کی ریاست ان کو ملی تھی۔ سلطان انکی زیارت کو آیا کرتا تھا اس لئے ارکان سلطنت وغیرہ ان سے جلتے تھے۔ آخر اون لوگون نے سلطان کو ان سے بدعقیدہ کر دیا اور بادشاہ نے چاہا کہ ان کو شہر بدر یا قید کر دے۔ چنانچہ وزیر کو بھیجا کہ ان کے زاویہ کا دروازہ بند کر دے۔ اوسوقت شیخ معہ اپنے فقیرون کے مصر کے باہر مقام سطریہ کو گئے ہوئے تھے۔ جب وہان سے واپس آئے تو دروازہ کو بند پا کر لوگون سے پوچھا کہ کس نے دروازہ بند کیا ہے۔ لوگون نے کہا کہ فلان

وزیر نے سلطان کے حکم سے۔ انہون نے کہا کہ اچھا ہم اوسکے بدن کے دروازون اور طاقون کو بند کئے دیتے ہین۔ چنانچہ وزیر اندہا گونگا اور بہرا ہوگیا اور اوس کی ناک بند ہوگئی جس سے سانس نہین نکلتی تھی اور پیشاب و پایخانہ کے راستے بھی بند ہو گئے اور وزیر فوراً مر گیا۔ بادشاہ کو جب یہ پرچہ لگا تو وہ اِن کے پاس پہونچا۔ اور اِن سے صلح کرکے اُس نے دروازہ کھلوا دیا۔ اور سلطان کی ساری فوج حسن رضی اللہ عنہ کی اِس درجہ مطیع تھی کہ بادشاہ سے برگردہ ہوکر اِن کی حلقہ بگوش ہوگئی۔ ایک مرتبہ ایک نصرانی سونار نے آکر اِن سے عرض کیا کہ سلطان نے میرے پاس بہت ہی بیش قیمت نگینہ اپنی ایک محل کی انگوٹھی مین جڑنے کو بھیجا تھا۔ وہ نگینہ مجھ سے دو ٹکڑے ہوگیا۔ اب مجھے اپنی جان کے لالے پڑے ہین۔ اگر مجھ سے اوسکے دام لیلئے جائین گو دس ہزار دینار کیون نہ ہون تو مین سمجھون کہ سستا چھوٹا لیکن حضرت مین سمجھتا ہون کہ بغیر آپ کی توجہ کے سلطان سے مین جانبر نہین ہوسکتا۔ اوسکی یہ تقریر سُن کر شیخ خلوت مین گئے اور سلطان کے دل کو انہون نے پھیر دیا۔ چنانچہ خود اُسی نے اوس نگینہ کے دو ٹکڑے کرنے کا حکم بھیجا۔ اور اسکا سبب یہ ہوا کہ اوس کی چاہیتی حرم نے یہی نگینہ اُس سے مانگا۔ اور ہرچند سلطان نے سارے نگینے اوس کے سامنے پیش کئے مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر اسپر فیصلہ ہوا۔ کہ اوس کے دو ٹکڑے کئے جائین اور دونون حرمون کو نصف نصف دیا جائے۔ اس لئے سلطان نے سنار

کے پاس یہ حکم لیکر ہرکارہ بھیجا۔ سونار کے پڑوسیون نے سونار کا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ شیخ کے پاس گیا ہوا ہے۔ آخر ہرکارہ نے شیخ کے پاس پہونچکر سونارے سلطان کا حکم بیان کیا۔ وہ سونار مسلمان ہوگیا۔ اور شیخ کے زاویہ مین دفن ہوا۔ اور جب ابن ابی الفرج نے اپنے باغ کو مربع بنانا چاہا تو شیخ کا زاویہ چونکہ اوسکے اندر آجاتا تھا اُس نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ شیخ کو کوئی دوسری جگہہ دے جو مین تجکو بتا دیتا ہون۔ چنانچہ خادم نے اسکا ارادہ کیا۔ مگر شیخ نے اس سے خواب مین کہا کہ ابن ابی الفرج سے کہدے کہ ہمکو یہان سے نہ ہٹائے ورنہ ہم اوسی کو منتقل کردین گے خادم نے اوس سے اس خواب کا حال کہا۔ مگر اوس نے کہا کہ یہ شیطانی خواب پریشان ہے اور شیخ کے اُٹھانے کی کارروائی شروع کی۔ اتنے مین اوسکے پہلو مین درد ہوا اور فوراً اوسکی روح پرواز کرگئی۔

شیخ نے ۷۹۷ھ سات سوستانوے ہجری مین اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور اپنے زاویہ مین دفن ہوئے جو مصر کے قنطرہ موسکی مین خلیج حاکمی پر واقع ہے۔

(۳۱۹) سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے زیرک و نیکوکار و علماء راسخین و ابرار مین سے تھے۔ ان کو علی ابوالوفا کی گویائی عطا ہوئی تھی۔ بہت سے موشحات ربانیہ نظم کئے اور

عمدہ و اعلیٰ کتابین تصنیف کین۔ جامع ازہر کے قرب مین رہا کرتے تھے اور جامع ازہر کی چھت پر سلطان غوری کے تعمیر کئے ہوسے منارہ کے مقام پر انکا حجرہ تہا۔ اکثر ان پر سکر کی حالت طاری رہتی تھی۔ اوسی حال مین یہ نیچے اُترتے تھے اور جامع ازہر مین جھومتے ہوئے ٹہلا کرتے تھے۔ اور لوگ اپنے اپنے ظرف کے مطابق اِن کے بارہ مین بُرا بھلا کہتے تھے۔ اِس گروہ کے علوم مین ان کی تصنیف سے کتاب القانون ایسی نادر کتاب ہے کہ اِس کی مثل تصنیف نہ ہوئی یہ کتاب طریقت مین مصنف کے ذوق کامل کی شاہد ہے۔ حضرت ابو الوفا کی اولاد اِن کو محض بے حقیقت سمجھتی تھی کیونکہ انہون نے اُنہین کے دیوان کی نقل اُڑائی تھی اور اِنکے کلام مولود کی مجلسون دوسرے مجمعون اور مسجدون مین علماء و صالحین کے سامنے پڑہے جاتے تھے اور لوگ اوس کی شیرینی پر جھومتے تھے ع

نہین خالی حبہ کوئی حسد سے

اور یہ اون لوگون کے ساتھ نہایت ادب و نرمی و خدمت سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ حجرہ کے اندر سادات کی زیارت کر رہے تھے کہ اون لوگون نے انکو پکڑا اور اسقدر مارا کہ ان کا سر خون آلودہ ہوگیا۔ مگر یہ سکراتے اور یہی کہتے رہے کہ آپ ہمارے سردار ہین اور مین آپ کا غلام ہون۔

انکے کچھ کلام موعظت التیام یہ ہین :۔

جب تم اپنے بڑے بھائیون کو چھوڑ دینے کا ارادہ کرو تو اون کو چھوڑنے سے پہلے اپنے بُرے اخلاق کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارا نفس تم سے زیادہ قریب

ہے اور بھلائی مین سب سے مقدم حق سب سے زیادہ قریب کا ہے۔

سارے دنیادار دنیا پر جھکے ہوے ہین۔ حالانکہ ہر سانس مین وہ اُس سے کوچ کر رہے ہین۔ مگر اس کو وہ دیکھتے نہین کیونکہ اونکو یہ نہین سوجھتا کہ وہ کدہر جا رہے ہین۔

غنا و فقر نے ایک دوسرے پر شیخی جتائی۔ غنا نے کہا کہ مین رب کریم کا وصف ہون اور تو ذلیل کیا ہے؟ فقر نے کہا کہ اگر مین نہوتا تو تیری صفت تمیز مین نہ آتی اور اگر میری فروتنی نہ ہوتی تو تو بلند رتبہ نہوتا اور مین وہ وصف ہون جو ذلت عبودیت کا شعار ہے اور تو وہ وصف ہے جو ربوبیت سے لڑنے کو تیار ہے۔

فقیہ وہ ہے جسنے سینون کے زندہ دودہ سے پرورش پائی ہے نہ کہ وہ جسنے کاغذون کے سوکہے ہوئے گوشت سے۔

ریاکار کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اوسکی طرف کسی نقص کو منسوب کیا جائے تو اوس کا جواب دے اور اُسکے زمانہ کے نیکوکارون کا ذکر ہو تو اونکا نقص بیان کرے۔

فقرا احوال مین دکہاوا کرتے ہین اور فقہا اقوال مین

جو شخص لوگون مین شہرت چاہے گا اوس کے لئے لازم ہے کہ اون کو ایسی باتون سے راضی کرے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اللہ کے لئے نہین بلکہ اپنی ہوا و ہوس کے لئے اُنکی صحبت اختیار کرے۔

عارف کا حال اوسکی حیات کی حالت مین بڑہتا ہے اور وہ مشہور نہین ہوتا مگر مرنے کے بعد ہی۔

عارف کا مقام جس قدر بلند ہوگا اوسی قدر عوام کی آنکھون مین چھوٹا نظر آئے گا۔ جیساکہ ثریا چھوٹا دکھائی دیتا ہے ؎

آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا بنگیا

اور یہ صرف آنکھون کا نقصان ہے۔

اگر حلاج رضی اللہ عنہ حقیقت فنار کی تکمیل کئے ہوتے تو "مین وہی ہون" اور "تو نے اپنے آپ سے مجھے اسقدر نزدیک کیا کہ مینے گمان کیا کہ تو مین ہی ہون" کہنے سے جس غلطی مین وہ پڑے تھے اوس سے رہائی پا جاتے۔

یہان کچھ لوگ ایسے بہی ہین جو انبیار کے ارث کے حکم سے فنار کے قبل مقام بقار مین داخل ہوتے ہین۔ لیکن اس گروہ مین اسکا وقوع قلت کے ساتھ ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگون نے اسکا انکار کیا ہے۔

جب تم خزانہ کو کہولنے کا ارادہ کرو تو دیکھو زکاوٹون سے ہرگز نہ گھبرانا اور مالک خزانہ کے پاس حاضر ہونے سے پہلے اپنے ارادہ کی نسبت غفلت نہ کرنا۔ اور جب تم خزانہ کو کہول چکو تو دیکھو بادشاہ کو چھوڑکر کسی مال و اسباب مین مشغول نہ ہوجاؤ۔ بلکہ اپنا مقصود بادشاہ ہی کو بناؤ نہ کسی اور کو۔ یہان تک کہ وہ اگر چاہے تو تم کو وہ انگوٹھی عطا فرمائے جس سے مؤکل تمہارے تابع ہوجائین۔ اور اگر بادشاہ تمکو وہ انگوٹھی مرحمت نہ

کرے تو یہ صرف اسی لئے ہوگا کہ وہ تمکو اپنا مصاحب بنانا چاہے گا۔
اور یہ انگوٹھی کے راز سے بہت بڑا رتبہ ہے۔ کیونکہ بادشاہ کے مصاحب
کو کبھی نہ موکل وخادم کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ مشقت اوٹھانے کی۔

صوفیون کا جو یہ قول ہے کہ ربوبیت کا ایسا راز ہے کہ اگر وہ ظاہر ہو تو
شریعت کا نور بیکار ہو جاے۔ اِسکے متعلق یہ کہتے ہین کہ اِس سے فنا اور
سرِ تکوین کا عطا ہونا اور یہ امر مراد ہے کہ بندہ جو چاہے وہ کرے۔ یعنی اگر
بندہ کو یہ باتین عطا ہون تو شریعت کے کل افعال بیکار ہو جائین اور کسب
کا قول باطل اور انتظام درہم وبرہم ہو جائے۔

بعض صوفیہ کا جو یہ قول ہے کہ ولی اوس حد تک پہونچتا ہے کہ اُس
سے تکلیف ساقط ہو جاتی ہے اِس سے یہ مراد ہے کہ اعمال کی کلفت و
مشقت ساقط ہو جاتی ہے ارحنا یا بلال (اے بلال مجھے راحت
پہونچا) کیطرح۔

عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کے قول۔ ع وَكُلُّ بَلَا اَيُّوبَ بَعْضُ
بَلِيَّتِي

حضرت ایوب کی ساری بلا ایک شمہ ہے مرے آزار کا

کے معنی مین یہ کہتے ہین کہ۔ اِسکی وجہ یہ ہے کہ ایوب علیہ السلام کی
مصیبتین جسمانی تھین روحانی نہ تھین اور عارف کی بلائین ایک وقت دونون
قسمون کی ہوتی ہین۔

اور بعض کا جو یہ قول ہے کہ

برزخ ہی مین پاؤ گے مقامات نبی کر   اوپر ہین رسولون سے تو نیچے ہین ولی ہے

اسکے معنی مین یہ کہتے ہین کہ مقصود یہ ہے کہ مقام نبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے واسطہ سے اللہ سے اخذ کرے۔ اور مقام رسالت یہ ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اوسکو بندون تک پہونچاے۔ اور مقام ولایت یہ ہے کہ خاص طور پر اللہ کے ذریعے سے اللہ سے اخذ کرے۔ اور یہ تینون باتین ساری کی ساری اوس شخص مین ہوتی ہین جو رسول ہوتا ہے۔ اسلئے اس کو سمجھو اور یہ گمان نہ کرو کہ اہل اللہ مین سے کسی کا یہ اعتقاد ہے کہ نبوت و رسالت پر ولایت کو فضیلت ہے۔

شیخ محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار ذیل کے انہون نے جو معنی بیان کئے ہین وہ ان اشعار کے بعد لکھے جاتے ہین ؎

توضا بماء الغیب ان کنت ذا سر   والا تیمم بالصعید و بالصخر

و قدم اماما کنت انت اما مہ   و صل صلوٰۃ الفجر فی اول العصر

فھذی صلوٰۃ العارفین بربھم   فان کنت منھم فانضح البر بالبحر

ترجمہ

صاحب سر ہی تو آب غیب سے کرلے وضو   خاک کی ورنہ تیمم کے لئے کر جستجو

کر امام اسکو۔ تہا پہلے جسکا خود تو ہی امام   ابتدائے عصر مین پڑھ لے نماز فجر تو

عارفون کی اپنے رب کے ساتھ تو ہے یہ نماز   گر ہے عارف بحر سے بر کی تو کرلے شست وشو

وضو سے صفات قلبیہ کے اعضا کو معنوی نجاستون سے پاک کرنا مراد ہے۔ اور "آب غیب" سے توحید کا خالص کرنا۔ پس اگر تیرے لئے

یہ توحید بذریعہ عیان کے خالص نہو تو برہان کی خاک سے طہارت حاصل کر
اور اوس کو امام بنا جو خطاب کے دن تیرا امام تہا اور حجاب واقع ہو جانے
کے بعد تو اوس کا امام ہو گیا تہا۔ اور نماز فجر سے کشفِ شہود کے دن کی جو
ظلمتِ وجود کے حجاب کے بعد ہوا ہے نماز مراد ہے۔ اور اول عصر سے
اوس زمانہ کی ابتدا مراد ہے جس مین تمکو وہ کشف حاصل ہو اور اسکو
اپنے آخر دور تک ملتوی نہ رکہو کیونکہ وقت کا حکم چلتا ہے اور اوس مین
تاخیر ناراضی کا باعث ہوتی ہے۔ پس اپنے رب کے پہچاننے والون کی
تو یہی نماز ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہین جو سارے مشاہدہ ربوبیت مین احکام شرعیہ
کی متابعت سے باہر نہین نکلے ہین۔ پس اگر تو انہین سے ہے تو دریاے
حقیقت کے پانی سے اوس کو دہو ڈال جو شریعت کی خشکی سے میلا ہو گیا
ہے۔

صوفیون کا جو یہ قول ہے کہ نبی عموم کا شارع ہے اور ولی خصوص کا
اس کے معنی انہون نے کیے ہین کہ نبی اپنی رسالت کے ذریعہ سے عوام
کے سامنے احکام بیان کرتے ہین اور اپنی ولایت کے ذریعے سے خواص کے
سامنے اور اس کے یہ معنی نہین ہین کہ ولی احکام شرعیہ کا صاحبِ شریعت
ہے۔ کیونکہ ولی کا یہ کام ہی نہین ہے اوسکا کام تو اسیقدر ہے کہ انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے ولار دوراثت کے طریق پر حقایق کشفیہ کو بیان کردے
مثلاً اولیاء رضی اللہ عنہم اوس کو بیان کر دیتے ہین جو سنت مین اجمال ہے
اور نبی نے قرآن کے اجمال کو بیان کر دیا ہے۔

بعض عارفون کے اِس قول کا کہ خضر مقام کا نام ہے۔ انسان کا نہین ہے جو بعض منکرون نے انکار کیا ہے۔ اوس کے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ اوس قول کے انکار کی کوئی وجہ نہین ہے۔ کیونکہ ولی محبوب کو ویسی ہی کرامات عطا ہوتی ہین جیسے معجزات خضر کے تھے۔ اور یہ وراثت کے وقت ہوتا ہے۔ اور وراثت خضریہ وراثت موسویہ سے پہلے ہے۔ اور بلاشبہ اک مقام ہے۔ فافہم

کسی بزرگ کا قول ہے کہ "میرے قلب نے میرے رب سے سُنکر یہ بیان کیا" اِس کو بعضون نے بُرا کہا۔ اُسپر یہ کہتے ہین کہ برائی کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ کہنے والے کا مقصود یہ ہے کہ میرے قلب نے بطریق الہام کے جو ولیون کی وحی ہو اور نبیون کی وحی سے کم رتبہ ہے میرے رب کی طرف سے مجھے یہ خبر دی۔ اور نہ اوس شخص کو بُرا کہا جا سکتا ہے۔ جسکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے باتین کین جس طرح موسیٰ سے کی تہین۔ کیونکہ اسے انکار و توہم کرنے والے خبر دینے اور کلام کرنے مین بھی تو آخر فرق ہے۔

مسئلہ کو دلیل سے ثابت کر دینا تحقیق ہے اور اوس پر ایک اور دلیل لانی تدقیق ہے۔ اور عمدہ عبارت مین اوس کو بیان کرنا ترقیق ہے۔ اور اوسکی ترکیب مین علم معانی و بیان کی رعایت کرنی تنمیق ہے۔ اور اوس مین شرع کے اعتراض کو بچانا توفیق ہے۔

ہمیشہ زندہ رہنے والے قدوس نے قسم کہائی ہے کہ اوسکی بارگاہ

مین کوئی اصحاب نفوس مین سے داخل نہو۔

اے وہ شخص جو طبیعت کی عادت سے باہر نہین نکلا ہے شریعت کی حدود کو توڑنے سے حذر کر۔ اور یہ کہنے سے احتراز کر کہ چونکہ مین حضرت شہود مین داخل ہوا ہون اسلئے حدود سے باہر نکلگیا ہون۔ کیونکہ جس نے تجھے بلایا ہے اُسی نے تجھے منع بھی کیا ہے۔

اہل خصوصیت اپنے زمانۂ حیات مین نا پرسان ہوتے ہین اور اُنکی ممات کے بعد لوگ اون کو روتے ہین۔ اور اسوقت لوگ اونکی قدر پہچانتے ہین جب اونکی باتین اورون مین نہین پاتے ہین۔

یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ فقرا رجن مقامات واحوال کا دعویٰ کرین اونکو ہیچون وچرا مان لیا کرو۔

معارف حضرت آلہیہ مین جسکا تحقق ہوا اور جسکا وصف اون کے وصف سے مٹگیا وہ اپنے علم وعمل پر اعتماد کرنے اور ہر ایسی چیز سے جو اوسکے ہست و بود کے بقایا رمین سے تھی تدقیقاً و تحقیقاً باہر نکل آیا نہ کہ اپنے وہم باطل سے اپنا وجود ثابت کرنے مین فافہم۔

عمل پر تکیہ سب سے پہلی روک ہے جو اہل سلوک کو اون کی ہدایت مین واقع ہوتی ہے۔ اور اسکا باعث اِن کے چہرون پر وہم کی بوچھار اور اِن کی عقل کے آئینون پر خیالات کا زنگار ہے۔ اور اِس سے چھٹکارا نہین ملتا مگر اِس امر کے کشف کی جلا سے کہ اللہ تعالیٰ ہی اونکے اعمال کا پیدا کرنیوالا ہے۔

بہت سے لوگون نے آثار بشریت کے مٹجانے کا اِدّعا کیا اور راہ بہولے کیونکہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین صفات بشریہ کے مٹا دینے مین کامیاب ہوے مگر اونہون نے کبہی واجبات دینیہ مین سے کچہہ بہی ترک نہ کیا کیونکہ وہ سمجہتے تہے کہ پروردگار نے ان باتون کو اون کے لیئے پسند کیا اور جس وقت اِن باتون کا حکم دیا۔ اوسوقت اِن کے بجالائے کہ اِن کو بلایا ہے اور جو شخص اپنے آقا کے حکم مین رہتا ہے وہ اپنے نفس کے حکم کے بغیر رہتا ہے۔ اسلیئے اسے شخص گرفتار رنج وعنا سمجہ کر کیا ہے فنا۔ اور اِس کو تو عالم ہی سمجہ سکتے ہین۔

کسی چیز سے نکل آنے کی علامت اوس کی دشواری ہے۔ اور کسی چیز مین داخل ہونے کی اوس کی آسانی ہے۔ پس جو شخص دنیا سے اپنے نکل آنے مین سچا ہوگا۔ اوسپر اوس کے اسباب دشوار ہون گے اور اسکو میسر نہوگا مگر وہی جو اِسکے غیر کے نام پر ہے۔

موجودات کی جستجو نہ کر کیونکہ یہ چیزین صرف تیرے ہی لئے پیدا ہوئی ہین اور تو اپنے رب کیلئے پیدا ہوا ہے۔ پس اگر تو نے اوس کی تلاش کی جو تیرے لئے پیدا ہوئی ہے اور جو تجہہ سے مطلوب ہے اوس کو تو نے چہوڑ دیا تو تیری چال اُلٹ گئی اور اگر تو نے اپنے رب کیطرف رُخ کیا تو خود موجودات ہی تجہے ڈہونڈین گے اور ہر چیز تیری خدمت کریگی فافہم۔

سیدی احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب مین حق تعالیٰ نے پوچہا تہا کہ اے احمد تو کیا چاہتا ہے۔ تو انہون نے کہا کہ مین وہی چاہتا

ہون جو تو چاہتا ہے۔ حق تعالی نے کہا کہ تیری مراد تجکو ملی اور میری طرف سے ہر روز تیری سو حاجتین پوری ہوتی رہین گی۔

جب سالک پر کشائش اور کشایش بھی تعرف کی ہوئی تو اوس کو کچھ پروا نہین ہے عمل تہوڑے ہون یا بہت۔

جب اہل اللہ یہ سمجھے کہ کوئی نبات جبتک کہ زمین کے نیچے نہ دبائی جائے جس کے اوپر پاؤن رہین اوسوقت تک وہ نہ اُگتی ہے اور نہ پروان چڑہتی ہے۔ تو اتہون نے اپنے نفوس کو سب کے لئے زمین بنادیا تاکہ جو نعمتین اصفیاء و اولیاء کو عطا ہوئی ہین وہ انکو بھی عطا ہون۔

بعضون کا محرمات مین اس لئے پڑنا کہ اہل زمانہ سے پوشیدہ رہین اوس شخص پر قیاس کیا جائے گا جسکو حالت اضطرار مین شراب کے سوا ایک لقمہ بھی حلق سے فرد ہونے کے قابل نہ ملسکے۔ یہ امام غزالی کا قول ہے۔ انہون نے لکھا ہے کہ جب یہ دُنیاوی زندگی کے لئے جائز ہے۔ تو جس سے اخروی زندگی فوت ہوتی ہو اوس کے لئے بطریق اولی جائز ہوگا۔ اس پر یہ اعتراض نہین ہوسکتا ہے کہ اس ارتکاب مین خرابی یہ ہے کہ لوگون کو مرتکبین کی نسبت سوء ظن مین مبتلا کریگا۔ اور یہ حرام ہے۔ کیونکہ ہم کہین گے کہ معاف کردینا درگزر کرنا اور مواخذہ نہ کرنا فقراء کے اخلاق مین داخل ہے بلکہ وہ تو بندون کے لئے رحمت ہین (مین کہتا ہون کہ) اگر بندہ درگزر کرے تو اللہ تعالی کا حق اسلئے باقی رہتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے حدود سے تجاوز کرتا ہے۔ اس لئے اشکال باقی رہتا ہے۔ واللہ اعلم

ہمارے علماؤں کا قول ہے کہ گوشہ نشینی صرف اوسی شخص کو جایز ہے جو اپنے دین کی فقہ حاصل کر چکا ہو۔ اور سلف کا معمول تھا کہ پہلے چالیس برس کی عمر تک علم مین مشغول رہتے تھے اسکے بعد اسلئے گوشہ نشین ہوتے تھے کہ جو کچھ سیکھتے تھے اوسپر عمل کرنے مین عزلت نشینی سے مدد ملے۔ فافہم۔

ہم جو خلوت کے قائل ہین اوسپر ہماری دلیل وہ خبر صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا مین خلوت نشین ہوا کرتے تھے کہ ناگاہ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلوت وہ حکم ہے جسپر وحی مترتب ہوئی اور حق کے آنے اور اللہ تعالیٰ کے نور کے ظاہر ہونے کا ذریعہ ہے۔

خلوت کی شرطون مین سے چلّہ ہے اور اسمین بڑی تاثیر ہے۔ اور اس گروہ نے چلّے اسلئے پسند کئے ہین کہ اتنے دنون مین نطفہ خون کی پھٹکی بعدہٗ لوتھڑا بعدہ صورت ہو جاتا ہے اور یہی مدت صدف کے اندر موتی بننے کی اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ کی ہے۔

کشف حسی وکشف خیالی کے درمیان فرق یہ ہے کہ جب تم کسی شخص کی صورت یا مخلوقات کے افعال مین سے کسی فعل کو دیکھو تو اپنی آنکھون کو بند کر لو۔ اسکے بعد اگر وہ کشف باقی رہے تو خیالی ہے۔ اور اگر تم سے غائب ہو جاے تو حسی ہے کیونکہ ادراک اوس سے اوسی جگہہ مین متعلق ہے جسمین تم نے اوسکو دیکھا ہے۔

جب وقت کی واردات وارد ہو تو اوسپر متوجہ ہو مگر اوسکے عاشق نہ بن جاؤ۔ کیونکہ اگر تم اوسکے عاشق ہو گئے تو ترقی سے محجوب ہو گئے۔

جب تمپر کوئی وارد آتے تو اوسکو تم محفوظ رکھو۔ کیونکہ جب تمہاری تربیت ہوگی تو تم کو

اوسکی احتیاج ہوگی۔ کیونکہ اکثر پیرون کو تربیت مین اسی وجہ سے دقتین پیش آتی ہین کہ جنکو مین نے بتایا اوسکی حفاظت مین کمی اور اوس سے احتراز کیا جاتا ہے۔

محالات مین سے ہے کہ قلب مین شہوت موجود ہو اور ملکوت وعرفان کا دروازہ کھلجائے جیساکہ محالات مین سے ہے کہ مشاہدہ کی حیثیت سے علم باللہ کا دروازہ کھلجاے اور عالم کے قلب مین ملکی وملکوتی اثر کا شمہ بہی موجود رہے۔

جب وارد خفت ولطافت کے ساتھ آئے اور اپنے پیچھے علم چھوڑ جائے تو وہ ملکی ہے۔ اور اگر بوجھ اور اعضا مین تھکن کے ساتھ آئے تو وہ شیطانی ہے اسکو سمجھ لو تو دونون مین فرق کرلوگے۔

جب یہ محسوس آئینہ کل رنگون سے خالی ہوتا ہے تو اوسمین موجودات کی صورتین نقش ہوتی ہین۔ یہی حال قلب کا بہی ہے کہ جب طبیعتون اور وہمون کے نقش سے خالی ہوگا تو اوسمین نور کی شعاعین چمکین گی اسلئے شہوات کے گہاس پہوس کو جلا ڈالو اور اوسکو غیب کی چیزون کے سامنے رکھو اور ماضی ومستقبل کا معائنہ کرلو۔

جو روشنی تمہارے سامنے ظاہر ہو وہ تو صرف تمہارے ذکر کا نور ہے جو تمہارے دل کے آئینہ مین چمکتا ہے۔

معنوی ناپاکی کی طہارت حسّی کی طہارت پر مقدم ہے۔ کیونکہ حسّی جنابت والے کو بعض اوقات معافی بہی ہے۔ لیکن معنوی مین مطلق معافی نہین۔ اسی لئے بہتیرے وسوسہ والون کو تم دیکھتے ہو کہ اونکو حضرت قدسیہ کی نسیم کی ہوا بہی نہین لگی ہے کیونکہ انکے دل کی بصیرت اندہی ہے۔ فافہم۔

طبیعات والے بہی دہریہ ہین جو اس بات کے قائل ہین کہ وجود طبیعت کے سوا عالم کا

کوئی صل نفع نہین ہے۔ اور علت والے فلسفی ہین جو قدم عالم کے قائل ہین۔ اور یہ سب تاریکیون ہین ہین۔ کوئی اوپر ہے اور کوئی نیچے۔

جتنی چیزین تمکو اللہ کی راہ دکھائین وہ نور ہین اور جو اوسکی راہ نہ دکھائین وہی ظلمت ہین۔ فتامل۔

بعضون کا جو یہ قول ہے کہ ہر چیز مین اللہ تعالیٰ کے اسما مین سے ایک اسم ہے۔ اسکے معنی انہون نے یہ بیان کئے ہین کہ یعنی سب چیزون کا وجود اللہ تعالیٰ کے اسماء کی طرف منسوب اونہین سے متعلق اور اون سے غیر خارج ہے۔ عام اس سے کہ وہ خیر و شر۔ نفع و ضرر۔ دینا نہ دینا کچھہ ہی کیون نہو۔

عارف ایسے مقام تک پہونچتا ہے کہ اوسکا خطاب اپنے غیر سے اوس قسم کا ہوتا ہے جیسا صفت کا اپنے موصوف سے پس اسکے ماتحت کو سمجھہ لو۔

وجود مین نہین ہے مگر وہی جو پہلے علم مین رہ چکا ہے قدرت نے اوسکو ایجاد کیا ارادہ نے اوسکو مخصوص کیا اور حکمت نے اوسکو ترتیب دیا ہے۔ اسلئے وجود کے ذرات اس شہود کے حکم سے خارج نہین ہین۔ پس غیر حق پر پردہ کیونکر ڈال سکتا ہی حال آنکہ اس اعتبار سے غیر منفی ہے اللہ اکبر دن نکل آیا اور کفار کے علی الرغم انوار روشن ہوگئے ؎

جب تجلی حق نے اپنی ذات کے پردہ سے کی

دیکھیان پھر تو اڑین حقا وجود غیر کی

پردۂ ہستی ہر اک مشہد سے غائب ہوگیا

شرک سے اپنے وجود حق کا اب دھبا چھڑا

موسیٰ علیہ السلام نے جب اوس نعمت سے جو کلام کرنے کی ان کو عطا ہوئی تھی بڑھ کر حق تعالیٰ سے رویت کی درخواست کی تو قبول نہ ہوئی اور کہا گیا کہ دو جو کچھ مین نے تجھکو دیا ہے اوسکو لے اور شکر گزار و نمین سے ہو جا،، اس لئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ کو مناسب نہین ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اوس سے زیادہ مانگے مگر تفویض کے ساتھ۔

مرید پر کشایش چند امرون سے ہوتی ہے کبھی امتحان کے لیئے کبھی مانوس کرنے کیلئے اور کبھی اوسکے قدم جما دینے کے لیے مرید کو چاہیئے کہ اس بات کی سخت کوشش کرے کہ اوسکی کوئی سانس باہر نہ نکلے مگر محمود کے ساتھ اور کوئی سانس اندر نہ جائے مگر محمود کے ساتھ۔ پس جب اوسکی یہ بات پوری ہو جاے تب وہ مرید ہے (مین کہتا ہون کہ) یہ ایسی بات ہے جو کوشش سے نہین حاصل ہوتی یہ تو صرف اوسکی بخشش ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خداے بخشندہ

واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے حق مین ،،این،، اسی لئے محال ہے کہ ،،این،، دوسرے این کا محتاج ہے۔ اس لیے تسلسل لازم آتا ہے۔ اور جسمین تسلسل لازم آئے وہ پایا نہین جا سکتا اور لفظ مجاز کے اطلاق سے یہ لازم آتا کہ وہی اوسکی حقیقت بھی ہو۔ اسلئے سمجھو اور جب تمنے معانی سمجھ لئے تو الفاظ مین کوئی جھگڑا نہین ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ معانی ہی کے ذریعہ سے ہمنے عبادت کی ہے نہ الفاظ کے ذریعہ سے ہر چیز اللہ کے سوا کھیل اور تماشا ہے چاہے جسقدر شہود تمکو اوس سے حاصل ہو پس ہر مقام کی ایک خاص گفتگو ہے۔ رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک

شخص کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑہتے سنا وفاکھۃ مما یتخیرون۔ ولحم طیر مما یشتہون
تو کہا کہ تب تو ہم بچے ہین کہ میوے اور گوشت سے خوش ہونگے۔ پس دیکھو کہ کیونکر
یہ غیر اللہ تعالیٰ سے خوش نہ ہوئین اور سمجہین کہ اوسکے سوا جو نعمت و بخشش ہے
وہ جہنجہنا ہے جس سے بچے جپ کئے جاتے ہین۔

دنیا مین حق تعالیٰ کو بصر (آنکھ) سے دیکھنے کا وقوع اوس شخص کے لئے جسکو اللہ تعالیٰ
چاہے عقلاً جایز ہے۔ اسکی تصریح شیخ ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی
ہے۔ اور اسپر کوئی محال لازم نہین آتا۔ اسلئے اے بہائی دیکھو ورطہ انکار مین نہ گرو
کیونکہ جو چیز محال ہو اوسکا سوال کرنا موسیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کے لئے یا پروردگار
کی صفات مین سے ایک صفت کو بیکار سمجہنا یا اوسکو نہ جاننا محالات مین سے ہے۔
چمگادڑ کو دن کی روشنی کے دیکہنے سے تو انوار کی کثرت و قوت ہی نے
باز رکہا ہے۔ فافہم۔

موسیٰ علیہ السلام کے قول رَبِّ أَرِنِي کے معنے مین انکا قول ہے کہ۔ اشارہ
کی زبان مین انظر الیک (مین تجہے دیکہون) ارنی (تو اپنے آپکو مجہے دکہا)
ہے۔ یعنی مین اپنے آپ سے غائب ہوکر تیری ذات کے قدس کو بذریعہ تیری
تنزیہ صفات کے دیکہون۔ کیونکہ تجہے تیرے سوا کوئی دیکھ نہین سکتا ہے
اور مجھ سے سایہ کو مٹا دے اور خیال کے وہم مین مجہے محجوب نہ رکھ۔

حضرت حق کا شہود حاضر کے اندازہ سے ہوتا ہے نہ حضرت کے۔ کیونکہ
حقائق ربانیہ کو بجمیع وجوہ انسانیت ادراک نہین کر سکتی۔ اسکو سمجہ لے تو تجہے
معلوم ہوگا کہ توحید کے مقامات مین حقائق تجرد کا رنگ بدلتا۔

تجلیات سے کل اطوار ہین جو کہنے کے قابل ہین اور جو کہنے کے قابل نہین ہین
دیکھنے والے کے اندازہ سے ہوتا ہے نہ مرئی کے اندازہ سے۔

جو لوگ اپنے نفس سے راضی ہونے والے ہین اونکی چکنی چپڑی باتون سے
حذر کرو خصوصاً اون لوگون سے جنہون نے علم کو اک پیشہ اور لوگون کے بڑے
بنکر حرام دنیا کو پہانسنے کا جال بنا رکہا ہے کیونکہ ایسے لوگ دنیا و آخرت دونون
کی بہلائیون سے محروم ہین۔ اور انکے صفات ناپسندیدہ اور ان کے احوال ناشایستہ
ہین۔ لوگون مین نہ انکی کوئی عزت ہے اور نہ انکی کوئی بات مانی جاتی ہے۔ خوش پوشاکی
کو ان لوگون نے اپنا شعار بنا لیا ہے اور اسی پر انکو اس درجہ تکبر ہے۔ اور شیخ تاج الدین رضی اللہ تعالی
نے حکم مین کہدیا ہے کہ اوس جاہل کی صحبت جو اپنے نفس سے راضی نہو اوس عالم کی صحبت سے
نام کتاب
بہتر ہے جو اپنے نفس سے راضی ہو۔ فافہم۔ اور جو کچھہ مین نے تجربہ کیا اور اوسکو درست
پایا یہ ہے کہ جو شخص اپنی حاجت روائی اور مصیبتون سے رہائی چاہے اوسکو
لازم ہے کہ لوگون کو اوسپر مطلع کرنے سے پہلے اوس امر کو اللہ تعالی کی طرف رجوع
کرے جو شخص سب سے پہلے اللہ تعالی ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اوسکی نسبت
اللہ تعالی کی یہی عادت جاری ہے۔ اسی پر عمل کرو۔ یہ گوگرد سرخ اور کامیابی
یعنی مطلب برآری کی
قریب ہے اور اسمین مدد دینے والا صبر ہے۔

یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نگل گئی تو اونکی روح قارون کی روح سے ملی
اور انہون نے قارون کو نیچے اوترتے دیکھا۔ اوس نے یونس علیہ السلام سے کہا
کہ اے یونس اپنے کام کے اول ہی مین اپنے رب مین لٹک جا وہ تجھے نجات دیگا
اسپر یونس علیہ السلام نے اوس سے پوچھا کہ "اور تو بھی" اوس نے کہا کہ مین تو

اپنے خالہ زاد بھائی موسیٰ میں لٹکا تھا اسلئے اللہ نے مجھے اوسی کے حوالہ کیا اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر عتاب فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ مجھسے فریاد کرتا تو میں ضرور اوسکی فریاد کو پہونچتا۔

اپنے رب کے ساتھ اوسکے جمال وجلال کی محبت کی حیثیت سے حسن ظن رکھو کیونکہ یہ اوسکے وہ اوصاف ہیں جنمیں تحول نہیں ہے اور اس وجہ سے اوسکے ساتھ حسن ظن نہ رکھو کہ اوس نے تمپر احسان کئے ہیں۔ کیونکہ اکثر تم سے موقوف ہو سکتا ہے اوسوقت تمکو اوس سے بدگمانی ہوگی اسلئے سالک کو اس مقام کی علت سے عذر کرنا چاہیئے

جو لوگ کہ اشباح کے ساتھ سیر کرنے والے ہیں اونکی سیر کی غایت اللہ تک ہے اور جو لوگ ارواح کے ساتھ سیر کرنے والے ہیں اونکی سیر کی بدایت دو فی اللہ ہے یعنی اوسکے عجائب قدرت کے تنزہ میں ہے۔ پس اول الذکر کی سیر ختم ہو جاتی ہے اور آخر الذکر کی سیر ختم ہی نہیں ہوتی۔ ایکمرتبہ شیخ ابو الفتح واسطی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ زہد والے اماموں کے گروہ کی نسبت جو اس امت کے فلان فلان اور فلان سردار تھے کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اپنی اخروی شہوات کے لئے اپنی دنیوی شہوات سے الگ ہو گئے تھے۔ مگر فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کہاں۔ اور جب شبلی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا قول منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ سنا تو بڑے زور سے ایک چیخ ماری اور کہا کہ پھر وہ کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قول کلوا واشربوا کہاؤ اور پیو ہ کے بارے مین یہ کہتے ہین
کہ اس کا ظاہر اگرچہ انعام لیکن اسکا باطن انتقام اور ابتلاء و امتحان ہے تاکہ اللہ تعالیٰ
دیکہہ لے کہ کون اوسکے ساتھ اور کون اپنے حظ نفس کے ساتھ ہے۔ پس احکام باطن
کی باریکیون کو سمجھو اور ظاہری رخصتون کے دہوکے مین نہ آؤ۔ تب سمجہہ والے
عارفون مین سے ہوگے۔

اے مرید جب تجکو کوئی صاحب حال نہ ملے تو صاحب قال کا دامن پکڑ
فان لم یصبہا وابل فطل بوندی نہین تو شوربا ہی سہی۔ مگر ایسے شخص کی
صحبت سے حذر کرنا چاہیئے جسمین نہ قال ہو نہ حال۔

فقیر پر واجب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ مین بہائی چارہ کرے تو اپنے حال مین
اوس بہائی کو آدہے کا شریک کرے جیسا کہ انصار نے مہاجرین کے ساتھ سلوک
کیا تہا جب یہ اونکے پاس محتاجی کی حالت مین مدینہ آئے تہے۔ پس جو شخص
اللہ کی راہ مین اخوت کا دعویٰ کرے اوسکو اسی میزان سے تولو۔

حقیقت مین تمہارا بہائی وہ ہے جو ذوق اور افہام کی مد مین تمہاری موافقت
کرے نہ وہ جو ایک ماں سے پیدا ہوا ہو۔

جو شخص مرکز عالی تک ترقی کرتا ہے اوسکے معنوی مشکل کم اور اوسکے دقائق نفیسہ
اکثر فہمون کے نزدیک بلند و مبہم ہوتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ عارفین کاملین
کے پیرو بہت کم ہوتے ہین۔

ادب یہ ہے کہ بندہ یہی کہے کہ فلان شخص میرے اصحاب مین سے ہے گو اوس سے
بدرجہا کم ہو۔ اور اگر اوسکے برابر یا اوپر ہو تو چاہیئے کہ کہے کہ مین اوسکا خادم یا اوس کا

مرید ہون ۔ سلف کی یہی روشن تھی۔
جسنے کسی بزرگ کامل کی خدمت کی ہو اور ادسکو کہو بیٹھا ہو اوسکو لازم ہے کہ
کسی اور کی خدمت نہ کرے مگر اوس صورت مین کہ یہ اوس سے زیادہ کامل ہو۔
ورنہ اپنی صحبت اللہ تعالی کے ساتھ رکھے۔
پیرون پر فقراء مین سے کسی کی خدمت گران نہین گذرتی ہے مگر کسی علت کی وجہ
سے جسکو خادم اون سے پوشیدہ رکھے۔ اور یہ ایسی علت ہے جس سے صرف
وہی شخص بچا رہتا ہے جو اللہ کے پاس قلب سلیم لیکر آتا ہے۔ اور اگر وہ خادم اوس
علت کو اونپر ظاہر کردے تو اکثر یہی ہوگا کہ وہ اوسے اوسکی دوا بتاوینگے یا ادسکی
سفارش کرینگے اور اللہ تعالی اوسکو لوح سے مٹا دیگا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اوسکے بارہ مین شفاعت کرنے کی درخواست کرینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شفاعت کرینگے البتہ ایسی صورت کی مین نہین کہتا جسمین قضاء مبرم ہو جو پلٹ
نہین سکتی۔ سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مرید کی نسبت دیکھا
کہ اوسکو ایک عورت سے ستر بار زنا کرنا ضروری ہے تو عرض کیا کہ اے پروردگار
اس کا وقوع حالت خواب مین ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
مین نے مصاحبت و مجالست کے جو آداب پسند کئے ہین وہ یہ ہین کہ جب دنیادار
کے ساتھ بیٹھو تو اون سے ایسی باتین کرو جن سے وہ مال و متاع سے دل برداشتہ
ہو جاوے اور آخرت کی عظمت اوسکے دل پر بیٹھے اور جب اہل آخرت کی ہمنشین
ہو تو قرآن کی نصیحت اور آداب سنت اور دارالبقا کی عظمت کی باتین کرو۔ اور
جب بادشاہون کی صحبت مین بیٹھنے کا اتفاق ہو تو اونکا ادب ملحوظ رکھکر اور اونکے

مال و دولت سے پارسائی اختیار کرکے انصافوروں کی سیرت اور عقلاء کی سیاست کی گفتگو کرو۔ اور جب علماء کی مجلس مین بیٹھو تو اون سے کلام کرنے مین مذاہب معلومہ کے متعلق صحیح روایتوں اور مشہور قولوں سے کام لو اور حق پر کہ ہوا و ہوس سے گفتگو کرو اور اونکا جو قول اور اچھوتی سمجھہ صواب کے موافق ہو اوسمین انصاف کو راہ دو۔ اور جدال اور ایسی خودنمائی کو جس سے بڑائی کی محبت ظاہر ہو راہ نہ دو۔ اور جب صوفیون کی صحبت مین بیٹھو تو ایسی باتین کرو جو اونکے احوال حقانیہ کی شاہد ہون اور اون سے انکار کرنے والون کے مقابلہ مین حجت ہون اور اسکے ساتھ ظاہر کے قبل باطن کے آداب کا پاس کرو۔ اور جب تم عارفون کے جلیس بنو تو جس قسم کی باتین چاہو کرو کیونکہ انکے پاس ہر چیز مین معرفت کا ایک رخ موجود ہے۔ لیکن اون سے کلام کرنے کی دو شرطین ہین پاس حرمت اور پاس ادب۔ اور انکی بارگاہ رنگریز کی دوکان ہے جو معنی لیکر اونکے پاس جاؤگے وہی لیکر اونکے پاس سے باہر آؤگے۔ اونکی نسبت جیسا شہود تمکو ہوگا وہی تمہارا پیرایہ ہوگا اور جس لباس مین تم وہان جاؤگے اوسی مین لوٹ آؤگے۔ اچھا ہوگا تو اچھا اور برا ہوگا تو برا۔

اس گروہ کے لوگون کی تعداد بڑہانے کی برابر کوشش کرتے رہو کیونکہ جس نے کسی گروہ کی تعداد بڑہائی وہ اونہین مین سے ہے۔

مینے اپنے پیر ابو عثمان مغربی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب کوئی آدمی ولی کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو وہ ولی اوسکو پہچانتا ہے اور جب اوسکو سلام کرتا ہے تو اوسکے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور جب اوسکی قبر پر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ بھی اوسکے ساتھ

ذکر کرتا ہے خصوصاً جبکہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور جار زانو
ہو کر اوسکے ساتھ ذکر کرتا ہے بعدہٗ شیخ ابو المواہب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اور عارفون
کے دل ہرگز ایسے نہین ہوتے کہ بے سمجھے خبر دین - اور معلوم ہے کہ اولیاء تو صرف
ایک گھر سے دوسرے کی طرف نقل کرتے ہین اسلئے مرنے کے بعد اونکی ویسی ہی
حرمت کرنی چاہیئے جیسی زندگی کی حالت مین اور ممات کے بعد بھی اونکا ویسا ہی
ادب کرنا چاہیئے جیسا حالت حیات مین - اسلئے نہ اون سے دو قدم برہنہ پیر پہنا
جایز ہے اور نہ اونکی قبر پر پانون سے چلنا - اور ولیون کے ساتھ برتاو نہ کرو مگر ادب
کے ساتھ حالت حیات مین بھی اور حالتِ وفات مین بھی اور جب ولی مرتا ہے
تو کل انبیاء و اولیاء کی روحین اوسپر نماز پڑھتی ہین - اور اسی اصول پر جسکو ہمارے
شیخ نے بیان کیا ہے صاحب حقائق والدقائق کا قول ہے کہ صوفی اس سے
بری ہین کہ مر جائین -

بعض اولیاء اپنے سچے مرید کو اپنے مرنے کے بعد اپنی زندگی کی حالت سے زیادہ
فائدہ پہونچاتے ہین - اور بعض بندے ایسے ہوتے ہین کہ خود اللہ تعالی بغیر کسی
واسطے کے اونکی تعلیم کو انجام فرماتا ہے - اور بعض کو اپنے بعض اولیاء کے واسطہ
سے تعلیم کرتا ہے گو وہ مردہ اپنی قبر مین کیون نہو مگر وہ قبر ہی سے اپنے مرید کی تعلیم
کرتا ہے اور مرید قبر سے اوسکی آواز سنتا ہے - اور اللہ تعالی کے کچھ ایسے بندے بھی
ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس
نفیس بغیر کسی واسطہ کے اونکو تعلیم کرتے ہین -

مین نے اپنے شیخ ابو عثمان رضی اللہ عنہ کو پڑہاتے وقت علی رؤس الاشہاد یہ کہتے سنا

کہ اللہ تعالی لعنت کرے اوس شخص پر جو اس طریق کا انکار کرے اور جس شخص
کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہو اوسکو چاہیئے کہ ایسے شخص پر لعنت بہیجے۔
جسنے اس طریق پر اعتراض کیا اوسکو کبہی فلاح نہوگی اور مینے اپنے شیخ ابو عثمان
سے سنا وہ کہتے تہے کہ الم نشرح و اما بنعمۃ ربک فحدث کے بعد اسی اشارہ کیلئے
آیا ہے کہ جسنے نعمت کو بیان کیا اللہ تعالی نے اوسکے سینہ کو کہول دیا۔ گویا اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ جب تو نے میری نعمت کا بیان کیا اور اوسکو شایع کیا تو مین نے
تیرے سینہ کو کہولدیا۔ بعدہٗ شیخ ابو المواہب نے کہا کہ اس کلام کو گرہ مین باندہ رکہو
کیونکہ ایسی باتین صرف ربانیون سے ہی سننے مین آتی ہین۔
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے خواب مین دیکہا کرتے تہے۔ اور
کہتے تہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ مجہے جہٹلاتے
ہین کہ میرا آپکو دیکہنا صحیح نہین ہے اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین
اللہ تعالی کی عزت وعظمت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ جو شخص اسپر ایمان نہین لایا
یا جس نے اسبارہ مین تجکو جہٹلایا وہ نہ مریگا مگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہوکر۔ یہ مضمون
شیخ ابو المواہب رضی اللہ عنہ کی قلم کی لکہی ہوئی تحریر سے منقول ہے۔
ان کا بیان ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۸۲۵ھ ہجری مین جامع ازہر
کی چہت پر دیکہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک میرے قلب پر
رکہا اور فرمایا کہ اے میرے بیٹے غیبت حرام ہے کیا تو نے اللہ تعالی کا قول
وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا نہین سنا ہے۔ اور میرے پاس ایک جماعت
بیٹہی تہی اوس نے بعض لوگون کی غیبت کی تہی۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایاکہ اور اگر تمکو غیبت سننے سے کوئی چارہ نہو تو سورۂ اخلاص
اور معوذتین پڑھو اور ان کا ثواب اوس شخص کی نذر کردو جسکی غیبت ہوئی ہے
کیونکہ غیبت و ثواب متوارث و متوافق ہوجائینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔
اور یہ کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ انحضرت صلی اللہ وسلم
نے مجھ سے ارشاد فرمایاکہ ہاتھ لاؤ مین تیری بیعت لے لون مین نے عرض کیاکہ یا رسول اللہ
مجھمین اسکی قدرت نہین ہے۔ مین ڈرتا ہون کہ مبادا اس بیعت کے بعد مجھ سے
کوئی معصیت وقوع مین آئے۔ انحضرت نے فرمایاکہ تو اپنا ہاتھ دے اور مجھ سے
بیعت کرے اور اگر کوئی خطا و لغزش واقع بھی ہوگی اور تو اوس سے توبہ کرے گا
تو تجھے ضرر نہ کریگی گویا آنحضرت صلی اللہ اسکی طرف اشارہ فرماتے تھے کہ کبھی اللہ تعالیٰ
اسلئے بندہ کے حال کو درست کردیتا ہے کہ اوسکے ذریعہ سے اوس رخنہ کو بند
کرے جو اوسکے دین مین غرور و تکبر اور اسی قسم کی باتون سے واقع ہو۔ یہ بھی اونہین
کے قلم کی تحریر سے منقول ہے
یہ کہتے ہین کہ میرے پاس ایک جماعت مجھ سے یہ راستہ سیکھنے کو آئی اور
مین نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے فرمایاکہ اس جماعت
کو تجھپر اعتقاد نہین ہے انمین سے صرف ایک کو تھوڑا سا اعتقاد ہے وہ تجھے
کانی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکا خاتمہ بخیر کریگا اور یہ اسلام پر مریگا۔
یہ کہتے ہین کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصوف کا خرقہ پہنایا۔
مینے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھے ارشاد فرمایاکہ سوتے
وقت پانچ بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور پانچ بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پڑھ لیا کرو بعدہٗ کہو کہ بار خدایا بحق محمدؐ مجھے محمدؐ کا چہرہ حال و مآل مین دکھلا پس جب تو سوتے وقت اسکو کہہ لیگا کہ مین تیرے پاس آونگا اور ہرگز اس مین تخلف نہوگا۔ بعدہٗ یہ کہتے ہین کہ جسکو اسپر ایمان و اعتقاد ہوا اسکے لیے یہ کیا ہی عمدہ منتر اور کیا عمدہ معنی ہین۔ یہ اُن کے لفظ سے منقول ہے۔

مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے نہ چھوڑین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک کہ تو کوثر پر نہ جائیگا اور اوسکا پانی نہ پیئے گا ہم تجھے نہین چھوڑینگے۔ کیونکہ تو سورہ کوثر پڑھتا اور مجھپر درود بھیجا کرتا ہے۔ درود کا ثواب تو مینے تجھے بخشدیا اور کوثر کا ثواب تو اپنے لیئے رہنے دے۔ اسکے بعد فرمایا کہ جب کبھی اپنے عمل کیطرف تیرا خیال جائے یا کوئی خلل تیرے کلام مین واقع ہو تو اسکا کہنا ترک نہ کر۔ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ واسالہ التوبۃ والمغفرۃ انہ ھو التواب الرحیم یہ اونکے لفظ سے منقول ہے۔

یہ کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تو ایک لاکھ کی شفاعت کریگا۔ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس بات سے مین اسکا سزاوار ہوا۔ ارشاد ہوا کہ تو نے اپنے درود کا ثواب جو مجھے بخشدیا۔

ایک مرتبہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے مین اپنا وظیفہ پورا کرنے کے لئے جو ایک ہزار مرتبہ تھا جلدی کی۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہین ہے کہ عجلت شیطان کا کام ہے بعدہٗ ارشاد

ہوا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل کے ساتھ کہا کر والبتہ جب وقت تنگ ہو تو عجلت مین مضائقہ
نہین ہے پھر فرمایا کہ اور یہ جو تجھ سے مین نے بیان کیا افضیلیت کی صورت
ہے ورنہ جس طرح پر درود بھیجو وہ درود ہی ہے۔ اور سب سے بہتر یہ ہے کہ تو اپنی
درود سے پہلے صلواۃ تامہ پڑھ لیا کرے گو ایک ہی بار کیون نہو۔ اور اسیطرح ختم بھی
صلواۃ تامہ ہی پر کیا کر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ صلواۃ تامہ
یہ ہے اَللّٰھُمَّ صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما صلیت
علی سیدنا ابراھیم وعلی آل سیدنا ابراھیم وبارک علی سیدنا
محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراھیم
وعلی آل سیدنا ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید السلام
علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ اُن کے لفظ سے منقول ہے۔

مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تیرا شیخ ابوسعید صغروی مجھپر درود نامہ بھیجا کرتا ہے اور اسکی کثرت کرتا ہے
اوس سے کہہ کہ جب درود ختم کرے تو اللہ عزوجل کی حمد کر کیا کرے۔

مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپنے فرمایا کہ جب تجھے
کوئی ضرورت پیش آئے اور تو اوسکا رفع ہونا چاہے تو نفیسہ طاھرہ کی
منت کر گو ایک ہی بیسار کیون نہو بس تیرا مطلب برآئیگا۔

سلطان کے مال مین سے لیا کرو مگر اوسکے حواشی کے مال مین سے نہ ہو۔ کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ مین سلطان جقمق کے پاس جاؤن
اور اوس سے کچھہ دنیا طلب کرون۔ چنانچہ مین اوسکے پاس گیا اور اوس نے
مجھے سو دینار دیئے اور مجھ سے معذرت کی کہ میرے پاس اسیقدر موجود تھے۔
یہ بہت گریہ کرنے والے غمگین رہنے والے اور خدا سے ڈرنے والے تھے
بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ یہ کسی کو روتے سنین اور اوسکے ساتھہ نہ روئین۔ یہ کہتے ہین
کہ مین نے مصر مین ایک عورت کو دربدر پھرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نعت گاتے ہوئے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا حال پوچھا
ارشاد ہوا کہ وہ بہت بڑی ولیہ ہے لیکن اپنے محبوب کے ذکر پر اوس نے پردہ
ڈال رکھا ہے کیا تو نے اوسکو نہین دیکھا ہے کہ وہ اپنے کلام مین سنجیدہ ہی
ذکر لایا کرتی ہے۔

یہ کہتے ہین کہ مجھ سے اور جامع ازہر کے ایک شخص سے صاحب بردہ
رحمہ اللہ تعالی کے اس شعر مین ؎

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر وانہ خیر خلق اللہ کلھم

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین علم کی رسائی یہین تک ہے کہ بشر اور سارے
خلق اللہ سے بہتر تھے) جھگڑا ہوا۔ اوس شخص نے کہا کہ شاعر کا یہ قول بے دلیل محض
ہے۔ مین نے اوس سے کہا کہ اسپر اجماع منعقد ہوا ہے۔ مگر وہ اپنے خیال سے
نہ پھرا۔ اسکے بعد مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ جامع ازہر کے منبر
کے پاس بیٹھے ہوئے ہین اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ساتھہ ہین۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ ہمارے حبیب کو مرحبا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جانتے ہو کہ آج کیا واقعہ پیش آیا۔ اُنہون نے کہا کہ نہین یا رسول اللہ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ فلان مُرونی کا اعتقاد یہ ہے کہ فرشتے مجھ سے افضل ہین۔ اسپر سب نے بیک آواز کہا کہ نہین یا رسول اللہ روے زمین پر کوئی بھی آپ سے افضل نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون سے فرمایا کہ پھر فلان مُرونی کو کیا ہو گیا ہے جو زندہ نہین رہنے کا اور اگر زندہ رہا بھی تو ذلت گمنامی و تنگ حالی مین رہیگا اور دنیا و آخرت مین ناپرسان رہے گا اوسکا اعتقاد یہ ہے کہ میرے افضل ہونے پر اجماع نہین منعقد ہوا ہے کیا وہ نہین جانتا کہ اہل سنت سے معتزلون کی مخالفت اجماع مین مخل نہین ہے۔

یہ کہتے ہین کہ اک دوسری مرتبہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو صیری کے قول ع فمبلغ العلم فیہ انہ بشر کے معنی یہ ہین کہ آپکی نسبت اوس شخص کے علم کا منتہی جسکو آپکی حقیقت کا علم نہین ہے یہ ہے کہ آپ بشر ہین ورنہ روح قدسی اور قالب نبوی کے ساتھ آپ ان سب باتون سے پرے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا اور مین نے تیرا مطلب سمجھ لیا۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین زیارت ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تیری مجلس کیسی عمدہ ہے جتنے لوگ اوسمین حاضر ہوئے سب کو اللہ نے بخشدیا جسکی وجہ یہ تھی کہ پڑھنے والے کے فارغ ہونے کے بعد تم لوگون نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔

ایک مرتبہ مین نے دیکھا کہ میرے کپڑون کے بیچ مین کالا سانپ گھس آیا

تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوسکے بارہ مین پوچھا ارشاد ہوا کہ وہ کالا سانپ تمہارا فلان یار ہے۔ تمہارا خیال
اوسے آگیا اور وہ تمکو ستانے کے لئے واپس آگیا اور اگر اوسے تمہارا خوف نہ ہوتا
تو وہ کوئی دقیقہ تمہارے ستانے کا اُٹھا نہ رکھتا۔ چنانچہ جیسا آنحضرت نے
فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

سیدی یحییٰ بن ابی الوفا نے میری کُنیت ابو عابد رکھی تو مین نے سیدی علی رضی
اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا اور اُنھون نے مجھسے کہا کہ یہ کنیت تیرے مناسب
نہین ہے۔ یہ کنیت تو بوجھ اوٹھانے والون کے لائق ہے۔ مینے تمہاری کنیت
ابو حامد رکھی ہے۔ اِسکے بعد مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ آپنے ارشاد فرمایا کہ مین نے اپنے ہان تیری کنیت ابو حامد رکھی ہے اور
ایسا ہی آسمان مین ہے اور تو بنی وفا کے دائرہ مین داخل ہو چکا ہے اور تیرا
مقام بڑا ہے اور تو ولی ہے۔

مینے اپنے شیخ ابو سعید صفروی رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی تھی کہ مجھے
اپنے قدم چومنے دیجئے۔ مگر وہ مجھسے اسکا وعدہ کرتے اور یہ کہتے رہے کہ وقت
آنے دو۔ لیکن جب اُنھون نے ۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری مین وفات پائی
تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپنے مجھسے ارشاد
فرمایا کہ اپنے شیخ سے ایفاے وعدہ کی درخواست کر۔ چنانچہ اونکی روح قبض
ہوجانے کے بعد مینے اونکے قدم لئے اونکو بوسے دئے اور اون سے کہا کہ یا
سیدی یہ آپکا ایفاے وعدہ ہے اور جیسی آپکی حسرت حالت حیات مین

تھی ویسی ہی وفات کے بعد بھی ہے۔
مینے اپنے شیخ ابو سعید صفر دی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیا مین اپنے یارون کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤن اور خاصکر اون لوگون سے کنارہ کش ہو جاون جو مجھے ایذائین دیا کرتے ہین انہون نے کہا کہ انکو نہ چھوڑو اور ظاہری خوبی کے ساتھ اون سے ملتے جلتے رہو اور اون سے عمدہ برتاؤ کرو اور جس حالت مین تم ہو اوسی پر رہو۔ اسکے بعد مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو مین نے اپنے پیر کے قول کی نسبت پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونکا کہنا صحیح ہے اور اپنے شیخ کے طریقہ پر چلو۔
ان کا بیان ہے کہ ایک مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت موقوف رہی اسکا مجھے غم ہوا۔ اسلئے مین اپنے قلب سے اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہوا کہ میرے بارہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکے پاس جلوہ افروز ہوئے۔ انہون نے کہا کہ لو زیارت کر لو۔ مین نے دیکھا تو مجھے نظر نہ آئے اس وجہ سے مینے کہا کہ مین نے تو نہین دیکھا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ اسپر ظلمت چھاگئی ہے۔ اور بات یہ تھی کہ اوس زمانہ مین ایک جماعت کو مین فقہ پڑھایا کرتا تھا اور بعض علماء کے دلائل کو سست و کمزور ثابت کرنے مین مجھ سے اور اوس جماعت سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ بالآخر مینے فقہ کا شغل چھوڑ دیا تب مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فقہ تو آپکی شریعت کی چیز ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہے تو سہی لیکن اسمین اسکی

ضرورت ہے کہ ائمہ کے درمیان ادب کا لحاظ رکھا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین میرے منھ مین اپنا لعاب دہن دیا۔ تو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس لعاب کا فائدہ کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اسکے بعد جس مریض کے منھ مین تم اپنا لعاب دہن دوگے وہ ضرور صحیح ہو جائیگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا خواب مین دیکھنا بند ہو گیا۔ اسکے بعد مین نے دیکھا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا کیا گناہ ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تو مجھے دیکھنے کا اہل نہین ہے کیونکہ تو لوگون کو ہمارے اسرار پر مطلع کر دیا کرتا ہے اور واقعہ یہ تھا کہ مین نے اپنے ایک بھائی سے اپنا کچھ خواب بیان کیا تھا بالجملہ مین نے توبہ کی تو اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا۔

اور یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگون کے ایسے جلسون مین بیٹھتا ہے جسمین غیبت ہوتی ہے اور اوس سے اُٹھ نہین جاتا مین اوس سے ملا نہین کرتا۔

مینے ایکمرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مجھے ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ کیسی غفلت کیسی نیند اور کیسی روگردانی ہے!! تجھے کیا ہو گیا ہے جو تو نے قرآن کی تلاوت چھوڑ دی ہے قرآن کے مقابلہ مین یہ ذلیل وظیفے کیا چیز ہین۔ ہرگز ایسا نہ کر۔ بلکہ ہر روز تلاوت کیا کر مگر روزانہ دو حزب سے کم نہو۔ شیخ کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ اوس دن سے شیخ نے کبھی قرآن کی تلاوت ناغہ نہ کی اور بعض آیتون کو بار بار پڑھتے اور اس قدر روتے تھے کہ رخسارون اور ڈاڑھی پر سے آنسو بہتے تھے اور اسقدر آہ آہ کرتے تھے کہ انکے وجد اور گریہ کی شدت کو

دیکھکر کسی شخص کی جرات نہوتی تھی کہ ان کے سامنے کچھ بات کر سکے۔ اور یہ نماز نفل کے سلام و دعا کے بعد کثرت سے سجدہ شکر کیا کرتے تھے۔

اور یہ کہتے ہین کہ ایکمرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے جتنے درود آپ پر بھیجے ہین اونکا اور اپنے فلان فلان اعمال کا ثواب مینے آپکو بخشدیا اگر حضور کے اوس قول کا یہی مطلب ہو جو حضور نے اوس سائل سے فرمایا تھا جسنے پوچھا تھا کہ کیا مین اپنے کل درود کا ثواب آپکے لئے کردون حضور نے اوسکے جواب مین فرمایا کہ "تو تب تمہارا غم دور ہوجائیگا اور تمہارے گناہ بخشدیئے جاینگے" اسکے جواب مین مجھے ارشاد ہوا کہ ہان میرا یہی مطلب تھا لیکن فلان فلان عمل کا ثواب اپنے لئے رکھہ چھوڑ کہ مجھے اسکی ضرورت نہین ہے۔

مین نے ایکمرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آنحضرت نے میرے منہ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ مین اس منہ کو بوسہ دیتا ہون جو ہزار بار دن کو اور ہزار بار رات کو مجھپر درود بھیجتا ہے۔ اسکے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا اگر انا اعطینٰک الکوثر تیری رات کا وظیفہ ہوتا۔ بعدہ مجھسے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کر اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ کُرُبَاتِنَا اَللّٰھُمَّ اَقِلْ عَثَرَاتِنَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ زَلَّاتِنَا (خداوندا ہماری سختیون کو دور کر۔ خداوندا ہماری غلطیون سے درگذر کر۔ خداوندا ہماری لغزشون کو دور کر) اور مجھپر درود بھیج اور وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین کہہ

اور ان کا قول ہے کہ کبھی مدد نہین آتی ہے مگر ذلت حاصل ہونے کے بعد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ[1]

(اور درحالیکہ بدر میں تمہاری مدد کرہی چکا تھا اور اسوقت تم ذلیل تھے)

یہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے خواب مین دیکھا تو پوچھا کہ یا رسول اللہ جو شخص آپ پر ایکبار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اوسپر دس بارہ درود بھیجتا ہے تو کیا یہ اُسکے لئے ہے جو حضور قلب سے درود پڑہے تو آنحضرت نے فرمایا کہ نہین یہ تو اوس شخص کے لئے ہے جو غفلت کے ساتھ مجھپر درود بھیجے اور اللہ تعالیٰ اسکو پہاڑون کے مانند فرشتے عطا فرماتا ہے جو اسکے لئے دعا کرتے اور بخشایش چاہتے ہین - اور جو حضور قلب کیساتھ درود پڑہنے اوسکے اجر کو اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا -

مینے ایکمرتبہ ایک مجلس مین کہا کہ محمد بشر ہین مگر اور بشر کی طرح نہین بلکہ وہ پتھرون مین یاقوت ہین اسکے بعد مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو مجھسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو اور جتنے آدمی اس قول مین تیرے ہم زبان تھے سب کو بخشدیا جب سے یہ مرتے دم تک ہر مجلس مین یہ کہا کرتے تھے -

اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اپنے فلان فلان اصحاب کی یہ یہ کنیتین قرار دے اور فلان کی کنیت ابوالنظور رکھہ کیونکہ وہ عورتون کے کہلے ہوئے حصون پر نگاہ ڈالتا ہے مگر اسکا وبال تجھپر نہین ہے -

اور مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو عرض کیا

---

[1] چوتھے پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ آل عمران کی ایکسو تیئیسوین آیت)

کہ یا رسول اللہ میں علم تصوف میں طفیلی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گروہ کا کلام پڑھا کرو کیونکہ اس خوان نعمت کا طفیلی ہی ولی ہوا کرتا ہے اور جو اسکا عالم ہوتا ہے وہ ایسا ستارہ ہے جو ادراک میں نہیں آتا یہ انکے لفظ سے منقول ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا کہ میں مردہ نہیں ہوں میرا مرنا یہ ہے کہ جسکو اللہ کا علم نہیں ہے اوس سے میں پوشیدہ ہوں اور جسکو اللہ کا علم ہے اوسکو میں دیکھتا ہوں اور وہ مجھے دیکھتا ہے۔

مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اس حدیث مشہور کے معنی مینے پوچھے "اللہ کا ذکر یہانتک کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے" اور صحیح ابن حبّان میں ہے کہ "اللہ کے ذکر کی یہانتک کثرت کرو کہ لوگ کہیں کہ دیوانہ ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن حبّان اپنی روایت میں سچا ہے۔ اور پہلی روایت کا راوی بھی سچا ہے کیونکہ دونوں میرے ہی قول ہیں ایکمرتبہ مین نے یہ کہا تھا اور ایکمرتبہ وہ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت سے میں مشرف ہوا تو مجھے ارشاد ہوا کہ حاسدوں سے نہ ڈر کیونکہ اگر وہ تجھ سے مکر کرینگے تو اللہ عزوجل اون سے مکر کرے گا۔ کیا تو نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا ہے انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا ۱ بیشک یہ داؤچل رہے ہیں اور ہم داؤچل رہے ہیں۔ تو کافروں کو مہلت دو۔ انکو تھوڑی ہی مہلت دو۱

---

۱ تیسویں پارہ کا گیارھواں رکوع (سورہ طارق کی اخیر تین آیتیں)

اور ایک عارف نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے
ہین کہ شیخ ابو المواہب آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انکے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اونھون نے اس واقعہ کو شیخ ابو المواہب سے بیان
کیا۔ انھون نے عارف موصوف سے کہا کہ اسکو پوشیدہ رکھو کیونکہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم وجود کی روح ہین اور صرف اوسی کے لئے کھڑے ہوسکتے ہین جسکے لئے
وجود اٹھ کھڑا ہوا۔

اُن کا قول ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت چاہے اوسکو لازم ہے
کہ اولیا اللہ کی صحبت کیساتھ شب و روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی
کثرت کرے ورنہ اوسکے لئے رویا کا دروازہ بند ہے۔ کیونکہ وہ لوگون کے سردار ہین
اور اونکے ناراض ہونے سے ہمارا پروردگار ناراض ہوتا ہے اور علیٰ ہذا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان کا قول ہے کہ اولیاء اللہ کو بہت سے ایسے امور کی اطلاع ہوتی ہے
جنکی علماء کو اطلاع نہین ہوتی۔ اسلیے جسکو اپنا دین پیارا ہو اوسکے لئے ادب
و تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہین ہے۔

فقراء کی صحبت کو کبھی ہاتھ سے نہ دو اور کچھ نہین تو قیامت کے دن وہ تمہارا ہاتھ ہی پکڑ لینگے
حالانکہ وہ تو دار دنیا مین اپنے اصحاب کے مصائب و آلام و رنج اپنے اوپر
لیتے ہین۔ اور جو برزخ مین انکے پاس آتا ہے اوس سے فرحت و خاطر داری
سے پیش آتے ہین۔

فقیر کو لازم ہے کہ اپنے بھائی سے یہ باہمی معاہدہ کرے کہ دونون مین سے

جو شخص اللہ تعالی کے حضور مین پہلے پہونچے وہ دوسرے کیلئے اپنے پروردگار کے پاس وسیلہ بنے
مومن کو دیکھو کہ جب حق تعالی کے نام المومن سے متخلق ہونے کی حیثیت سے
حق تعالی کا مصاحب ہوا تو آگ کو اوسپر قدرت نہ رہی یہ اوس سے کہیگی کہ اے
مومن یہان سے آگے بڑہجا کیونکہ تیرے نور نے میری بہبک کو ٹھنڈا کر دیا۔
ہمنے سنا ہے کہ قیامت کے دن جب ایسا شخص حاضر کیا جائیگا جس کا نام
محمد ہوگا تو اللہ تعالی اوس سے فرمائیگا کہ میری نافرمانی کرتے وقت تجھے
شرم نہ آئی کہ تو میرے حبیب کا ہمنام ہے مگر مجھے تجکو سزا دیتے شرم آتی ہے
اسلئے کہ تو میرے حبیب کا ہمنام ہے جا جنت مین داخل ہوجا۔
منتہی کی صحبت اوس مبتدی کے لئے جو رسوم کے مراسم پر واقف نہین ہوا ہے
مضر ہے فائدہ پہونچانے والی نہین ہے۔ خصوصاً اگر منتہی خضری المقام ہو
جسکا حکم عالم ملک وشہادت کے مبائن ہے کیونکہ اصحاب بدایت کے لئے
اسمین ہرگز فائدہ نہین ہے۔ محقق ابو عبد اللہ نفری نے کہا ہے کہ اللہ تعالی
نے مجھے بیابان مین ٹھہرایا بعدہ جو کچھہ مجہہ سے کہا اوسمین سے ایک یہ تھا کہ
محجوب کی صحبت اختیار کر اور موصول سے الگ ہوجا۔ اور اسکی وجہہ یہ ہے
کہ محجوب کے لئے غیب کے مکاشفہ والے کی صحبت سے محجوب کی صحبت
زیادہ نفع بخش ہے کیونکہ مکاشفہ والا اوسکے مطابق عمل کریگا جو ملکوت
مین مشاہدہ کریگا اور یہ اکثر اوسکے مطابق نہین ہوتا جو عالم ملک مین ہے۔
کیونکہ غیب کا حکم اور ہے اور شہادت کا حکم اور۔ اور اسے منکر اوس قصہ
سے عبرت حاصل کر جو موسی علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے ساتھہ پیش آیا

اسمین وہ باتین ہو جو وہین جنسے عاقل کی تسکین ہو جائے - فافہم -
اس گروہ کے آگے سر تسلیم خم کر دینے مین سلامتی ہے لیکن انپر اعتقاد رکہنا بہت غنیمت ہے کیونکہ انکی صحبت مین بہتیرے فقیر مالدار و امیر ہو جاتے ہین اکثر شکستہ حال درست ہو جاتے ہین بہت سے کمینے شریف بنجاتے اور جانے کتنون کے عیوب ڈھک جاتے ہین - اور گمراہ مرتے ظالم ہلاک ہوتے اور ستظالم دور ہو جاتے ہین - اور انہین کے بارہ مین یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ وہ انہین کے ذریعہ سے تمکو روزی ملتی تمہارے لئے مینہ برستا اور تمپر رحم کیا جاتا ہے "
اکثر لوگون نے جو اہل سلاح کا وصف صرف بدن کا گھلا دینا اور سختی سے بسر کرنا بیان کیا ہے تو غلطی کی ہے - اصل بات یہ نہین ہے جوان لوگون نے گمان کیا ہے - انمین موٹے تازے بھی ہین اور دُبلے پتلے بھی - اور خوشحال بھی ہین اور بدحال بھی موٹے تازے ہونے کی دلیل اللہ تعالی کا قول وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (اور علم اور جسم مین اوسکو فراخی دی ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے فربہی سے ٹبین پڑی ہوئی تھین - اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھاری بدن اور عظیم البطن تھے اور ایسا ہی حافظ ابن حجر نے بہت بڑے پیر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھا ہے کہ اونکی پنڈلیان موٹی تھین اور پیٹ بڑا تھا اب رہی خوش و بدحال کی دلیل سو وہ سنت محمدیہ مین بہت ہے -
اس گروہ کی صحبت مین پہونچنے کے بعد اس سے بچتے رہو کہ انکے اسرار غیرون

ف دوسرے پارہ کے سولہوین رکوع سورہ بقرہ کی آیت ۲۴۷ ہے -

اور ایسے لوگون پر افشا کرو جو انکے ذوق و مشرب کے نہون۔ ورنہ اللہ تعالی کو تم سے عداوت ہو جاویگی اور تم دنیا و آخرت کے خسارہ مین آجاوگے۔ کیونکہ یہ امر مخفی نہین ہے کہ راز کا ظاہر کرنا گویا عیب کا ظاہر کر دینا ہے اور عیب کا ظاہر کرنا اور اوسکی طرف نگاہ کرنا اور اوسکا چرچا کرنا حرام ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جسنے اپنے بہائی کا عیب ڈہانپا اللہ نے اوسکے عیب کو ڈہانپا اور جسنے اپنے بہائی کا عیب کہول دیا اللہ نے اوسکا عیب کہول دیا تاکہ اوسے رسوا کرے۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ جو لوگ فقراو کی صحبت مین بغیر خلوص کر داخل ہوتے ہین انہین اکثر اسمین پڑتے اور بری طرح اون سے جدا ہوتے ہین یہ کہکر اس مضمون کے شعر پڑہے ہے

بدل گیا ہی زمانہ کے دوستون کا حال — خلیل ایسا نہین کوئی جسمین ہو نہ خلل
صحیح اگلے زمانہ مین ہوتے تہے احباب — پر اب جو دیکہو تو اکثر ہین انمین سے مختل
حواس جب مرے برجا ہوئے تعجب سے — مطالعہ مین لگا رکہتے ہین ہی باب بدل

اگر تمہارے کسی اہل صحبت کی کوئی بات کوئی شخص تم سے نقل کرے تو اوس سے کہو کہ سنو جی بجھے اوسکی صحبت و محبت کا تو یقین ہے اور تمہاری بات سے گمان پیدا ہوتا ہے اور گمان پر یقین کو ترک نہین کیا جاتا۔ یہ اکثر اس مضمون کے شعر پڑہا کرتے تہے

مشورہ لے اپنے بہائی سے جو تجہپر آئے وقت
مشورہ دینے مین گو سب کا تو ہی سرتاج ہے
آنکہہ ہی صورت دکہاتی ہی تجہے ہر چیز کی
آئینہ کی وہ بہی اپنے واسطے محتاج ہے

بعض دوستون کے نزدیک ... ... سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ بہتیرے لوگون کو اس سے ضرر پہونچا ہے اونہون نے تو اپنے دوستون پر اعتماد کر لیا اور یہ نہین خیال کیا کہ اسی کو وہ عداوت کے وقت اپنا ہتیار بنائینگے۔ اس سبب سے دیکھو خوب بچے رہو

جو ظالم کی صحبت مین بیٹھا وہ بھی ظالم ہے۔ کیونکہ ظالم کا مشاہدہ اللہ تعالیٰ سے غافل اور نفس سے راضی کرتا ہے اور اسکا نتیجہ شیطان کی ہمنشینی ہے

دیکھو کم ستون عورتون، امیرون، بادشاہون اور دنیاداروں کی صحبت سے بچے رہو تمہین کوئی بھلائی نہین ہے۔

جب نیتین کثیر ہونگی تو عمل کے معنے بھی کثیر ہونگے گو صورت ایک ہی ہو۔ اور اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص ایک ہی نماز پڑھے اور اسمین اوسکی اتنی نیتین ہون اداے فرض جماعت کے طریقہ کا زندہ کرنا اسبارہ مین لوگون کا اسکی پیروی کرنا اسلام کو رونق دینا نمازیون کی جماعت بڑہانا اور اسکے ساتھ اسکی وجہ سے اوس شخص کی جو ستایش کیجاے اوس سے بچے رہنا اور اوسکی طرف التفات نہ کرنا وعلیٰ ہذا پس یہ بہت ساری نیکیان ہین جو ایک ہی عمل کو گہیرے ہوئے ہین۔

دنیا کی محبت کے ساتھ عبادت قلب کا شغل اور اعضاء کا تھکانا ہے۔ اور ایسی عبادت گو بہت ہو تھوڑی ہے۔ یہ تو صرف عبادت کرنے والے کے وہم مین بہت ہے۔ حالانکہ یہ بیجان صورتین اور خالی مورتین ہین۔ یہی وجہ ہے کہ تم بہتیرے دنیادارون کو کثرت سے نمازین پڑہتے روزے رکھتے اور حج کرتے دیکھتے ہو مگر اونمین زاہدون جیسا نور اور عابدون جیسا سرور نہین ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے حیات دنیا کی اسی لئے پانی سے تمثیل دی ہے کہ پانی کو جب دیر تک رکھا جائے تو خراب بدبو و بلائے جان ہو جاتا ہے۔ اسیطرح دنیا بھی بلائے جان ہو جاتی ہے۔

سب سے اعلیٰ زہد آدمی کا زہد مقامات بلند اور احوال ارجمند مین ہے۔

اللہ کا ذکر نماز سے بڑا اسی لئے ہے[۵] کہ گو نماز اشرف العبادات ہے لیکن بعض وقتون مین ناجائز بھی ہے بخلاف ذکر کے کہ یہ عام حالات مین دوامی ہے ذکر کا انس اوسی کو حاصل ہوتا ہے جسنے غفلت کی وحشت کا مزہ چکھا ہے لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ کونسا ذکر افضل ہے بلند آواز سے یا آہستہ سے۔ اور جسکا مین قائل ہون وہ یہ ہے کہ جسپر سنگدلی غالب ہو یعنی مبتدی اوسکے لئے ذکر جہری افضل ہے اور جسپر جمعیت غالب ہو اوسکے لئے ذکر سری زیادہ مفید ہے اہل تعریف نے جو صرف اللہ اللہ اللہ ہی کے ذکر کو ترجیح دی ہے نہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کو تو اوسکی وجہ یہ ہے کہ جب تک کہ وہ نفی نہین کر لیتے ثبوت آلہیہ کا وہم رہتا ہے اور جس چیز کا مین قائل ہون وہ یہ ہے کہ جسپر خواہشون کا غلبہ ہو اوسکے لئے لا الہ الا اللہ کا ذکر زیادہ تر نافع ہے اور جسنے خواہشون سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے اوسکے لیے صرف اللہ کا ذکر زیادہ مفید ہے۔

جس عمل کے ساتھ اوسکا شہود ملا ہوا ہو وہ غیر مقبول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ پس جسنے اپنے عمل کو دیکھا اور یہ حالت برابر رہی تو اوسکا عمل خود اوسی کے پاس رہا نہ کہ اوسکے رب کے پاس۔ فافہم

[۵] مترجم کہتا ہے کہ اللہ کے ذکر کا بڑا ہونا اس نص صریح سے ثابت ہے لیکن اکثر علمائے ظواہر اس سے غافل ہیں

طمع رکھنے والا اوس شخص کا کتا ہے جس سے طمع رکھتا ہے اس لئے اگر طمع نہو تو کتون جیسی خواری سے بچا رہے۔

اللہ اکبر عارف بنانے کے لطائف کسقدر باریک ہین اپنے بندہ کو اپنی بارگاہ سے بھگا دیتا ہے اور پھر سختی کے ساتھ اوسکو بارگاہ مذکور کی طرف لوٹاتا ہے باوصف اسکے کہ اسمین وہ رب لطیف ہے۔

ایک شب مینے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھے ایسی حمد کا الہام ہو جس سے مین اوسکی ستایش کیا کرون پس فوراً میری زبان پر یہ کلمات وارد ہوئے اور مجھے لکھا دئے گئے الحمد للہ وللہ الحمد بکل المحامد علی کل المحامد بجمیع المدائح المحمودۃ فی جمیع الحمد والمدح بما یجب للحمد لک حمداً ازلیاً لا اول لبدایۃ حمدہ نحمدہ بحمدہ لحمدہ فی جمیع المحامد الازلیۃ والابدیہ بلسان جمع الحمد وفرقہ فی جمیع المحمود بذاتہ لذاتہ وبصفاتہ لصفاتہ وبفعلہ علیٰ فعلہ اور اسکو انہون نے اپنے قول حکمت "دو جسنے نعمتون کا شکر نہ کیا وہ اونکے زوال کے موقع مین آچکا" کی شرح مین طول دیا ہے۔ اگر تم چاہو تو اوسکی طرف رجوع کرو۔

اس سے حذر کرو کہ تمہارا شکر تمہارے ہی لئے ہو بلکہ اپنے شکر کو اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل قرار دو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "وَ اَنِ اشْکُرْ لِیْ" فرمایا ہے۔ پس سمجھو تو تمکو علم ہوگا اور اگر علم نہو تو سیکھو اور اہل معرفت کے ذوق کی قدر پہچانو۔

باعتبار ہر حیثیت کے جو اللہ کے لئے ہے مقام فقر زیادہ تر کامل ہے کہ اسمین زیادتی کی طلب نہین ہے۔

حضوری والون کا ذکر الحمد للہ و استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے اور مینے اسپر کتاب اللہ کی ایک آیت اسلئے بڑہائی ہے کہ اونکی محافظ ہو کیونکہ ہر شخص کو یہ پسند ہے کہ اوسکی نعمت ہمیشہ رہے وہ آیت یہ ہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور یہ ہمہ دم امام مالک رضی اللہ عنہ کی زبان پر تھی۔ چنانچہ وہ اسکو کہے بغیر نہ اُٹھتے تے اور نہ بیٹھتے تھے غایت یہ ہے کہ انہون نے اسکو اپنے گھر کے دروازہ پر لکھدیا تھا اور کہتے تھے کہ آدمی کی جنت اوسکا گھر ہے۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولولا اذ دخلت جنتك قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یعنی اگر وہ شخص اسکو کہے ہوتا تو ضرور اسکی جنت آفتون سے محفوظ رہتی۔

سنستدرجہم من حیث لا یعلمون کے متعلق یہ کہتے ہین کہ یعنی استدراج کی حقیقت کو نہین جانینگے۔ اور وہ یہ ہے کہ حق کے حقائق اون سے پوشیدہ رکھے جائینگے اور اونکے اوہام مین ڈالدیا جائیگا کہ وہ صواب وحق پر ہین اور اونکے افعال کے بارہ مین اون سے مواخذہ نہوگا۔ ہم اللہ سے نرمی چاہتے ہین۔ اسلئے جو شخص استدراج سے بچنا چاہے اوسکو لازم ہے کہ نعمت ملنے کے وقت اسکو بے موقع استعمال کرنے سے خائف رہے۔

بارہا مرید زیادہ نعمت سے اسلئے روک دیا گیا ہے کہ اوس نے پیر کے مقابلہ مین لفظ "کیون" استعمال کیا ہے۔ کیونکہ اہل طریق کے یہان یہ گناہ

ہے جسکو ہر شخص نہین جانتا۔

طریقت سراپا ادب و تادیب ہے اور اہل طریقت جو مناقشہ کرتے ہین تو حق کی جہت سے اور وہ بھی اوس قسم کا جیسا کہ ایک ہمنشین دوسرے ہمنشین سے اور ایک مصاحب دوسرے مصاحب سے کیونکہ یہ لوگ حق کے جلیس اور صاحب ادب ہین ہمیشہ دنیا و آخرت مین مستور العورات رہتے ہین اور اسکے عکس کی صورت مین برعکس ہے۔

عارفون کی ہمنشینی نہ کرو مگر ادب کے ساتھ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض ان لوگون کے ساتھ بے ادبی کی وہ دشمنون مین داخل ہوا اور دیوان قرب سے اوسکا نام مٹا دیا گیا۔

جسکو صوفیون نے ادب نہین سکھایا ہے وہ صاحب ادب نہین ہے واردات اوسکے اعتبار سے جسپر وارد ہوتے ہین مختلف ہوا کرتے ہین نہ کہ خود اپنے اعتبار سے کیونکہ خود ایک ہی ہین۔ اسلئے انکی مثال اوس مینہ کی ہے جو ایسی زمین مین برسے جسمین انواع و اقسام کے تخم ہون پس مینہ ایک ہی ہے اور روئیدگیان مختلف ہین جو ایک ہی پانی سے سیراب ہوتی ہین۔ "اور بعض کو ہم بعض پر مزہ مین فوقیت دیتے ہین" فافہم۔

عبادت ہی بھلائی کے دروازہ کی کنجی ہے اسلئے جسکے وظیفے آغاز مین فوت ہوئے وہ انجام مین واردات سے محروم رہا۔ کیونکہ اعمال کے انوار ہوتے ہین جیسا کہ معارف کے اسرار ہوتے ہین۔ اسلئے اے سالک وظیفون کی مداومت کو لازمی سمجھ گو تم اوکو بھوج جاسے۔

صوفیہ جو یہ کہا کرتے ہین کہ فلان شخص مین استعداد ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ اوسنے مختلف قسم کے ایسے مجاہدون سے اپنے آئینہ قلب کی صیقل کی ہے جو اوس جلا کے سبب ہوتے ہین جو قلب صافی مین صُورِ حقائق کی تجلی کی موجب ہے۔ جیسا کہ بذریعہ بیان کے معلوم ہے۔ یہ تو عاشقین کے بارے مین ہے۔ اور معشوقین کا حال یہ ہے کہ اونکے قلوب اختصاص آلہیہ کے ذریعہ سے منور و صیقل شدہ رہتے ہین۔

جو کچھ تجھپر وارد ہو وہ وہی ہے جو تجھ سے تجھپر ظاہر ہوئی ہے اور جو چیز تجھپر جلوہ گر ہو وہ بھی تجھ سے ہی تیری طرف ہے اسکی مثال اوس گٹھلی کی ہے جو زمین مین نصب کیجائے۔ چنانچہ جو پتے اور پہل اوسمین لگے ہین۔ وہ اوسمین بالقوہ ودلیعت تھے اے انسان تو بھی ایسا ہی ہے کبھی تجھپر کوئی چیز تجھ سے خارج سے یعنی تیرے غیر سے تجھپر نہین آتی ہے بلکہ جو چیز تجھپر وارد ہوتی ہے وہ تجھ ہی مین حالت غیب مین تھی پھر شہادۃً تجھپر ظاہر ہوئی تاکہ تجھے اوس نعمت کی مقدار معلوم ہو جو اللہ تعالیٰ نے تجھے بخشی ہے۔ اور جسکی طرف مینے اشارہ کیا اسکے پرے بہت سے رموز اور چیستان ہین جو خزانون مین محفوظ ہین۔ زہے سعادت اوسکی جسکو اونکی اجازت ہے اور جو اونکے سمندرون سے عبور کر جاتا ہے۔

بعض علوم لدنیہ ہین جنکے متعلق نہ حقیقت سے جواب دینا ممکن ہے اور نہ شریعت سے اسکے علاوہ جو کچھ انسان مشاہدہ کرتا ہے سب کو عبارت مین لانا غیر ممکن ہے۔ جسکا سبب یہ ہی کہ بعض شہود اسقدر وسیع ہے کہ ضیق عبارت مین اوسکی سمائی نہین ہو سکتی اور اسقدر لطیف ہے کہ اشارت سے وہ ظاہر نہین

ہوسکتا۔ اور کل معلومات کا بیان کر دینا صاحبِ علم کی قلتِ علم کی دلیل ہے
کیونکہ بعض معلوم ایسے ہین جو دائرہ حصر کے تحت مین نہین آسکتے جیسا کہ علوم ملکوتیہ
جو عالم غیب سے پہونچتے ہین اور اس قسم کے ہوتے ہین کہ نہ عقل اونکو سمجھ سکتی ہے
اور نہ وہم اونکو ادراک کرسکتا ہے اور نہ حافظہ مین اونکی گنجایش ہے اور وہ اوسکے
عارفون کے دلون مین اولاً مجمل ہوتے ہین بعدہ واقعات وحاجت کے مطابق
اونکی تفصیل ہوا کرتی ہے۔ پھر بعض معلوم ایسے ہین جو محض غیب مین غیب ہین
اور بعض شہادت مین غیب ہین۔ اور بعض ایسے ہین جنکے افشار کی کبھی کسی کو اجازت
نہین ہے۔ بعض ایسے ہین جنکے افشار کی کسی کو اجازت ہوتی ہے اور کسی کو نہین
اسی لئے بعض نے جسپر وہ باتین جنکی طرف ہمنے اشارہ کیا کھلی تھین اس قسم کے
کل سوالون کے جواب مین کہا ہے کہ مین اخذ کرنے کی حالت مین بشریت سے
الگ ہوکر ایسی حضوری مین ہوتا ہون جسمین اون فرشتون کو مشاہدہ کرتا ہون جو
علوم لدُنیہ کی گفتگو کرتے ہین اور مین وہان اونکو ایسی فہم کے ذریعہ سے سمجھتا ہون
جو اوس حالت ملکیہ کے مناسب ہوتی ہے۔ پھر جب مین اپنی بشریت کی طرف
لوٹ آتا ہون تو جو کچھ مینے جانا تھا اوسکو بھول جاتا ہون اور جو کچھ سنا تھا اوسمین سے
کچھ بھی یاد نہین آتا اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مین ایک وصف سے نکلکر دوسرے
کی طرف اور ایک عالم سے دوسرے کی طرف آتا ہون اور ہر علم کے لئے ایک ایسا
عالم ہے جنکے حقائق کے درک سے وہ علم موصوف ہے اسی لئے علوم کشفیہ علوم
بفتح لام
عقلیہ سے جدا ہین۔ علوم عقلیہ علوم نقلیہ سے علیحدہ اور علم عبارت علم اشارت
سے الگ ہے بس جو شخص علم اشارت کو عبارت سے اخذ کرنا چاہتا ہے وہ طلب

محال وانکار رجال ومحرومی تمام وکمال مین مبتلا ہے۔

دنیا مین درجات کا حاصل ہونا آخرت کے درجات کی دلیل ہے اور یہان کی کرامات آخرت کی کرامات کی جیسا کہ یہان کی دور باش آخرت مین بھگائے جانے کی دلیل ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ومن کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ اور اس اندھے پن سے بصیرت کا اندھا پن مراد ہے جو سیدھے راستے اور راہِ حق سے بھٹک جانے کی وجہ سے ہو۔ اللہ اس سے محفوظ رکھے۔

جسکا عمل ظواہر سے متعلق ہوگا اوسکی منزلت جنت مین بھی ظاہر ہی کے مناسب ہوگی۔ اور جسکا عمل بواطن سے متعلق ہوگا اوسکی منزلت جنت مین بھی باطن ہی کے مناسب ہوگی اور جسکا علم دنیا کے متعلق ہوگا اوسکی منزلت آخرت مین بھی اوسکے اعمال علمیہ ہی کے مناسب ہوگی۔ اور ایسا ہی قول اون لوگون کے بارہ مین ہے جنکا علم قلبی یا روحی یا سری ہے۔ بس ہر حال کے لئے اللہ تعالی کے نزدیک ایک مقام ہے۔ اور سلوکِ طریق کے اندازہ سے تحقیق ہوا کرتی ہے

تم لوگ اپنے اس قول سے حذر کرو کہ فقراء مین سے بڑے بڑے اور سچے لوگ چلے گئے۔ کیونکہ حقیقۃً یہ لوگ گئے نہین ہین ان کا حال تو دیوار والے کے خزانہ جیسا ہے۔ اور کبھی اللہ تعالی آخر زمانہ مین آنے والے کو وہ بزرگیان عطا فرماتا ہے جو اول زمانے کے لوگون پر ظاہر نہین کی تھین۔ کیونکہ اللہ تعالی نے سیدنا وحبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نعمتین بخشین جو ان سے قبل کے نبیون کو نہین دی تھین اور نبیون کی ستایش مین انکو سب سے مقدم رکھا۔ کیا خدا کی شان ہے مجھے بہتیرے مولویون پر سخت تعجب آتا ہے کہ جس امر پر ولیون نے

اجماع کیا ہے اوسکو تو نہین مانتے۔ اور مانتے ہین تو ایسی بات کو جو صرف ایک فقیہ کی زبانی اون تک پہونچی ہے۔ حالانکہ ایسے قول ہین اکثر اوس کا استناد قیاسی کمزور دلیل پر ہوتا ہے یا قول شاذ پر۔ واللہ غلبہ حرمان کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہین ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود انکار کے جب اوسپر رنج ومصیبت آتی ہے تو انہین کی قبرون کی طرف دوڑ کر آتا ہے اور ان پر بار ڈالتا ہے۔ اور اوس فقیہ کی طرف نہین جاتا جسکے قول کو مانا اور جسکو فقیرون سے بہتر جانا تھا حال آنکہ معاملہ اسکے برعکس تھا۔ اسلئے دیکھو بہائی اصحاب وقت کے احترام سے محروم نہ رہو۔ ورنہ ہنکائے اور دشمنون ہین شمار کئے جاؤ گے۔ کیونکہ جو اپنے اہل زمانہ کا منکر ہوا وہ اپنے زمانہ کی برکتون سے محروم رہا۔

جو شخص اپنے عادات وعلوم پر ٹھیرا رہا اور یہ گمان نہ کیا کہ اوسکے علم سے بالاتر اور علوم ہین وہ ساری نعمتون سے یہانتک کہ اپنے اہل مذہب سے بھی محروم رہا۔ اور ایسے آدمی کو جاہل مرکب کہتے ہین۔ اسلئے دیکھو ایسی قسم کے لوگون سے اسلئے کہ وہ اپنے ضد سے پھر جائے ہرگز بحث وجدال نہ کرو کیونکہ وہ پھرے گا نہین اور تم دونون کے درمیان ہین بات بڑھجائیگی اور بخوبی ممکن ہے کہ وہ تمپر فتوی طلب کرے اور تمکو ایسے امرون کی طرف منسوب کرے جس سے تم بری ہو یہانتک کہ تمکو اندرونی رنج پہونچ جائے۔ پس جبتک کہ وہ اپنے آپ کو تم سے اچھا سمجھے اوس سے باز رہو۔ کیونکہ جاہل کبھی اہل حق کے بارے مین انصاف نہین کرتا جسکا باعث یہ ہے کہ جاہل کو اوسکے حال کا ذوق نہین ہے۔ البتہ مین اوس صورت کی نہین کہتا

کہ اللہ تعالی اوسکو تسلیم کی توفیق عطا فرماے اور وہ دل سے ماننے لگے کہ ہر ذی علم کے اوپر اوس سے زیادہ علم والا ہے۔

فقیر کو سزاوار نہین ہے کہ تھوڑے سے اخروی عمل کے مقابلہ مین بھی جو باقی رہنے والا ہے دنیا کی کسی چیز کو زیادہ سمجھے۔ شیخ ابن ابی زید قیروانی نے اپنے بیٹے کے ادب آموز کو جب اوس نے اوسے قرآن کے دو جزو پڑہا ے سو دینار دیئے تو معلم نے کہا کہ یہ بہت ہے۔ اسپر اپنے بیٹے کو اوسکے مکتب سے اوٹھا لیا اور کہا کہ یہ شخص دنیا کو بڑی چیز سمجھتا ہے۔

جب تو اپنے آپکو اہل اللہ کی دوستی سے روگردان دیکھے تو جان لے کہ تو اللہ کے دروازے سے نکالا ہوا ہے۔

جب تم ایسے شخص کو دیکھو جسکو علوم نصیب ہوئے ہین اور جسکے لئے فہوم کے خزانہ کھول دئے گئے ہین تو اوس سے کاغذی نقلون پر مباحثہ نہ کرو اور اپنے آپ کو بڑا سمجھکر اوس سے مجادلہ نہ کرو اور نہ اوس سے یہ کہو کہ یہ تو ایسی بات ہے جو شیکوکارون کی کتابون مین نہین ہے کیونکہ مکاسب سے مواہب بڑہے ہوئے ہین جسکو جو چیز نہ ملی اور اوس نے اوسکا انکار کیا وہ اوس چیز کی برکت سے محروم رہا جو اوسکو ملی ہے۔ اور جو اکثر انکار کیا کرتا ہے وہ انوار سے بدنصیب رہتا ہے۔

صاحب جلال کی خاطر سے صاحب جمال کو دوست رکھو جسکو کلام کرنے کی اجازت عطا ہوئی ہو اوسکی علامتون مین سے ایک لوگون کی قبولیت ہے جو نیک ہونے کا دعوی کرے وہ چیونٹی کو بھی نہ ستائے۔

بعض لوگ جو یہ کہا کرتے ہین کہ ہمنے فلان کام نہین کیا مگر اللہ تعالی کی اجازت سے اسکے متعلق یہ کہتے ہین کہ اجازت سے اوسکی مراد وہ نور ہے جو قلب مین آکر سینہ کو کھولدیتا ہے۔ مگر عصمت نہونے کی وجہ سے یہ حجت نہین ہے خصوصاً جبکہ قانون شرع پر نہو۔ کیونکہ جو کچھ فقیر کو پیش آئے سب حق نہین ہے۔

یہ ہستی گو بجنے والا مکان ہے اسمین جو کچھ تم بولوگے وہی لوٹ کر تمہارے پاس آئیگا اور وہ آئینہ ہے جسمین وہی صورت جلوہ گر ہوکر تمہاری طرف آئیگی جو تم سے ظاہر ہوگی۔

عابد وہم و تقیید مین ہے اور سقرب فرحت و تائید مین انبیاء ازل اس سے سنسرہ ہین کہ علتون کے باعث عمل پر ٹھیرے رہین۔

ان لوگون مین سے نہو جو پوجے جانے کے لئے عبادت کرتے ہین اور نہ اون سے جو حُبِ جاہ سے پیشانی کو سیاہ کرتے ہین بلکہ بغیر کسی غرض وعرض کے اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔

علم الیقین قطعی برہان سے حاصل ہوتا ہے اور عین الیقین شہود عیان سے اور حق الیقین تحقیق صورت عیان سے اسکی مثال یہ ہے کہ جو چیز علم متواتر سے حاصل ہو وہ علم الیقین ہے اور اوسکے اوپر عین یقین ہے اور اوسمین حلول کرجانا حق یقین ہے۔

وارد کی مثال چھینک کی سی ہے کہ جب آتی ہے تو روکی نہین جاتی اور نہ تدبیر سے لائی جاتی ہے اور اگر دفع کیجائے تو رنج وتعب و بیماری کا باعث ہو اور جو وارد کہ شرع کے موافق نہو وہ ظلمت ہے۔

کاشتکار کے عمدہ ترین بیج وہ ہین جنکو وہ زمین مین ڈالکر چھپا دے تاکہ زمین کے اندر اوگے۔ اور بدترین بیج وہ ہین جو زمین کے اوپر اوگین کیونکہ انکو ثبات نہین ہے۔

خواہشہاے نفسانی ہی کی پیروی آدمی کو سرنگون کرتی ہے اور جبکو اللہ تعالی اپنے نفس کے مکرون پر مطلع فرماتا ہے وہی اپنے سکوس و منکوس سرنگون ہونے سے بچتے ہین۔

کشایش دل کی علامت یہ ہے کہ اوسمین کوئی خلل نہ آئے اور شر نفس کی علامت اوس سے تھکنا اور اکتا جانا ہے۔

کشف کی حقیقت یہ ہے کہ تم ظلمت کو عین نور دیکھو اور پردون مین رفع غطا مشاہدہ کرو۔ اور مراتب کشف مین سب سے اعلی یہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو مقر و مستودع پر مطلع کردے۔ اور اس سے نیچے مرتبہ مین وہ شخص ہے جسکو اللہ بدایت پر مطلع کرے نہ غایت پر۔

جس نے ظرف کے باطن کو مشاہدہ کیا اوس نے معانی کے اسرار کو پالیا۔

اخبار کا ظہور بغیر اختیار و مقدور کے ہوتا ہے۔

جسکے ساتھ ازل مین اعتنا کیا گیا ہے اوسکی علامت یہ ہے کہ اوسکو جو کشایش ہو وہ نہ سلب کیجائے اور نہ چھینی جاے اور جسنے اہل عنایت کی مرحمت کا ارادہ کیا وہ رنج و تعب کے جال مین پھنسا اور اوسکا کوئی مطلب نہ بر آیا۔

اگر بلا رنج و تعب پہونچنا چاہتے ہو تو اہل حسب کا دامن پکڑو۔

عوام مین جسکی تعظیم کی صورت پیدا ہوا اہل تحقیق کے نزدیک اوسکی تخصیص مین

تیزی نہین ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ کا عاشق مشہور ہوتا ہے اور اللہ کا معشوق مستور ہوتا ہے۔

رتبہ والون کے ساتھ بے ادبی موجب ہلاکت ہے ذکر کا چھپانا خواص کی شان ہے نہ مریدون کی کیونکہ مرید اسلئے ذکر کرتا ہے کہ اوسکا قلب منور ہو۔ اور مراد وہ ہے جو ذکر کے قبل نور پاتا ہے۔ اور حاضر قریب کا ذکر تعجبات مین سے ہے۔ اسلئے ذکر کی کوئی وجہ نہ باقی رہی مگر تعظیم کے طور پر یا ذاکر کے مذکور سے غائب رہنے کی حالت مین۔

صوفیہ جو یہ کہا کرتے ہین کہ شب گذشتہ مجھ سے یہ کہا گیا مثلاً اسکے بارہ مین یہ کہتے ہین کہ ان لوگون کی مراد یا تو۔ ہاتفِ حقیقت سے ہے یا یہ کہ اوس نے فرشتہ سے سنا مگر اوسکی صورت نہ دیکھی۔ یا اوسکو اوسکی غیر اصلی صورت مین دیکھا یا اونکی مراد وہ باتین ہون جنکو وہ اپنے دلون سے سنتے ہین یا جو باتین کسی چیز کے حال سے اونکے مراتب کے مطابق اوسوقت سمجھ مین آتی ہین اور اخیر صرف مریدون کے ساتھ مخصوص ہے۔

جو مخلوق کے سامنے بچھ جاتا ہے وہی اپنے رب کو راضی کرتا ہے۔ اور جو خلق کے پاس جاتا ہے اوسکو کب بلاتا ہے۔

جب تجھے خواب مین کوئی بشارت ہو تو اپنی طرف سے تو اوسپر راضی نہو جبتک کہ اوسکی نسبت اللہ کی رضامندی معلوم نہ کرے۔

بہت سے آدمی ایسے ہین کہ لوگ اونکی زیارت کو آتے ہین اور گناہون کے بوجھ اپنے ساتھ لاتے ہین اسلئے زیارت کرنے والے کی آمد کے وقت اپنے نفس

کو ٹٹول لیا کرو۔

جسنے فقیرون پر اپنی برائیون کا بوجھ ڈال دیا اوس نے گویا آنے کے ساتھ اون پر پیشاب کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب کے وقت مرکز ہائے بلند کی طرف اس لئے لے گئے تھے کہ ملائکہ ملکوتیہ کو وہ اعلی خصوصیتین اور کامل صفتین دکھلائین جو نہ انمین ہین اور نہ ملکوت مین۔ اسلئے معراج سے حق کی مراد یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اون نعمتون کی قدر معلوم ہو جو اونکو عطا ہوئی تھین۔ پس اسکا ظاہر اجتبا تھا اور اسکا باطن ابتلاء۔ کیونکہ بندہ کل ربانی نعمتون کا شکر ادا نہین کر سکتا ہے۔ فافہم۔

عالم فقیر کو چھوٹا نہ سمجھو اور نہ تحقیر سے اوسکو دیکھو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب امتحان کا وقت آتا ہے تو وہی اہل زمانہ سے بڑھجاتا ہے۔

امیر کا پیر ٹرا نقارہ اور بادشاہ کا پیر شیطان کا پیارا ہے۔

مرشد وہ ہے جسنے دائرون کی تکمیل کی ہے اور اوائل و اواخر کے علم اوسمین پیچیدہ ہین۔ اور اسکو عالم مطلق کہتے ہین۔ پس ہر مرشد پیر ہے اور اس کا عکس نہین ہے۔

مرید کی ایک شرط یہ ہے کہ جو حد باندہ دی گئی ہو اوس سے باہر نہ جائے۔

جب انکو کسی شخص کا قول بہت ہی عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا تو اکثر شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کا یہ شعر تمثیلاً پڑھا کرتے تھے ؎

ترکنا البحار الزاخرات وراءنا

فمن این یدری الناس این توجہنا

ترجمہ - بحر زخار سے آتے ہین الہی تیر کے ہم
کس کو معلوم کہ مشتاق ہین کس سیر کے ہم

آدم علیہ السلام کو فرشتون کا سجدہ کرنا اسبات کی طرف اشارہ تھا کہ چھوٹے کو بڑے کے سامنے فروتنی لازم ہے اور اوس بزرگی کا اظہار تھا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اونکی صورت سے ظاہر ہونے کی وجہ سے اونکو حاصل تھی اور شکل مبارک کا ظہور اونمین اس طرح سے تھا کہ آدم علیہ السلام کا سر حرف میم دونون ہاتھ حرف حا ناف میم اور دونون پا نون حرف . تھا اور عربی کے خط قدیم مین اسی طرح سے لکھا جاتا تھا - اور دوسرا ہاتھ جو ظاہر نہ ہوا کہ چپ و راست قرار پاتا تو اس لئے کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی تعریف نکلتی ہے - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ کو پس و پیش سے یکسان نظر آتا تھا - پس خلق کا چپ آنحضرت کی اس خصوصیت کے سبب سے آنحضرت کا راست تھا - اسی وجہ سے بعض عارفون نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو یسار (دست چپ) نہین کہنا چاہیئے بلکہ یمین (راست) اول و یمین ثانی یا یمین و جہ و یمین خلف اس مقام پر ایک باریک نکتہ ہی اور وہ یہ ہے کہ مرسلین کی تعداد تین سو تیرہ اسی نام مبارک محمدؐ سے نکلتی ہے کیونکہ پہلے میم کے بولنے مین تین حرف ہین اور حاء کے دو یعنی حا و الف اور ہمزہ شمار مین نہین لیا جاتا اور میم مشدد کے چھ حرف - اور علی ہذا دال کے ملفوظی حروف تین ہین دال الف و لام - پس اگر اس مبارک نام کے کل ظاہری و باطنی (مکتوبی و ملفوظی) حروف کے اعداد لو تو تین سو چودہ (۳۱۴) ہوتے ہین جن مین سے

تین سو تیرہ رسولون کے اعداد ہین جنکی نبوتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے
متفرع ہین اور ایک عدد باقی رہجاتا ہے کہ اوس ولایت کے مقام کا ہی جو انبیا
علیہم الصلوۃ کی پیروی کرنے والے ولیون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فافہم
جو کچھہ مین نے انکے اس تذکرہ مین نقل کیا ہے اوسکو مین نے انکی شرح الحکم
اور کتاب قانون سے انتخاب کیا ہے

(۳۲۰) شیخ حسین آدمی رضی اللہ تعالی عنہ

سیدی احمد زاہد کے پیرون مین سے ایک اور حسینیہ واقع مصر مین مقیم تے سیدی احمد
زاہد کہتے ہین کہ ان کی اصل مراکش واقع ملک مغرب کی تہی - وہان انکی اپنی
زمین تہی جسمین کاشت کرتے اور اپنی بکریون کو چراتے تے - اور جب مصر آئے
تو اپنی پیاری بکریون کو ہر روز نقیب کے ساتھہ مراکش مین چرنے کو بہیجتے اور اونکو
رات کے وقت مصر مین رکہتے تھے - سیدی احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ ایک دن مین ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یہودی آیا اور اوس نے اپنے
بالون کو معہ جوتے کے پکڑا کر کہا کہ اے مسلمان اس چمڑے کو کاٹدے یہ مجھے
ستاتا ہے حضرت نے بسم اللہ کہہ کر چھری لی اور اللہ اکبر کہتے ہی یہودی نے
چلاکر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ کہا اور کہنے لگا
کہ اے احمد اگر مین زندہ رہا تو ایسا ہی کرونگا بہی -

(۳۲۱) شیخ احمد بن سلیمان زاہد رضی اللہ تعالی عنہ

یہ شیخ امام عالم ربانی و باعمل پیر طریقت وفقیہ اہل طریقت تے - بہتیرے

مردان خدا کی انہون نے تربیت کی اور طریقہ صوفیہ کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا لوگ کہتے تھے کہ یہان کے جنیدؒ ہین اور فقہ کو انہون نے بھی ایسی شے بنایا تھا کہ تصوف کی باریکیون کا ایک لفظ بھی ان سے گویا سننے مین نہین آتا تھا اور امور دین مین بہت سے رسالے تصنیف کئے تھے۔ اور مسجدون مین عورتون کو نصیحت کرتے تھے اور مردون کو چھوڑ کر بالتخصیص انہین کو مخاطب کرتے تھے اور اونکو دین کے احکام اور شوہرون اور پڑوسیون کے حقوق کی تعلیم کرتے تھے۔ اور میرے پاس خاص اونکے قلم کے لکھے ہوئے ساٹھ جزو کے قریب وہ نصیحتین ہین جو وہ عورتون کے سامنے بیان کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ عورتین نہ تو عالمون کے درس مین شریک ہوتی ہین اور نہ ان کے شوہر انکو تعلیم کرتے ہین یہ کہتے تھے کہ مین بچپن مین ایک دن مکتب کو جا رہا تھا کہ ایک ولی اللہ الجھے بال پھٹے حال میرے سامنے آئے اور میرے ساتھ جو ناشتہ کی روٹی تھی وہ مانگی۔ مینے وہ اونکو دیدی اور دل مین ہو کے رہجانے کی ٹھان لی انہون نے وہ مجھسے لے لی اور مجھسے کہا کہ اے احمد خط مقسم مین تیرے لیے ایک جامع مسجد بنیگی اور جامع زاہد کہلائیگی اور اوسکی تعمیر مین ایک گروہ تیرا مخالف ہوگا مگر اللہ تعالی اونکو رسوا کرے گا اور مصر مین تو شاذ الیہ ہوگا اور تجھسے بہتیرے مردان خدا تربیت پائینگے۔ چنانچہ جیسا انہون نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اور اس دن کے بعد مین نے اونکو پھر نہین دیکھا (مین کہتا ہون کہ یہ) اور علمار مین سے ایک گروہ نے ان کی مخالفت کی جن مین شیخ الاسلام ابن حجر اور جلال الدین مدرسہ جمالیہ کے بانی بھی تھے

جو خانقاہ سعید السعداء کے قرب مین واقع تھا۔ یہانتک کہ اُنھون نے مٹی اٹھوانے والے کو بلوا بھیجا اور اسکو منع کیا کہ شیخ کی جامع کی مٹی نہ اٹھوائے۔ شیخ نے کہا کہ جس فقیر کا برہان ظاہر نہین ہوتا اوسکے آستان کا احترام نہین ہوتا۔ پھر انھون نے اپنی طوق مین سر ڈالا اور سلطان کا دل جمال الدین سے پھیر دینے کے لئے توجہ کی بس اوسی وقت سلطان نے انکو بلوا کر قید کر دیا اور یہ نہین بتایا کہ اوسکا جرم کیا ہے اور جب تک شیخ کو جامع مسجد کی تعمیر سے فراغت نہ ہوئی برابر جمال الدین قید مین رہے اور شیخ نے مٹی اُٹھانے والے سے کہہ دیا تھا کہ مٹی اٹھاؤ اور اطمینان رکھو جبتک تم فارغ نہ ہو جاؤ گے ہم اوسکو رہائی نہین دینے کے۔ اور اس سے پہلے شیخ سراج الدین بلقینی نے بھی اِن کا انکار کیا اور اپنے انکار مین بہت مبالغہ کیا تھا اور جب یہ خبر سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو اُنھون نے کہا کہ ہماری کس بات کو وہ بُری سمجھتا ہے۔ لوگون نے کہا کہ وہ کہتے ہین کہ آپ ویران مسجدون کی اینٹین لیکر اپنی مسجد کی تعمیر کرتے ہین انھون نے کہا کہ سب تو اللہ ہی کے گھر ہین بعدہٗ شیخ احمد رضی اللہ عنہ بلقینی کے ارادہ سے جامع ازہر پہونچے اور اوسکے صحن مین کرسی بچھوائی۔ اور اس وقت اِن پر ایسی حالت طاری تھی کہ انکی آنکھین شعلہ کی طرح سرخ تھین۔ اسی حال مین وہ کرسی پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ جتنے علم آسمان سے اُترے ہین مین سب کے متعلق جواب دیتا ہون جسکا جی چاہے مجھسے سوال کرے مگر سب لوگ ہکا بکا ہو گئے کسی نے بھی کوئی سوال نہ کیا۔ مگر جب وہ حالت چلی گئی تو پوچھنے لگے کہ مجھے یہان کون لے آیا۔ لوگون نے کہا کہ آپ سے یہ یہ حرکات سرزد ہوئے

اور آپ نے یہ یہ باتین کہین۔ پھر لوگون سے پوچھا کہ کسی نے کوئی سوال ہی کیا تھا۔ اور جب لوگون نے کہا کہ نہین تو کہا کہ الحمد للہ اگر ہمارے سامنے کوئی آتا تو مین اوسکو پھاڑ کھاتا۔ پھر جامع از ہر سے چلے آئے۔

اِن سے جب کسی ایسے شخص سے سفارش کرنے کو کہا جاتا جو ان کو پہچانتا نہو تو صاحب حاجت سے کہتے تھے کہ جاؤ اور کسی ذی وجاہت شخص کو ساتھ لیکر مجھہ سے پہلے اوس شخص کے گھر پر پہونچ جاؤ۔ اور اسکے بعد جب مین وہان پہونچون تو تم سب میرے لئے کھڑے ہو جاؤ اور میری تعظیم و تکریم کیجیو تاکہ تمہارے ذریعہ سے مجھے سفارش کا رتبہ و موقع حاصل ہو کیونکہ مین اون لوگون مین گمنام آدمی ہون۔

اِنکا قول تھا کہ جو شخص میری اس مسجد مین آکر دو رکعتین پڑھے گا مین ضرور میدان قیامت مین اوسکی دستگیری کرون گا کیونکہ اللہ تعالی نے مجھے اپنے زمانہ کے سب لوگون کا شفیع بنایا ہے۔ یہ اپنے آپ کو چھپاتے تھے اور کبھی کوئی بات کشف کی نہین کہتے تھے مگر دوسرون کی زبان سے ایکمرتبہ انہون نے ایک مرید کو خلوت مین بیٹھلایا۔ اوسکو کشف ہوا کہ شیخ اہل نار مین سے ہین۔ اسپر اوس نے اللہ تعالی کی طرف توجہ کی کہ اونکی شقاوت کا نام مٹ جائے بس اوسی وقت شیخ نے مرید کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اے فرزند مجھے تینتیس برس ہوگئے جب سے اسکو دیکھہ رہا ہون مگر مین نے نہ اعتراض کیا اور نہ بدل دینے کی درخواست کی اور تم ایک ہی گھنٹے مین گھبرا اوٹھے۔ اسکے بعد جو اوس مرید نے توجہ کی تو اوس نے دیکھا کہ شیخ کا نام اہل سعادت مین داخل ہے

ان کی عادت تھی کہ بیعت لینے سے پہلے سال بہر یا اوس سے زیادہ تک
مرید کا امتحان لیتے تھے۔ جب سیدی محمد غمری تعلیم پانے کو انکے پاس آئے
تو اتفاق سے عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ اور جامع مسجد کا دروازہ بند ہو چکا تھا
انہون نے کہا کہ ہمارے لئے دروازہ کہولو۔ شیخ نے کہا کہ عشاء کے بعد ہم دروازہ
نہین کہولا کرتے ہین۔ انہون نے کہا کہ "ان المساجد للّٰہ" مسجدین
تو اللہ کی ملک ہین۔ شیخ نے کہا کہ یہ شخص فقیہ معلوم ہوتا ہے جاؤ دروازہ کہولدو
چنانچہ دروازہ کُہلا اور انہون نے آتے ہی پوچھا کہ شیخ کہان ہین خود شیخ نے کہا کہ اوس سے تمکو کیا کام ہے
انہون نے کہا کہ اون سے اللہ کی راہ پوچھونگا۔ شیخ نے کہا کہ تم اوسکے اہل نہین ہو۔ انہون
نے کہا کہ اگر خدا چاہیگا تو شیخ کی برکت سے اہل ہو جاؤنگا۔ آخر شیخ نے اپنے
آپ کو اون سے پہچنوایا اور ذکر کرنا سکہایا اور طہارت خانہ کا خادم بنایا۔ بعدہٗ
ڈیوڑھی داری پر منتقل کیا بعدہٗ مشعلخانہ کی خدمت سپرد کی۔ چنانچہ بیس برس
تک اسی خدمت پر رہے ایک دن انکو نیند آگئی اور فجر کے وقت انہون نے
چراغ نہین روشن کئے۔ اسلئے شیخ نے باہر آکر اے محمد کہکر آواز دی۔ انہون نے
کہا کہ حاضر۔ شیخ نے کہا کہ مسجد مین روشنی کرو۔ انہون نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی
اور مسجد پر ہاتھ سے حلقہ کہینچا بس سارے چراغ روشن ہو گئے۔ تب شیخ نے
ان سے کہا کہ بلبیس جاؤ اور لوگون کو نفع پہونچاؤ۔ اب یہان تمہارے ٹھہرنے کی
ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ یہ بلبیس آئے مگر یہان انکے قدم نہ جمے تب محلہ البیتم
مین اٹھ گئے۔ مگر یہان بھی نہ ٹھہر سکے تب محلہ کبریٰ مین ہو بیٹھے اور جو کچھ ہونا تھا
یہان ہوا جیسا کہ ان کے ترجمہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ جامع بجا سے صرف نماز جمعہ کے بعد اپنے گھر کے اندر جاتے
تھے۔ ادہر انہون نے نماز ختم کی اور گھر داخل ہوئے اور عصر تک وہان ٹھہرا کرتے
تھے۔ چنانچہ ایک دن وہ اندر گئے تو لوگون کو ہنستا ہوا اور بشاش پاکر انہون نے
پوچھا کہ آج کیا ہے۔ لوگون نے کہا کہ ایک شخص عبد الرحمن بن بکتیم نام نے
ہمکو گوشت ملوخیہ عہ اور شہد بھیجا اور کہا ہے کہ پکاؤ اور کھاؤ۔ شیخ نے کہا کہ تب تو
پھر اوسکا حق واجب ہوگیا۔ چنانچہ آدمی بھیجکر اوسکو بلوایا اور اوسکی بیعت
لی۔ اور اس شخص نے حد سے زیادہ مجاہدہ شروع کیا۔ اودہین نے سیدی احمد
زاہد کی جامع مسجد کے طہارت خانہ کے اوپر اوسکی خلوت کی چھت مین ایک
رسی بندہی ہوئی دیکھی ہے۔ اس شخص نے برسون تک زمین سے پہلو نہ لگایا۔
یہانتک کہ کشایش واقع ہوئی اور جو کچھہ نعمت ملتی تھی وہ ملی۔

اور سیدی مدین زمانہ تک علم مین مشغول رہنے کے بعد سیدی احمد کے پاس
پہونچے۔ چنانچہ انہون نے انکی بیعت لی اور اونکو خلوت مین بٹھلایا۔ تو اونکو تیسرے
ہی دن کشایش ہوئی۔ اسی لئے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جتنے
لوگ میرے پاس پہونچے سب کے چراغ بجھے ہوئے تھے مگر مدین کہ یہ جلتا ہوا چراغ
لیکر آیا تو مینے اوسکو اور زور دار بنا دیا۔

سیدی محمد غزی نے دمیاط تک سفر کیا اور وہان شیخ کے گھر کے لئے
مٹھائی کا ایک ڈبہ خرید الیکن کشتی مین جو زور کی ہوا چلی تو ایک رسی پلٹ کر

عہ سابق مین اسپر حاشیہ لکھا گیا اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک قسم کا ساگ ہے
جسکا پکانا بعراون کے ساتھ مخصوص تھے۔

اوس ڈبہ کی طرف آئی جس سے وہ ڈبہ دریا مین چلا گیا۔ سیدی محمد قاہرہ پہونچکر شیخ کے پاس گئے اور جب انہون نے شیخ کو سلام کیا تو انہون نے کہا کہ محمد تمہاری سوغات کہان ہے انہون نے عرض کیا کہ حضور وہ تو دریا مین گر گئی۔ شیخ نے خادم سے کہا کہ اس خلوت کے اندر جاؤ اور ان سے آکر حالت بیان کرو۔ خادم نے خلوت مین جا کر دیکھا تو وہ ڈبہ الماری پر رکھا ہوا ہے اور اوس سے پانی ٹپک رہا ہے چنانچہ اوس نے کہا کہ محمد تمہاری سوغات پہونچ گئی۔

ان کی وفات کا وقت آیا تو بعض فقیرون نے شیخ کے بعد جامع مسجد مین سجادہ نشین ہونے کی اجازت کے لئے زبردستی شروع کی۔ اسلئے شیخ نے سب کو جمع کیا اور کہا کہ مین اپنی حیات ہی مین اپنی میراث تمہارے درمیان مین تقسیم کر دیتا ہون تا کہ میرے بعد جھگڑا نہ کرو۔ پس سیدی محمد غمری سے کہا کہ محمد تمہاری طریقت کی نیکی تمہاری اولاد کے لئے ہے تمہارے اصحاب کے لئے اوس مین سے بچے کھچے قطرون کے سوا کچھ نہین ہے۔ سیدی مدین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مدین! تمہاری نیکی تمہارے اصحاب کیلئے ہے تمہاری اولاد کا اوسمین کچھ نہین ہے۔ اور سیدی عبدالرحمٰن بن بکتمر سے کہا کہ عبدالرحمٰن! تمہاری نیکی خود تمہاری ذات کے لئے ہے تمہاری اولاد اور تمہارے اصحاب کا اوسمین کچھ حصہ نہین ہے۔ اور کہتے تھے کہ یہ طریق بخششون پر موقوف ہے اور اگر اختیار کو دخل ہوتا تو سب سے زیادہ حقدار میرا بیٹا تھا اور کہا کرتے تھے کہ اے وہ ذات جو ہمارے بدلے ہماری اولاد کی تربیت کرتی ہے اور ہم اوسکی اولاد کی تربیت کرتے مین اور بہت تڑکے جامع مسجد کے دروازے پر نکلکر آتے اور جو مسافر مصر

مین آتے تھے اونسے برکت حاصل کرتے اور کہتے تھے کہ اِن پر صبح کی ہوا سے نرم کا گذر رہوا ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنے چھوٹے بچے کو لیکر اُن سے اوسکے لئے دعا کرانے کو آتا تو یہ کہتے تھے کہ خداوندا اس دنیا مین اس بچہ کو نہ کوئی ناموری دے اور نہ کوئی عزت۔ اور فقیرون سے اکثر جدا رہتے تھے اور بارہا فقیر کو پورے سال بھر تک طہارت خانہ مین ٹھیرنے کا حکم دیتے تھے اور وہ اوسکو بجالاتا تھا اور جب کوئی شخص تحصیل علم کے لئے ان کے پاس رہنے کو آتا تو اوس سے کہتے کہ میان ہمارے پاس اُسکا سامان نہین ہے جامع ازہر چلے جاوٴ۔ اور جو فقیر اِنکے پاس سکونت رکھتے تھے اونکو صرف شرع کے اون فرائض و واجبات کے سکہانے کی اجازت دیتے تھے جو عبادات سے متعلق ہین۔ اور جو مسائل کہ بیع رہن۔ شراکت وغیرہ کے معاملات کے تصفیہ سے متعلق ہین اونکے سیکھنے سے منع کرتے اور کہتے تھے کہ سب سے زیادہ ضروری سے شروع کرو اور اس عالم مین اللہ تعالی کی معرفت سے زیادہ ضروری کوئی چیز نہین ہے۔ تمہاری جگہہ مین فقہاء شریعت کے فروع کو لیے بیٹھے ہین۔ ہان اگر خدا ناکردہ وہ مارے جائین اور احکام معطل ہوجائین تب ان فروعات کا سیکھنا تمپر واجب ہوگا تاکہ شریعت مٹنے نہ پائے (مین کہتا ہون کہ) بیتے شیخ محمد حریفیش دنوشری سے جنہون نے احمد زاہد رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا اونکے "زاہد" کہلانے کی وجہ پوچھی۔ کیونکہ ہر ولی کے لئے زہد لازم ہے مگر مصر مین صرف ان کے سوا کوئی شخص زاہد کے لقب سے مشہور نہ ہوا۔ اسکے جواب مین انہون نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ اونہون نے کیمیا بنائی اور پانچ قنطار کے قریب سونا تیار کیا اور اوسکی

طرف نگاہ کرکے کہا کہ تف ہے دنیا پر اور حکم دیا کہ اسکو جامع مسجد کی موری مین
پہینک دو اوسی دن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو زاہد مشہور کر دیا۔
اُنہون نے آٹھ سو بیس ہجری کے کچھ بعد وفات پائی اور اپنی ہی جامع مسجد
مین دفن ہوئے۔ انکی قبر ظاہر ہے اور لوگ اوسکی زیارت کرتے اور اوس سے
برکت حاصل کرتے ہین۔

(۳۳۲) سیدی عمر کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میدان واقع بیرون قاہرہ کے حوض پر رہا کرتے اور گرمی ہو یا جاڑا ہر فریضہ کیلئے
غسل کیا کرتے تھے۔ اُمرا و تجار و روساء عمدہ عمدہ کہانے اور میٹھائیان آن کے
لیئے لاتے تھے اور یہ بہانگ پینے والون کو جو وہان سیر کو جاتے تھے کہلا دیا
کرتے اور اون سے کہتے کہ بہائیو یہ کیا بات ہے کہ مجھے تمہاری آنکھین سرخ
نظر آتی ہین بس اس سے زیادہ کچھ نہین کہتے تھے۔ اور ان کے ساتھ کے فقراء
ان کو ملامت کیا کرتے تھے کہ تم ان کہانون مین سے ہمکو نہین دیتے۔ اخر ایک
دن انہون نے ایک فقیر سے کہا کہ اس میٹھائی سے تم اپنی رکابی بہر لو اور اوسکو
چھپا دو۔ اور میرے ساتھ اوس خشکی پر چلکر جو اس حوض کے بیچ مین ہے اسکو
کہاؤ۔ چنانچہ یہ معہ اوس فقیر کے اوس مقام پر پہونچے اور اونہون نے کہا کہ اوس
رکابی کو کہو لو۔ فقیر نے دیکھا کہ اوسمین گبریلے بہرے ہوئے ہین۔ اونہون نے
کہا کہ کہاؤ۔ فقیر نے کہا کہ یہ گوبر کے کیڑے ہین۔ تب اُنہون نے کہا کہ اسی کے
نہ کہلانے کی تم میری روزانہ شکایت کیا کرتے تھے۔ شیخ امین الدین جامع غمری کے

امام کہتے ہین کہ جب ہمنے ان کو خوش قدم کے مقبرہ مین دفن کیا تو سیدی ابراہیم
متبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضرین مین تھے انہون نے اوسوقت کہا کہ مین
اپنے رب کی عزت کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مینے اِن سے زیادہ سہار کا آدمی
نہ دیکھا یہ جہنم کے ایک قطعہ مین اتارے گئے مگر ان کا ایک بال بھی بیکا نہوا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۲۳) سیدی ابراہیم متبولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولایت مین صاحب دوائر کبریٰ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا انکا
کوئی پیر نہ تھا۔ امیر شرف الدین کی جامع مسجد کے قریب جو قاہرہ کے محلہ حسینیہ
مین ہے بھنے ہوئے چنے بیچا کرتے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت
سے خواب مین دیکھتے اور اپنی ماں سے بیان کرتے تو وہ کہتی تھین کہ بیٹا! مردوہ
لوگ ہین جو بیداری مین مشرف ہوا کرتے ہین۔ مگر جب بیداری مین باریاب
ہونے اور اپنے معاملات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورے لینے
لگے تو انکی ماں نے کہا کہ اب تمہاری رجولیت کا مقام شروع ہوا۔ جن امرون مین
انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تھا اونمین سے ایک بِرکہ حاج
مین زاویہ کی تعمیر تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ابراہیم
اسی مقام پر اوسکو تعمیر کرو اور اگر خدا نے چاہا تو جو حاجی وغیرہ دنیا سے الگ
ہوکر رہنا چاہین گے اونکی یہ جائے پناہ ہوگی اور مصر کے مشرق سے جو بلا آنے والی
ہے اوسکی یہ دور کرنے والی ہوگی اور جب تک یہ زاویہ آباد رہے گا مصر بھی آباد

رہے گا۔ اور جب یہ برکہ کے قریب کہجور کے درخت نصب کرنے لگے تو کسی
کنوئین کا ٹھیک موقع نظر نہ آیا۔ تب اُنہون نے اسبارہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اجازت مانگی ارشاد ہوا کہ انشاء اللہ کل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کو تمہارے پاس بہیجونگا وہ تمکو خدا کے نبی شعیب کے اوس کنوئین کی جگہہ بتاوینگے جس سے وہ اپنی بکریونکو پانی پلایا
کرتے تہے صبح ہوکر اُنہون نے خط کھینچی ہوئی علامت پائی۔ اور اوس جگہہ کو کہودا تو عظیم الشان
کنوان نکلا جو اس وقت تک اُنکے احاطہ مین موجود ہے۔ شیخ جمال الدین یوسف
کردی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ سلطان قایتبائی کے زمانہ مین
قحط ہوا یہانتک کہ پانچ سو آدمی کے قریب شیخ کے زاویہ مین آکر جمع ہو گئے
چنانچہ ہر روز تین اردب آٹا پکتا تھا اور لوگون کو خالی روٹیان بغیر سالن کے
دیجاتی تہین آخر لوگون نے ان سے سالن طلب کیا تب انہون نے خادم سے
کہا کہ فلان درخت خرما کے پاس جاؤ اور اوسمین جو بوریہ بندہا ہوا ہے اوسکو اٹھا کر
بقدر ضرورت لے لو۔ اوس نے جاکر بوریہ جو اُٹھایا تو دیکھا کہ اوسمین سونے
چاندی کا ایک چشمہ جاری ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف بہہ رہا ہے خادم نے
اوس سے مٹھی بھر لی اور اوس سے سالن خریدا اسپر داروغہ خانقاہ نے کہا کہ
حضور جب ایسا معاملہ ہے تو آپ اجازت دین کہ لوگون
کو زیادہ آرام دیا جاوے شیخ نے کہا کہ اب وہان کچھہ بھی نہین ہے
چنانچہ شیخ کے پیچھے پیچھے جاکر خادم نے جو دیکھا تو وہ چشمہ نہ ملا تب
اوس نے زمین کہودی مگر کچھہ بھی نہ ملا۔ اور انہون نے بیت المقدس کے سفر مین
حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کے روضۂ مبارک کی زیارت کی اور اوس

شب مین اوس روضہ کے پاس ایک ختم پڑہا پس بعض قاریون نے عیسی علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ میری طرف سے ابراہیم کو سلام اور یہ کہو کہ اللہ تعالی تمکو میری اور میری والدہ کی طرف سے جزاء خیر عطا فرما ئے ۔ اور یہ بھی مین نے شیخ جمال الدین یوسف ہی سے سنا وہ کہتے تہے کہ مجہے اپنے خاندان کے لوگون سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اور وہ سب حصن کیفا واقع ملک کردستان مین تہے ۔ مینے شیخ سے مشورہ کیا اور وہ بعد عصر کا وقت تھا شیخ نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو ملاقات ہوجائیگی اسکے بعد مین عصر کا وظیفہ پڑہنے کو خلوت مین گیا تو مین نے اپنے آپکو اپنے شہر مین پایا ۔ لوگ مجہے سلام کرتے اور میرے آگے آگے پہریرے اڑاتے جاتے تہے ۔ چنانچہ مین اپنے گہر مین داخل ہوا اور اپنے والدین کو سلام کیا ۔ اور مین اونکے یہان ٹھیرا ۔ جامع مسجد مین مینے خطبے پڑہے اور نو مہینے تک بچون کو پڑہاتا رہا ۔ اسکے بعد شیخ سے ملنے کا شوق بہڑکا اور مین نے اپنے والدین سے اجازت مانگی ۔ انہون نے اجازت دی اور مین گہر سے نکلکر شہر کے باہر آیا تو مین نے اپنے آپ کو برکۃ الحاج والی خلوت مین پایا ۔ اور مین بہائیون سے صاحب سلامت کرنے کو باہر آیا ۔ تو کسی نے بہی مجہے سلام نہ کیا تب مین نے اون سے اپنے سفر کا حال کہا تو سب کہنے لگے کہ یوسف کو جنون ہوگیا ہے ۔ آخر شیخ کو اسکی خبر ہوئی تو انہون نے کہا کہ میان اپنے واقعہ کو پوشیدہ رکہو ۔ تین سال کے بعد ان کے والدین شیخ کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ اگر آپکی خاطر مد نظر نہوتی تو ہم سال بہر تک یوسف کو آنے نہ دیتے (مین کہتا ہون کہ) یہ قصہ ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کے مسائل مین سے اور اوس جوہری کے

واقعہ کے مشابہ ہے جسنے دریا مین غوطہ لگایا تو اپنے آپ کو بغداد مین پایا - یہان اوس نے شادی کی اور اوسکی اولاد ہوئی - بعدہٗ سر جو اٹھایا تو اپنے کپڑون کے پاس دریائے نیل کے کنارہ پر مصر مین تھا پس جو عالم خیال مین تھا اوس کا ظہور حس مین ہوا - اور یہ شیخ یوسف صالحین مین سے تھے اور ذکر کرتے تھے کہ مین خضر علیہ السلام سے بہت ملا کرتا ہون چنانچہ سچائی کے آثار اونکے چہرے سے ظاہر تھے اور یہ سات دن مین قرآن ختم کیا کرتے تھے اور یہ قصہ اُنہون نے مجھسے اپنے کمال اور عقل و فہم کی حالت مین بیان کیا تھا -

جب بنو حرام اُن کے زاویہ مین بنی وائل کے خوف سے آکر جمع ہوئے تو انہون نے بنی وائل کو ایک قاصد کے ذریعہ سے حکم بھیجا کہ صلح کر لو - لیکن بنی وائل نے کہا کہ اسمین متبولی کو کیا دخل ہے اوس سے کہدو کہ وہ اپنے بچون کو لیکر پہاڑ مین بیٹھا رہے واللہ جب تک ہم اپنے گھوڑون کو مدینہ کے حوضون سے پانی نہ پلائینگے نہین لوٹینگے اسکو سنکر شیخ نے کہا کہ مین اپنے رب کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ قیامت تک بنی وائل مین سے کوئی سردار نہ اوٹھے گا - چنانچہ وہ ہمارے زمانہ تک بنی حرام کے تحت مین ہین - اور سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ نکاح نہ کرنے کے باعث لوگون کے انکار مین مبتلا تھے اور کہتے تھے کہ میری پشت مین اولاد ہی نہین ہے کہ مین اونکے قصد سے نکاح کرون - اور انہون نے تقریباً اسی برس کی عمر پائی مگر مرتے دم تک غسل جنابت نہ کیا کیونکہ ان کو کبھی احتلام نہوا - اور جب ان کے پاس ایسے جوان جنکی خواہش زورون پر ہوتی آتے تھے تو اون سے کہتے تھے کہ ایک مدت کے لئے اوسکو دبانا چاہتے ہو یا ہمیشہ کے لیئے - اگر وہ کہتا

کہ اتنی مدت تک کے لئے کہ تا اہل کے خرچ کا مقدور ہوجاسے تو اوس سے کہتے
کہ لے اس دہاگے کو اپنی کمر مین باندہ لے جبتک یہ تیرے ساتھ رہے گا تیری
خواہش نہ زور نہ کریگی اور اگر کہتا کہ مین عمر بہر کے لئے چاہتا ہون کہ یہ خواہش زور
نہ کرے تو اوسکی پیٹھ پر ہاتھ پہیر دیتے تھے جس سے مرتے دم تک اوسکو نہ خواہش
ہوتی تھی اور نہ استادگی۔ اور جب کسے شخص کی نسبت ان کو خبر پہونچتی کہ وہ
ان کا انکار کرتا ہے تو کہتے کہ اے میرے بچو مین زہر ہلاہل ہون لوگو تمکو مجھ سے
کیا سروکار۔ جو فقیر اون کے یہان رہتے تھے اونکے احوال پوچھا کرتے اور شگفتہ
ہوکر اون سے باتین کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن اونمین سے ایک شخص کو
دیکھا جو کثرت سے عبادت اور اعمال صالحہ کیا کرتا تھا مگر لوگون کو اوسپر اعتقاد
نہ تھا۔ شیخ نے اوس سے کہا کہ میرے بچے یہ کیا بات ہے کہ تمکو مین دیکھتا ہون
کہ عبادت مین پڑے ہوئے ہو مگر درجہ مین ناقص ہو شاید تمہارا باپ تم سے خوش
نہین ہے۔ اوس نے کہا کہ ہان۔ پہر شیخ نے اوس سے پوچھا کہ تم اوسکی قبر
پہچانتے ہو۔ اوس نے اسکا جواب بہی اثبات مین دیا۔ تب شیخ نے کہا کہ تم مجھے
اوسکی قبر کے پاس لے چلو کیا عجب ہے کہ وہ راضی ہوجائے شیخ یوسف کُردی
کہتے ہین کہ جب شیخ نے اوسکے باپ کو آواز دی تو واللہ مینے اوسے دیکھا کہ اپنی سر کی خاک جہاڑتا قبر سے
باہر آیا اور جب وہ سیدہے طور سے کہڑا ہولیا تو شیخ نے اوس سے کہا کہ فقراء
سفارش کرنے کو آئے ہین آپ اپنے اس بیٹے سے راضی ہوجائے اس پر اوسنے
کہا کہ مین تم لوگون کو گواہ رکہتا ہون کہ مین اوس سے رضامند ہوگیا۔ تب شیخ
نے اوس سے کہا کہ آپ اپنی جگہہ کو لوٹ جائین اور وہ لوٹ گیا۔ اور اوسکی

قبر جامع فخرالدین کے قرب مین حسینیہ کے سرے پر واقع ہے شیخ یوسف کہتے ہین کہ جب ہم بہرکہ کی طرف واپس ہوئے تو راستہ مین ایک عورت نے کہا کہ یا سیدی ذرا ٹھیر جایئے شیخ نے مادہ دراز گوش کو روکا اور پوچہا کہ تیرا کیا کام ہے اوس نے کہا کہ میرے بیٹے کو فرنگیون نے پکڑ لیا ہے۔ مین چاہتی ہون کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرین کہ وہ واپس آجائے شیخ نے کہا بسم اللہ اور دعا کی اور پہر کہا کہ دیکہ وہ تیرا بیٹا ہے چنانچہ اوسکی نگاہ بہی اوسپر پڑی اور جب اوسکا بیٹا اوسے ملگیا تو ہم روانہ ہوے اور شیخ نے کہا کہ دیکہو کہ اس زمانہ مین بہی اللہ کے ایسے مرد ہین جنکے سوال کو وہ فوراً قبول فرماتا ہے۔ اور یہ اپنی ڈاڑہی کو پکڑتے اور کہتے تہے کہ اس ڈاڑہی کے بعد مصر پر کیا گذریگی مین اسکے لئے امان ہون۔ اور کہا کرتے تہے کہ قسم ہے میرے رب کی عزت کی کہ میرے بعد میرے احوال ستر مردون پر تقسیم ہونگے اور اون سے نہ اوٹہین گے۔ اور جب یہ کسی بڑے آدمی کے پاس جاتے تو فقراء مین سے کسی کو ساتہ نہین لیجاتے اور اون سے کہتے کہ تم لوٹ جاؤ مین زہر کہانے کو جا رہا ہون اور تم اوسکو برداشت نہین کر سکتے ہو۔ اور کہا کرتے تہے کہ جب امیرون کے کہانے زہر ہین تو بادشاہون کے کہانے کا کیا پوچہنا ہے۔ ابن البقری نے ایک شخص پر ظلم کیا اور اوسکی گاے چہین لی جسکا دودہ وہ اور اوسکے بال بچے پیا کرتے تہے۔ وہ شخص سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا شیخ اپنی دراز گوش پر سوار ہوکر ابن البقری کے پاس پہونچے تو دیکہا کہ اوسکے پاس اوسکے پیر ابن الرفاعی بہی بیٹہے ہین شیخ نے اوسکے پیر کے

سامنے بڑی آن بان سے گفتگو کی اور اوس سے کہا کہ تیرے اس پیر کا باپ اپنے ملک مین بندر نچایا کرتا تھا۔ شیخ کا یہ کہنا تھا کہ بندر ریچھ گدہا اور کتا اوسکے مکان کے وسط مین موجود تھا یہانتک کہ حاضرین نے دیکھ لیا اور شیخ کے کلام کی تصدیق ہوگئی اور پہر وہ سب جانور غائب ہوگئے آخر ابن البقری نے معافی چاہی اور کام نکال دیا۔ ایک مرتبہ برکتہ الحاج مین جامع ازہر کے کئی فقیہہ رات کو آکر رہے ان لوگون نے دیکھا کہ شیخ کے پاس امیرون کی اولاد مین سے دو امرد خادم ہین جو اونکے ساتھ خلوت مین سوتے ہین۔ فقیہون نے اسکو برا سمجھا اور اسکی باضابطہ (شرع کی روسے) نالش صالحیہ مین کی۔ چنانچہ قاضی نے شیخ کو بلوا بہیجا۔ وہ صالحیہ مین حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ ماجرا کیا ہے۔ قاضی نے کہا کہ تمہارے خلاف مین ان کا یہ دعوی ہے کہ تم نوجوانون کے ساتھ خلوت مین رہتے ہو اور یہ شرع مین حرام ہے۔ شیخ نے کہا کہ ہے تو یونہین اور اپنی ڈاڑہی دانتون سے دبائی اور فقیہون پر چلائیے۔ پس وہ سب چلاتے ہوئے وہان سے نکلے اور پہر کچھ نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئے اور کیا ہوئے۔ بعدہٗ خبر آئی کہ فرنگیون کے ملک مین پکڑے گئے اور نصرانی ہوگئے لوگون نے شیخ سے اونکی سفارش کی مگر کسی کی کچھ بھی نہ سنی گئی اور پہر اون لوگون کی کوئی خبر نہ آئی۔ اور دستبول کے ایک گھر کے لوگون نے انپر اپنے لڑکے کے ساتھ لواطت کرنے کی تہمت لگائی تو انہون نے کہا کہ اللہ اونکی ذریات کو رسوا کرے۔ چنانچہ اوسدن سے آج تک اوس خاندان کے لڑکے مخنث اور لڑکیان حرام کار ہوتی آتی ہین۔ اور ایک اور شخص نے ان کو حرامکاری کی تہمت لگائی تہی تو انہون نے اوسکو کہا تھا کہ اللہ

تیرے آدھے چہرہ کو سیاہ کردے چنانچہ اوس کا ایک گال سیاہ ہوگیا اور ہمارے وقت تک یہی حال اوسکی ذریت کا ہے۔ یہہ کہتے تھے کہ قسم ہے میرے پروردگار کی عزت کی کہ مینے ولیون مین سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ سے زیادہ فتوت والا نہین دیکھا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اونکے درمیان مین باہمی اخوت قایم کی ہے۔ اور اگر یہان ان سے زیادہ فتوت والا کوئی اور ہوتا تو ضرور میرا بھائی چارہ اوسی سے قایم فرماتے ایکمرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اوسکے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ تھا۔ شیخ نے اس بچہ سے کہا کہ اس بیر کے درخت کو ہلاؤ۔ چنانچہ اوس نے ہلایا تو بہتر دانے بیر کے اوس سے گرے۔ تب شیخ نے اوس لڑکے سے کہا کہ ان سب کو کھاجاؤ تمہاری اتنی ہی جوروئین ہونگی۔ چنانچہ اوس لڑکے نے بہتر بیبیان کین۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے یہان کی روٹیان میرے بھائی احمد بدوی کے یہان کی روٹیون سے بڑی ہونے پائین۔ اور یہ حاکمون کے حق مین زہر ہلاہل تھے جب کسی امیر یا وزیر سے یہ برہم ہوئے اور وہ اوسی وقت یا اوسی رات کو مرا۔ ایک مرتبہ ظالمون کے ایک گروہ نے انکے احاطہ کے لوگون سے تعرض کیا جسکا باعث یہ تھا کہ وزیر نے جسکا نام قاسم تاجر تھا انکو ستانے کا ارادہ کیا اور کہا تھا کہ اگر متبولی شیخ ہے تو مجھے سوجادے۔ شیخ نے کہا کہ میان مین سوجاتا نہین ہون مین تو چلچلاہٹ کرتیر چلاتا ہون جو کبھی لوٹتا نہین۔ چنانچہ وزیر بیت الخلا گیا تھا اور لوگ اوسکے باہر آنے کے منتظر تھے مگر جب وہ باہر نہ آیا تو لوگون نے جاکر دیکھا اور اوسکی ڈاڑھی اور منہ کو قدمچہ کے اندر اور نجاست مین لتھڑا ہوا اور اوسکو مردہ پایا۔ اسلئے حکام کسی

امر مین اُن سے تعرض نہین کرتے تہے ۔ یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تہے
کہ تم مین سے کوئی شخص جب کسی ممنوع چیز کو دور کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے
کہ اوسکے دور کرنے مین اپنے قلب سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوا ور اوس ممنوع
کے مرتکبون کے قلب پہیر دے تاکہ وہی اوسکو دور کردین ۔ شیخ یوسف
رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک دن ہم سب مسئلہ فرعون کی گڑہی واقع مطریہ
مین تہے کہ سپاہیون کا ایک گروہ شراب کے گہڑے لئے ہوئے پہونچا اور وہان
بیٹہکر شراب پینے لگا اسپر سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس برائی کو
کون دور کرتا ہے ۔ ایک فقیر نے کہا کہ مین چنانچہ اوس نے اپنی طوق مین سر
ڈالا اور فوراً ہی سپاہیون نے ڈنڈون اور جوتون سے آپس ہی مین لڑنا
شروع کیا اور خود ہی گہڑون کو توڑ ڈالا اور پہر معافی چاہتے ہوئے شیخ کے پاس آئے
اور شیخ کے ہاتہ پر توبہ کی اور سب نے کہا کہ ہم اللہ تعالی سے بخشایش چاہتے
ہین ۔ شیخ محمد ناسولی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہین کہ جب ہم اونکے ہمراہ طندتا کے
اطراف مین سفر کرتے تہے تو یہ ہم سے کہتے تہے کہ شب باشی شیخ علی ابن
صعیدی یعنی مولف کے دادا کے پاس ہونی چاہیئے کیونکہ اونکے یہان کا
کہانا حلال ہے ۔ اور اسکی وجہ یہ تہی کہ مولف کے دادا رحمہ اللہ پرہیزگاری مین
موشگافی کرتے تہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالی اونکے ترجمہ مین آئیگا ۔ اور مینے
شیخ عبدالقادر دشطوطی رحمہ اللہ کی زبان سے سنا کہ اولیاء اللہ مین کوئی
ایسا نہین ہے جسکا دسترخوان ہر سال سکندر ذو القرنین کی دیوار کے
اوپر بچہتا ہو مگر سیدی ابراہیم متبولی رضی اللہ علیہ اور نبیوں اور ولیون مین سے کوئی

ایسا نہین ہے جو اوس دعوت مین حاضر ہوتا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دسترخوان
کے صدر مین رونق افروز ہوتے ہین اور داہنے بائین بہ تفاوت مدارج انبیاء
علیہم السلام بیٹھتے ہین اور علی ہذا اولیاء رضی اللہ عنہم اور اس دسترخوان
کے مہتممین مقداد ابن اسود رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ اور ایک جماعت
ہے۔ مین نے سیدی عبدالقادر سے ایسا ہی سنا ہے اور وہ یہ بھی کہتے تھے
کہ مین چند سال اسمین شریک ہوا ہون۔ اور بہت سے چرواہے مطریہ کے
قرب وجوار مین انکے احاطہ کے اندر اپنی بکریون کو چرایا کرتے تھے اس لیے
شیخ کے لوگون نے اونپر تشدد کیا۔ اسوجہ سے ایکدن جبکہ شیخ مصر سے برکہ
کی طرف سواری پر واپس آرہے تھے اور اونکے ہمرکاب فقراء کی ایک جماعت
تھی چرواہون نے دس خونخوار کتے جنکی گردنون مین آہنی حلقے پڑے تھے
اس غرض سے چھوڑے کہ شیخ اور اونکے ہمراہیون کو کاٹ کھائین۔ مگر جب
وہ شیخ کے پاس پہونچے تو دم ہلانے اور شیخ کے پاس گویا برکت حاصل کرنے
کو پناہ لینے لگے۔ اور جب اونکے مالک اونکی طرف آئے تو اونپر الٹا پڑے
اور اونکو کاٹ کھایا۔ اور پھر شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف چلے گئے اور اونکی خدمت مین
رہنے لگے۔ اور جب مجاورون کے آپس مین قصہ قضیہ ہوتا تو شیخ باورچیخانہ
مین جاکر رفیدہ پر اپنے ڈنڈے سے مارتے اور کہتے کہ تو ہی نے ہمارے
پاس ان گمنام لوگون کو جمع کر رکھا ہے۔ پس دن ہی نکلنے نہ پاتا کہ وہ لوگ
خود بخود بغیر اسکے کہ کوئی اونکو نکالے اوس مکان سے متفرق جگہون مین چلے
جاتے تھے۔ اور کبھی انکو کسی نے مصر مین ظہر کی نماز پڑھتے نہ دیکھا اور ایک

مولوی ابن کو برُا سمجھتا تھا - وہ سفر کرتا ہوا ملک شام پہونچا تو اوس نے سیدی ابراہیم کو رملہ لد کی جامع ابیض مین پایا اور انکو سلام کیا اور مسجد کے مہتمم سے ان کو پوچھا کہ کیا سیدی ابراہیم ظہر کی نماز ہمیشہ تمہارے ہی ہان پڑھا کرتے ہین اوسنے اسکا جواب اثبات مین دیا تب وہ اپنے انکار سے باز آیا -

آنکا قول ہے کہ تکبر نہ کرو تو بڑے ہو جاوُگے -

اپنے دل کو دنیا کی محبت سے پاک وصاف کرو تو آب ایمان سے تمہارے دل مین نہرین جاری ہونگی اور جسنے اپنے دلکو اس سے اچھی طرح صاف نہ کیا اوسکے قلب مین آب ایمان جاری نہوگا --

مین فقیر کو دوست نہین رکھتا مگر اوسی صورت مین کہ وہ کوئی پیشہ کرتا ہو جو اوسکو سوال سے باز رکھے -

جب بقاعی وغیرہ نے حضرت عمر بن الفارض کی شان مین گفتگو کی تو لوگ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ سلطان العشاق جیسے بزرگون کی شان مین گفتگو کیجاتی ہے - تب اُنھون نے ان لوگون سے پوچھا کہ سلطان العشاق کون ہے ؟ لوگون نے کہا کہ حضرت عمر بن الفارض - اسپر سیدی ابراہیم نے کہا کہ ایسا اون کے مماثل وہ لوگ ہین جنکی چیخ سے روے زمین معمور ہے مگر ان مین سے کسی کو اللہ عزوجل کے اسرار مین سے اتنا بھی نہ ملا جس سے نیوے کی مونچھ ڈھک سکے علی ہذا القیاس یہ ایسے لوگون کو کم رتبہ سمجھتے تھے جو گوبی وغیرہ جیسی ریاضتین کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ قسم ہے میرے

پروردگار کی عزت کی کہ بت پوجنے والون کا حال ان لوگون سے بہتر ہے
کیونکہ اللہ عزوجل نے بت پرستون کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ
ع؎ "ہم تو ان کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہین کہ خدا سے ہمکو نزدیک کر دین"
اور ان لوگون نے اللہ تعالی کے بزرگ نامون کو اغراض خسیہ یعنی دنیا کے
ایسے رتبون کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے کہ اگر کسی عقل والے کو بغیر
سوال کے دیئے جائین تو مقتضائے ادب یہ ہے کہ اوسسے انکار کر دے
پھر اوسکو کیا کہا جاسے جو انکی طلب مین رات دن زبردستی توجہ کرتے اور بھوکے رہتے ہین یہانتک
کہ اوس کا دماغ خشک ہوجاتا ہے اور بعضون کو مالیخولیا و جنون ہوجاتا ہے۔
یہ صوف پہنتے اور اوسیکا عمامہ باندہتے تھے اور سرخ صدری پہنتے اور کہتے
تھے کہ مین احمدی ہون۔ اور اپنے احاطہ مین مزدورون کے کام کرتے درختون
مین پانی پہونچاتے اور پانی کے حوضون کو گھاس پھونس سے صاف کرتے تھے
یہ جب کسی آدمی کو دیکھتے تو جو کچھہ اوسکے دل مین ہوتا اور جن بیحیائیون کا
ارتکاب کرنے والا وہ ہوتا سب انکو معلوم ہوجاتا تھا۔ ایک عورت اپنے بچہ
کو اسلئے لیکر آئی کہ ان کے یہان برکۃ الحاج مین پڑہا کرے۔ تو شیخ نے کہا کہ مین
اپنے ہان چورون کو جنکے ہاتھ کٹے ہون جمع نہین کرتا۔ اوسکی مان نے کہا خدا میرے
بچے کے ہاتھ پانون سلامت رکھے اور لڑکے کو اوس نے پڑہنے کیلئے خانقاہ
مین بٹھلا دیا۔ یہان اوس نے چوری کی اور اوسکا ہاتھ کاٹا گیا اور شیخ کی بات

ع؎ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

سورہ زمر کی تیسری آیت (تیئسوین پارہ کا پندرہوان رکوع)

سیخ نکلی۔ اور اُن کا معمول تہا کہ جب انکے پاس کوئی قیمتی جبہ یا عباء آتی تو اوسکو پہنکر اوپر سے رسی لپیٹ لیتے اور اوسکو پہنے ہوئے زمین کہودتے اور کہتے کہ دنیاوی پوشاکون کی ہمارے یہان کیا قدر! اور انکے مریدون مین سے جب کوئی شخص خلوت مین بیٹھنے اور ریاضت کرنے کو ان سے جدا ہوتا تو اوسکو بالکل چھوڑ دیتے اور اوس سے کہتے کہ میان مین تو تمکو مرد بنانا چاہتا ہون مگر تم اندہے اُلّو جیسے ہوجانا چاہتے ہو کہ کسی کو تم سے نفع نہ پہونچے اور انکے واقعات حکام وغیرہم کے ساتھ مشہور ہین۔ اور انکا قول تھا کہ جو فقیر اپنے سر کے بالون کی تعداد مین ظالمون کو قتل نہ کرے وہ فقیر نہین ہے اور سلطان قایتبای کو بہت سے معاملات مین روکدیا کرتے تہے یہانتک کہ ایکدن سلطان نے ان سے کہا کہ یا مین ہی مصر مین رہون یا تم ہی رہو۔ آخر سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی سمت روانہ ہوئے۔ لوگون نے پوچھا کہ کہانتک کا ارادہ ہے۔ انہون نے کہا کہ جہان میری گدہی جاکر ٹھیر جائے چنانچہ وہ مقام اسدود مین سیدی سلیمان رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ٹھیر گئی اور وہین کچہ اوپر آٹھ سو اسّی ۸۸۰ھ مین وفات پائی اور سیدی سلیمان رضی اللہ عنہ نے اپنی شہرت اونکو بخشدی چنانچہ اوسی دن سے اونکا نام مٹگیا اور سیدی ابراہیم رضی اللہ عنہ کے نام کو شہرت ہوئی۔ اور لوگون مین مشہور ہے کہ قایتبای سے غصہ ہوکر چلے گیے مگر یہ امر شیخ کے مقام کے مناسب نہین ہے کیونکہ کاملین اپنی ذات کے لئے غصہ نہین ہوا کرتے وہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام کو اٹھ جاتے ہین تو اونکی ہمتی لیجاتی ہے یا کوئی اچھی

نیت یا اور کوئی امر واللہ اعلم۔ ایک شخص ایک امرد پر عاشق ہوا۔ وہ امرد بھاگ کر
سیدی ابراہیم کے پاس چلا آیا۔ انہون نے اسکو اپنی خلوت مین رکھا۔ یہ خبر جو
عاشق کو معلوم ہوی تو اوس نے اپنی ہیئت بدلی اور فقیر کی صورت مین فقیری
سیکھنے کے بہانے سے سیدی ابراہیم کے پاس پہونچا انہون۔ نے اسکو بھی اوسی
خلوت مین رکھا جہان امرد کو رکھا تھا۔ چنانچہ بعض لوگون نے سیدی ابراہیم
کے اس فعل کو ناپسند کیا۔ مگر صبح ہوکر فقیر باہر آیا اور کہنے لگا کہ حضرت مین
اللہ سے توبہ کرتا ہون۔ انہون نے کہا کہ آخر کیون؟ اوس نے کہا کہ حضرت
جو نہین مینے اس نوجوان پر ہاتھ رکھا کہ مجھے اسقدر تپ چڑھی کہ صبح تک
بیٹھ نہ سکا۔ بس مینے اللہ سے توبہ کرلی۔ شیخ نے کہا کہ اچھا مین تمکو اوسکی
سزا بھی دے لون۔ چنانچہ وہ چھ مہینے تک وہین بیمار پڑا رہا یہانتک کہ دنیا
ومافیہا کی ساری خواہشین اوس سے نکل گئین۔

(۳۲۴) شیخ حسین ابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگ بڑے کامل عارفون اور اصحاب دوائر کبریٰ مین سے تھے کثرت سے
اپنی حالت بدلا کرتے تھے کبھی ان کے پاس جاؤ تو تمکو سپاہی دکھائی دین۔
کبھی درندے۔ کبھی ہاتھی اور کبھی شیرخوارہ بچہ وعلیٰ ہذا۔ چالیس برس تک
یہ خلوت مین رہے جسکا ہر طرف سے دروازہ بند اور صرف ایک روزن کھلا ہوا
تھا جس سے ہوا جاتی تھی۔ یہ زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا لیتے اور لوگون
کو دیتے تھے جو اونکے ہاتھ مین جاکر سونا چاندی ہوجاتی تھی۔ اور جو لوگ فقرای

کے احوال سے ناواقف تھے وہ اِنکو کیمیا وسیمیا جاننے والا کہتے تھے - اور جب
خواجہ ابن القنیش برسی نے اِنکے زاویہ کی تعمیر شروع کی تو ان کے دشمنون
نے کہا کہ یہ بہاری خرچ ہو نہو شیخ حسین کی کیمیا ہی سے ہوتا ہے - چنانچہ بعض
اوباشون نے شیخ کے قتل کا ارادہ کیا - اور اونکے پاس پہونچکر تلوارون سے
انکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اونکی لاش کو لیجا کر گہورے پر پہینکدیا اور ہزار دینار انکے
قتل کی اجرت لی - لیکن صبح کو جو دیکھتے ہین تو شیخ حسین بیٹھے ہین - اور کہہ
رہے ہین کہ تمکو چاندسے دہوکا ہوا - یہ جہان جاتے تھے چاہے سڑکون پر اور
چاہے کہین اور نیوے انکے پیچھے پیچھے چلتے تھے اسی لئے ان کے اصحاب
کو لوگ نموسیہ (نیوے والے) کہتے تھے - اور جو کچھہ شطح کہ ان کے اصحاب سے
صرزد ہوے جس سے شریعت کے رو سے اونکی گردنین ماری گئین سب سے
بہ بری تھے ان کے اصحاب مین سے ایک شیخ عبید تھے جو اب انکے پاس
مدفون ہین - یہ کثرت سے ایسی باتین کرتے تھے جنکی کوئی تاویل نہین ہو سکتی
اسلئے انکی زبان چہیدی گئی تہی - بعض ثقات نے مجھے خبر دی کہ وہ شیخ عبید
کے ساتھہ ایک کشتی مین سوار تھے - وہ کشتی دلدل مین پہسگئی مگر کوئی شخص اوسکو
اوس مقام سے ہٹا نہ سکا - تب شیخ عبید نے کہا کہ ایک رسی لگا کر اسے میرے
انثیین سے باندہدو اور مین اتر کر اوسے کہینچتا ہون - چنانچہ لوگون نے ایسا ہی
کیا اور اونہون نے اپنے انثیین سے اوسکو کہینچا یہان تک کہ وہ دلدل سے نکلکر
دریا مین آ گئی - شیخ حسین رضی اللہ عنہ کچھہ اوپر آٹھ سو نوے ہجری مین فوت ہوئے
اور اپنے زاویہ مین جو مصر کے محلہ بولاق مین دریاے نیل کے کنارہ پر ہے دفن ہوئے

(۳۲۵) سیدی شیخ محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی احمد زاہد رضی اللہ عنہ کے ممتاز اصحاب مین سے ایک علماء عاملین اور فقراء زاہدین و محققین مین سے تھے اور اس راستہ مین سیرت صالحہ پر چلتے تھے۔ انکی جماعت محلہ کبریٰ وغیرہ مین ادب و مجاہدت مین ضرب المثل تھی جب سیدی احمد زاہد نے ان کو محلہ کبریٰ مین جانے کی اجازت دی اور کہا کہ تمہارا ٹھکانا وہین ہے تو شیخ ابوبکر طرینی نے مزاحمت کی اسلئے یہ لوٹ کر ایک عرصہ تک محلہ ابی الہیثم مین رہے بعدہٗ مصر کو واپس آئے۔ تب سیدی احمد نے سیدی مدین سے کہا کہ جاؤ اور اپنے بہائی کو اوس محلہ مین جاؤ چنانچہ سیدی مدین اونکے ہمراہ گئے اور جب تک کہ انکے اور طرینیہ کے درمیان عمدہ تعلقات قایم نہ ہو لئے وہان سے نہ آئے اور طرینی کے پیرودن نے ان کے لئے مجلس میلاد کی اور اوسمین اپنا مال خرچ کیا یہ کہتے تھے کہ مین نے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس مدتون پاسبانی کی۔ مدتون مشعلخانہ کی خدمت انجام دی اور مدتون داروغگی کی۔ انہون نے فقراء کو تین قسمون مین تقسیم کر رکھا تھا ادھیڑ جوان۔ اور لڑکے۔ اور ہر قسم کے لئے خاص جگہہ مقرر کر دی تھی جسمین دوسرا آنے نہین پاتا تھا۔ اور یہ سب صرف ایک ہی دن یعنی جمعہ کو ایکجا ہوتے اور ہفتہ بہر مین جو کچھہ واقع ہوتا اوسکا قصہ چکاتے تھے۔ کیونکہ انہون نے اون سے عہد کر لیا تھا کہ کوئی شخص کبھی اپنی نسبت کسی کو جواب نہ دے بلکہ ظلم کرنے والے کو معاف کر دے یا شیخ سے اوسکی شکایت کرے

اور شیخ جو چاہین کرین اسلئیے کہ یہ سب اپنی جانون کو شیخ کی ملکیت جانتے تھے
کہ جیسا تصرف چاہین اونمین کرین اور اپنے آپ کو اپنے جسمون کا نگہبان سمجھتے
اور اس حیثیت سے اونکی مدد کرتے تھے کہ حق کی طرف اونکی نسبت ہے۔ اور
شیخ جو کچھہ سزا یعنی دل سے اوتار دینے ۔ نکال دینے۔ مارنے ہو کار کہنے اور امثال
ذلک کی دیتے تھے اوس سے کوئی شخص کبھی رنجیدہ نہوتا تھا بلکہ اوسکو شیخ کا فضل
جانتا تھا اور جو شخص ایسے معاملہ مین شیخ سے اونکی چغلی کہاتا تھا اوس سے
بھی مکدر نہین ہوتے تھے کیونکہ وہ سب ادب کی طلب مین سچے تھے یہ کہا کرتے
تھے کہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ کبھی کسی فقیر کو سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے
تھے مگر اوسی صورت مین کہ اوس سے کرامت کا ظہور ہوا اور میری یہ کرامت
ظاہر ہوئی تھی کہ مین سو گیا اور قندیلین نہ جلائی گئین آخر مین نے اشارہ کیا اور سب
کی سب روشن ہو گئین ۔ اور میرے نیکوکار بھائی شیخ شمس الدین طنیخی نے مجھسے
بیان کیا کہ ایک دن فقیرون نے مجھے تازہ کھجورین لانے کو باغ بھیجا وہان مینے
غلبۂ نفس سے تین کھجورین کہا لین ۔ داروغۂ خانقاہ نے اسکو دیکھہ لیا اور کہا کہ اس
شخص نے فقراء کے پیچھے مین کھجورین کہائی ہین مینے اون لوگون سے کہا کہ مینے
تین کھجورین کہائی ہین ۔ اسپر شیخ نے حکم دیا کہ ایک دن کے لئیے ہر قسم کی کھجورون
سے محروم رکھا جائے ۔ اور انہین نے یہ بھی مجھ سے بیان کیا کہ اگر اون کے
کسی فقیر کے پاس اوسکے وطن سے اوسکا باپ یا بھائی آتا اور اوسپر اوسکی
نظر بھی پڑتی تو جب تک کہ داروغہ سے اجازت نہ لے لیتا اوسکو سلام نہین کرتا
تھا۔ اور ایکدن سیدی محمد بن شعیب خیسی اونکی خلوت کے اندر چلے گئے تو دیکھا

کہ یہ ہوا مین بیٹھے ہین اور انکی سات آنکھین ہین اور اونہون نے کہا کہ مردان کامل ابو العیون کہلاتے ہین۔ ایکسال قحط واقع ہوا تو جو کچھ گیہون انبار خانہ مین تھا شیخ نے سب کو نکالکر لوگون کے ہاتھ بیچ ڈالا اور پھر اورون کی طرح خرید کر خرچ کرنا شروع کیا اور کہا کہ اللہ تعالی اوس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے بھائی سے متمیز ہو کر رہے۔

جب انہون نے امیر الجیوش کے چھوٹے بازار واقع مصر مین اپنی جامع مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو ایک شخص کو جو مصر مین بکریان چرایا کرتے باب نصر مین رہتے اور ولایت مین مشہور تھے کہلا بھیجا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعمیر کی اجازت حاصل کر دین۔ انہون نے کہا کہ مین تمکو کل جواب دونگا۔ اور دوسرے دن کہلا بھیجا کہ تعمیر کرو آنحضرت صلی اللہ نے تم کو اجازت دی ہے۔ یہ سفارشون کے لئے چلکر جانے کو پسند کرتے تھے حال آنکہ اپنی دلی توجہ سے حاجت براری کر سکتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص کسی کا کام نکالنے کو چلکر جاوے اوسکے حق مین حدیث وارد ہے نہ اوسکے حق مین جو اپنے قلب کے ذریعہ سے کام نکال دے اور جب سلطان جقمق نے ابن عمر حاکم صعید پر دوڑ بھیجی تو سپاہی اوس بیچارہ کو پابزنجیر کر کے لے چلے اور صعید ہی مین سیدی محمد رضی اللہ عنہ کا ایک فقیر گدھے پر مولیان لادے ہوے بیچنے کو لئے جا رہا تھا کہ اوسکے گدھے نے ٹھوکر کھائی تو اوس نے کہا "یا سیدی محمد یا غمری" ابن عمر نے اسکو سن لیا اور پوچھا کہ یہ کون ہین۔ فقیر نے کہا کہ میرے شیخ ہین تب ابن عمر نے کہا کہ اب مین بھی "یا سیدی محمد یا غمری میری خبر لیجئے" کہتا ہون۔ سیدی محمد رضی اللہ عنہ نے

اسکو سن لیا حال آنکہ وہ محلہ کبری واقع مصر مین تھے۔ مجھسے اس قصہ کے بیان
کرنے والے شیخ شہاب الدین بن نخال کہتے ہین کہ اوسی وقت شیخ نے تین
گدہے منگوائے اور حکم دیا کہ سوار ہوتے جاؤ۔ چنانچہ ہم سوار ہوکر شیخ کے
ہمراہ قاہرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہان پہونچکر شیخ لحظہ بہر سلطان حسن کے گنبد
کے نیچے بیٹھے تھے کہ ہمنے دیکھا کہ سپاہی ابن عمر کو پا بزنجیر قلعہ کی جانب لیے
آرہے ہین۔ شیخ نے ابن النخال سے کہا کہ اس شخص کے پیچھے پیچھے جاؤ اور جب
تم سلطان کو دیکھو کہ اسپر گرم ہوا اور اسکے مار ڈالنے کا حکم دیا تو تم اپنے کلمہ کی انگلی
کو انگوٹھے پر رکھکر اوسپر حملہ کرنا۔ جتنے لوگ اوسکے ہمراہ ہونگے سب کے یہانتک کہ
خود سلطان کے دم بند ہوجائینگے۔ چنانچہ جب ابن النخال اوسکے پیچھے پیچھے
وہان پہونچے تو سلطان اوسپر غضبناک ہوا اور اونہون نے شیخ کے کہنے کی
تعمیل کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان چلا اوٹھا کہ اسکو رہا کردو اور خلعت لا کر
اسکو پہناؤ۔ بعدہٗ ساری جماعت کے منہ پر زعفران ملی گئی اور ابن النخال نے
وہان سے آکر شیخ کو خبر دی۔ شیخ نے کہا کہ سوار ہوجاؤ کام نکل گیا اور کسی شخص
نے ابن عمر کو نہ اس واقعہ کی اور نہ شیخ کے آنے کی خبر کی اور شیخ اپنے محلہ کو لوٹ گئے
اور کہنے لگے کہ معاملہ تو اللہ تعالیٰ سے ہے اور تم مین سے کسی کو اجازت
نہین ہے کہ جب تک مین نہ مرون اسکو کسی شخص سے بیان کرے ابن النخال
نے مجھسے کہا کہ مین نے تم سے پہلے کسی شخص سے اس واقعہ کو بیان نہین
کیا ہے۔ اٹھ سو پچاس سے کچھ اوپر مین وفات پائی اور محلہ کبری کی جامع مسجد
مین دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

به تاریخ بست و پنجم رجب المرجب سنه ۱۳۲۲ هجری نبوی صلعم
مطابق یکم آذر سنه ۱۳۱۴ ف موافق ۶ - اکتوبر سنه ۱۹۰۴ ع روز پنجشنبه
این حصه باتمام رسید بمنه و کرمه -

صحت نامہ حصہ سوم نعمت عظمیٰ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۶	بین	بن	۴۹	۳	باتون	بالون
۴	۴	وسوقی	دسوقی	۵۷	۱۸	نفل	نقل
۵	۱۰	پانوان	پانچون	۷۱	۴	ردلیاء	اولیاء
۶	۱۴	چانتے	جانتے	۷۵	۲	علافہ	علاقہ
۱۳	۱۳	غور	غورو	۷۷	۱۲	جربیہ	جزیہ
۱۴	۷	متذری	منذری	۸۳	۱۰	لحی	طوق
۱۶	۱	اوتھو	اونہون	۸۶	۵	ہر	پر
۲۱	۱۸	کو	کے	۹۲	۲	ہے	ہین
۲۳	۷	منتفض	منغص	۱۰۹	۳	جوّار	جواد
۲۶	۱۴	کونہ	کوجونہ	۱۱۱	۱	جو	×
۳۳	۹	خکم	حُکم	۱۱۵	۴	آٹھ دروازہا ہے	سات دروازہا ہے
۳۴	۱۰	اقلوق	قلوق	〃	فوٹ نوٹ	ساتوین آیت	ساتوین اور
۴۶	۱۸	کہو	کو	۱۱۶	۵	بلذی	للذی
۴۷	۱۳	موموجود	موجود	۱۲۲	۱۹	انتہاہے	انتہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۸	۱۳	اوسطہر	اوسطہی
۱۳۵	۱	کے تنبیہ	کی تنبیہ
۱۴۴	۵	کسی	کبھی ہے
۱۵۱	۱۸	اوراور	اور
۱۵۹	۲	تیزا	تیرا
〃	۴	تیرانپی	تیراہی
۱۶۳	۱۱	آثاسے	آثار سے
۱۹۶	۴	طاہر	ظاہر
۲۰۶	۱۸	شہورات	شہوات
۲۱۱	۱۱	کیا تم	کیا تو
۲۱۶	۳	لبیکہ	الیکم
۲۲۵	۹	ہمین	ہین
〃	۱۲	زمانز	زمانہ
۲۲۶	۱	عمد	عبد
۲۳۱	۲	اللہرنے	کہ
۲۳۶	۱۷	مطاہر	مظاہر
〃	۱۹	والاخرۃ	وللآخرۃ
۲۴۳	۱۳	اموں	امامون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۹	۱۹	تقھا	فقھا
۲۵۱	۱۰	اُسکی	کہ اُسکی
۲۵۲	۸	ساقلھا	سافلہا؟
۲۵۶	۱۷	ضرور	ضرر
۲۷۷	۱۰	وحی کر	وحی ہے
۲۹۴	۲	کہ مین	تومین
۲۹۵	۱۸	پیار	پیسا
۳۰۲	۹	پڑہنے	پڑہے
۳۰۴	۶	ہوا	ہو
۳۰۸	۷	کم ستون	کم سنون
۳۰۹	۵	غقلت	غفلت
۳۱۳	۲	حیلہ	حبلا
۳۲۲	۷	حرف	حرف دو دال
۳۲۸	〃	ادو	اور
〃	۱۰	ملتی	ملنی
۳۳۳	۱۱	خرا	خرما
۳۴۰	۱۸	علیہ	عنہ
۳۴۱	۳	ھندا	ھذا